بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقالاتِ قادری

حصہ اوّل

مجموعہ مضامین

مبلغ اسلام مولانا سید سعادت علی قادری

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

3737

مقالات قادری

حصہ اول

مجموعہ مضامین

مبلغ اسلام مولانا سید سعادت علی قادری

ناشر

سید عامر علی قادری نگراں "مرکز اشاعت اسلام"

اے - ۱۲۹ - اسحاق آباد - سر شاہ سلیمان روڈ

کراچی ۱۹ - پاکستان

فون نمبر ۶۸۰۴۸۹ قیمت

Marfat.com

~~69475~~
86975

انتساب

اپنے شفیق و مہربان استاد حضرت علامہ مفتی عبدالحفیظ حقانی رحمتہ اللہ علیہ (مفتی آگرہ) کے نام جن کے خلوص، شفقت و محبت اور سادہ زندگی نے مجھے ان کا گرویدہ بنایا اور ان کی تعلیم و صحبت ہی سے مجھ میں تبلیغ اسلام کے جذبات بیدار ہوئے۔

اللہ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے فیوض و برکات جاری رکھے آمین۔

فقیر سید سعادت علی قادری

Marfat.com

شکریہ

"انجمن عقائد الاسلام" ہالینڈ

ہالینڈ میں "انجمن عقائد الاسلام" مولانا سید سعادت علی قادری کے ان مخلصین و مریدین کی تنظیم ہے جو سرنیام (جنوبی امریکہ) سے ہجرت کر کے ہالینڈ میں آباد ہیں یہ انجمن مولانا موصوف کی زیر سرپرستی تبلیغ اسلام کا زبردست کام کر رہی ہے۔ زیر نظر کتاب بھی ہم اس انجمن سے متعلق حضرات کے مالی تعاون سے ہی شائع کر رہے ہیں۔

بلاشبہ انجمن کے عہدیدار اور ممبران ان مذہبی خدمات کے لئے قابل تعریف ہیں جو وہ ہالینڈ اور یورپ میں انجام دے رہے ہیں ہم ان کے نیک عزائم کی کامیابی کے لئے دعا گو ہیں اور اس کتاب کی اشاعت میں تعاون پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ناشر

Marfat.com

ترتیب عنوانات

۱۔ عید میلاد النبی منانا

۲۔ رسول کی محبّت

۳۔ نورانی جسم

۴۔ حضور علیہ السلام کے معجزات

۵۔ امت پر رسول کے حقوق

۶۔ بہترین عادات

Marfat.com

تعارف

از۔ حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی
ناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ کراچی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے دو حصہ ہیں ایک وہ جس کا تعلق آپ کے ذاتی کمالات سے ہے مثلاً آپ کی جسمانی خوبیاں، اور آپ کے معجزات وغیرہ سیرت کے اس حصہ کا مطالعہ اور اس کی اشاعت حضور علیہ السلام پر ایمان کو پختہ کرنے اور اہل اسلام کے دلوں میں آپ کی محبت پیدا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔

سیرت طیبہ کا دوسرا حصّہ حضور علیہ السلام کی عادات و اطوار اور تعلیمات پر مشتمل ہے جس میں آپ کا حسن سلوک، عبادات و معاملات کے طریقوں کی تعلیم، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی تاکید شامل ہے سیرت کا یہی حصّہ امت مسلمہ کے لئے ضابطۂ حیات اور ذریعۂ فلاح و بہبود ہے جس کا مطالعہ اور اشاعت اصلاح معاشرہ اور اسلامی اقدار کو اجاگر کرنے کے لئے ناگزیر ہے۔

Marfat.com

میرے پیش نظر برادر گرامی مبلغ اسلام مولانا سید سعادت علی قادری کا مرتبہ " مقالات قادری " حصہ اول ہے بلاشبہ مولانا موصوف کے ذہن میں سیرت مبارکہ کے دونوں حصے ہیں ۔ مولانا نے اپنے طرز تحریر کے مطابق نہایت سہل زبان میں ان دونوں حصوں کی اشاعت کی کامیاب کوشش کی ہے جو وقت کی اہم ضرورت ہے ۔

اس کتاب کی اشاعت سے پہلے مولانا کے دو کتابچے " مرض سے موت تک " اور " اچھا برتاؤ " شائع ہو چکے ہیں جو نہایت ہی پسند کئے گئے مجھے یقین ہے کہ " مقالات قادری " کا یہ سلسلہ بھی بے حد مفید ثابت ہوگا میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا قادری صاحب کو خدمت دین کے مزید مواقع عطا فرمائے اور قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ " مقالات قادری " کا مطالعہ کریں اور اس کو گھر گھر پہنچانے کی کوشش کریں کیونکہ تبلیغ دین ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے ۔

اللہ اس خدمت کو قبول فرمائے اور مزید خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے آمین ۔

خادم العلماء

احقر جمیل احمد نعیمی غفرلہ

۲۵ مئی ۱۹۷۸ء

Marfat.com

عید میلاد النبی منانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن کو "عید میلاد النبی" کہا جاتا ہے کیونکہ ہر وہ دن جس پر خدا کی کوئی نعمت بندوں کو نصیب ہو عید یعنی خوشی و مسرت کے اظہار کا دن ہے جیسا کہ قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہے

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ وَ ارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ہ

اے رب ہمارے تو ہمارے اوپر خوانِ نعمت نازل فرما آسمان سے جو ہمارے لئے عید ہو ہمارے پچھلوں اور اگلوں کے لئے اور تیری نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو بہتر رزق دینے والا ہے۔

بنی اسرائیل کیلئے آسمان سے تیار شدہ کھانا (من وسلوا) اترنے کا دن عید ہو کیونکہ یہ خدا کی ایک نعمت ہے تو پھر نبی رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی پیدائش کا دن مسلمانوں کے لئے عید کیوں نہ ہو جب کہ وہ تمام نعمتوں کی جان اور سب سے بڑی نعمت ہیں اسی لئے علامہ یوسف ابن اسماعیل نبھانی، رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب جواہر البحار میں فرمایا۔

"اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے حضور علیہ السلام کے مولد کے مہینہ کی راتوں کو عید کے طور پر منایا"۔

علامہ نبھانی کے علاوہ دیگر علمائے اسلاف نے بھی میلاد النبی کے شب و روز کو عید قرار دیا ہے اور یہی عقیدہ اہلسنت وجماعت کا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام ہی خدا کی سب سے عظیم نعمت ہیں۔

جیسا کہ قرآنِ کریم سے ثابت ہے:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ — ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

ہر وہ چیز جو کسی کو فائدہ پہنچائے نعمت ہے حضور علیہ السلام کسی نہ کسی اعتبار سے تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ یعنی خدا کی تمام مخلوق نے آپ کی بعثت پر احسان کا اظہار فرمایا۔ اللہ فرماتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا۔ — بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں رسول کو پیدا فرمایا۔

Marfat.com

شکرِ نعمت یہ عظیم نعمت جس دن دنیا میں تشریف لائی اس دن کو یومِ عید جاننا اور اس دن اس نعمت کا ذکر و چرچا کرنا اور اس کے ملنے پر مسرت و خوشی کو ظاہر کرنا بلاشبہ حصول برکت و رحمت کا ذریعہ ہے کیونکہ اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے کہ نعمتیں ملنے پر بندے اس کا شکر ادا کریں قرآنِ کریم میں ہے۔

(۱) قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ — تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیئے خوشی کریں اور وہ ان سب کے جمع کئے ہوئے مال سے بہتر ہے۔

(۲) وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ — اور اپنے رب کی رحمت کو ظاہر کرو۔

(۳) وَاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ — اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

(۴) وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ — اور اگر تم شکر کرو گے تو ہم تم پر اپنی نعمت زائد کریں گے۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ نہ صرف خدا یہ پسند فرماتا ہے کہ نعمتیں ملنے پر بندے اس کا شکر ادا کریں اور اظہار مسرت کریں بلکہ خدا ان بندوں سے جو ایسا کرتے ہیں یہ وعدہ بھی کرتا ہے کہ جتنا تم شکر نعمت کرو گے اتنا ہی تم پر خدا کا فضل زیادہ ہو گا یہ تو عام نعمتوں کی بات ہے۔ وہ عظیم نعمت

Marfat.com

جس پر خود خدا نے اظہار احسان فرمایا اگر بندے اس کے ملنے پر اظہار مسرت کریں، اس کی پیدائش کے دن کو عید کی طرح منائیں اور اس نعمت کا چرچا و ذکر کریں تو یقیناً یہ عمل خدا کی مرضی کے حصول اور نجات پانے کا ذریعہ ہوگا۔

ذکر نعمت خدا کی نعمتوں کا ذکر اور چرچا کرنا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے۔ فرمایا گیا۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اور ان کو یاد دلایئے اللہ کے دن۔

یہاں بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہے کہ انھیں یہ حکم دیا گیا کہ وہ اپنی قوم بنی اسرائیل کو وہ خاص دن یاد دلایا کریں جن میں انھیں فرعون کے ظلم وستم سے نجات ملی ان پر من وسلوا نازل ہوا اور اسی قسم کے دوسرے دن جن میں انھیں انعامات سے نوازا گیا ہے یہ حکم دو وجہ سے دیا گیا ہے۔

۱۔ اس لئے کہ اللہ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اسکی نعمتوں کا ذکر کیا جائے جس کے لئے موزوں ترین وقت وہی تاریخ ہے جس میں وہ نعمت ملی۔

۲۔ اس لئے کہ بندے جب خدا کی نعمتوں کا ذکر سنتے اور ادا کرتے ہیں تو وہ ان نعمتوں کی قدر بھی کرنے لگتے ہیں اور ان کا نعمتیں عطا کرنے والے خدا سے بھی تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

پس جب موسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ حکم ہے تو یقیناً اس نعمت کا ذکر عین مرضی خدا ہو گا جس کے ذکر کو خدا نے خود بلند بھی فرمایا ہے اور اس کے ذکر کو اپنا ہی ذکر قرار دیا۔ قرآن کریم میں ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۔ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔

اس آیت کی تفسیر قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شفاء شریف میں سیدی ابن عطا رضی اللہ عنہ سے اس طرح نقل کی ہے۔

جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِنْ ذِكْرِي فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِي۔ اے نبی میں نے آپ کو اپنا ذکر بنایا ہے جو آپ کو یاد کرے گا گویا مجھے یاد کرے گا۔

عمل رسول

نبی کریم علیہ السلام نے قرآنِ کریم کے ہر حکم پر عمل کر کے امت کو دعوتِ عمل دی شکر نعمت اور نعمت سے متعلق بھی عمل آپ کی حیات طیبہ میں موجود ہے جیسا کہ اس واقعہ سے ظاہر ہے۔

نبی کریم علیہ السلام جب ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو آپ کو معلوم ہوا کہ یہودی عاشورے (۱۰ محرم) کا روزہ رکھتے ہیں جب یہودیوں سے اس روزے کی وجہ معلوم کی گئی تو انھوں نے بتایا کہ یہ عاشورہ وہ تاریخ ہے جسمیں اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے

Marfat.com

نجات دلائی تو ہم اس نعمت پر شکر کرتے ہوئے یہ روزہ رکھتے ہیں اس موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا۔

نحن احقُ واولیٰ بموسیٰ منکم فصام وامر بصیامہٖ

تو ہم تمہاری بہ نسبت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قریب ہیں تو آپ نے خود روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

اسی حکم کے مطابق آج تک عاشورہ کے دن کا روزہ مستحب ہے کسی نے اسکو حرام نہیں کہا پس حضور علیہ السلام کے اس عمل سے ثابت ہے کہ خدا کی نعمت پر اظہار شکر و مسرت کرنا چاہیے ۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام خود بھی اپنی ولادت کا دن مناتے تھے جیسا کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ

" نبی کریم علیہ السلام ہر پیر کو روزہ رکھتے تھے جب آپ سے اس روزے کی وجہ معلوم کی گئی تو آپ نے فرمایا:

فِیْہِ وُلِدْتُ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ۔

کہ اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔"

یہ روزہ صرف دو نعمتوں پر اظہار شکر کے لئے رکھا جاتا ہے ایک حضور علیہ السلام کی پیدائش دوسرے نزولِ قرآن اس طرح اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

خود اپنا یوم ولادت ہر ہفتہ مناتے تھے تو کیا ہم ان کے غلام سال میں ایک مرتبہ بھی نہیں منا سکتے یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلاف نے عید میلاد النبی منانے کو باعث برکت و رحمت قرار دیا اس سلسلے میں چند معروف علماء کے عمل و عقیدے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ علامہ ابن حجر ہیتمی

فرماتے ہیں۔

"محافل میلاد اور اذکار جو ہمارے یہاں بیان کئے جاتے ہیں ان میں اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ، ذکر، صلوٰۃ و سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی مدح اور قسم کافی سنت ہے کیونکہ جو احادیث خاص و عام اذکار کے بارے میں ہیں وہ اسکو شامل ہیں"

۲۔ علامہ محی الدین

فرماتے ہیں:

"ہمارے زمانے میں اچھی ایجادوں میں وہ افعال ہیں جو مولد النبی کے دن کئے جاتے ہیں یعنی صدقات بھلائی کے کام فرحت و مسرت کا اظہار کیونکہ فقراء کے ساتھ احسان کرنے کے علاوہ ان تمام چیزوں کے کرنے والے کی محبت حضور علیہ السلام سے ظاہر ہوتی ہے اور اس نعمت کا شکر ادا ہوتا ہے جس کے پیدا کرنے پر خدا نے احسان جتایا۔

وَفِيْهِ اِغَاظَةُ الْكَفَرَةِ وَالْمُنَافِقِيْنَ۔	اور اس میں کفار و منافقین کو جلانا مقصود ہے۔

Marfat.com

حضرت علامہ ابو شامہ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ عید میلاد النبی پر کئے جانے والے کاموں کو بہترین ایجاد قرار دیتے ہیں اور اس کے فائدے بیان کرتے ہیں۔ ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اس موقع سے فقراء و مساکین کا بھلا ہو جاتا ہے دوسرے یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کا پتہ چل جاتا ہے تیسرے یہ کہ اس طرح خدا کی سب سے عظیم نعمت کا شکر ادا ہوتا ہے اور چوتھے سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ عاشق عید میلاد النبی مناتے ہیں اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کفار و مشرکین جلتے بھنتے ہیں۔

اس آخری جملے میں حضرت علامہ نے فیصلہ فرما دیا کہ عید میلاد النبی منانا کمال ایمان و محبت کی نشانی ہے اور اس سے روکنا، اس کو حرام و ناجائز کہنا اسلام دشمنی کی علامت ہے۔ کوئی مومن کامل ولادت رحمۃ للعلمین پر اظہار مسرت و شکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

۳۔ علامہ عابدین

علامہ سید احمد عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"صاحبِ معجزات صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد کے واقعات سننے کے لئے جمع ہونا بڑی نیکی ہے کیونکہ یہ نیکیوں اور درود شریف پر مشتمل ہے اور ان پر درود و سلام کی کثرت ان کی محبت کا سبب ہے اور یہ ان کے قرب کا سبب ہے۔"

Marfat.com

۴۔ علامہ حلبی

علامہ برہان حلبی نے فرمایا:

"نبی کریم علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے دن میں بھلائی کرنے والوں، فرحت و مسرت کا اظہار کرنے والوں اور ان سے محبت کرنے والوں کو کافی ہے کہ وہ اصحاب خیر اور فقراء و مساکین کو جمع کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ان کو کھانا کھلائیں اور ان پہ صدقہ کریں اور اس سے بھی زائد اگر چاہیں تو ایسے اشعار پڑھوائیں جن میں نعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور اچھے اخلاق کی طرف رغبت دلانا، قلوب کو بھلائیوں کی طرف برانگیختہ کرنا اور بدعات و منکرات سے روکنا ہو۔"

۵۔ علامہ شمس الدین

حافظ الحدیث ابوالخیر علامہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ابولہب (کہ جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا) کو جہنم میں یہ بدلہ ملا کہ اس کی انگلیوں سے پانی نکلتا ہے اور ہر دوشنبہ کو اس کا عذاب کم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے حضور علیہ السلام کی پیدائش کی خوشی میں ثوبیہ اپنی لونڈی کو آزاد کیا تھا تو اس مسلم موحد کا کیا حال ہو گا جو نبی کریم علیہ السلام کی ولادت

Marfat.com

پر خوشی مناتا اور حسب استطاعت خرچ کرتا ہے۔ میری جان کی قسم خداوند کریم کی طرف سے یہی جزا ہو گی کہ وہ اسکو اپنے فضل سے جنت نعیم میں، داخل فرمائے گا۔"

۶۔ محدث دہلوی

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "ابولہب کافر تھا جب اسے میلاد کی خوشی منانے اور اپنی باندی کے دودھ کو حضور علیہ السلام کے لئے خرچ کرنے کی وجہ سے جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہو گا جو محبت و خوشی سے میلاد النبی میں خرچ کرتا ہے۔"

شاہ صاحب موصوف نے خود اپنا ایک واقعہ بھی بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں میلاد النبی کے موقع پر حضور علیہ السلام کی جائے پیدائش مکہ معظمہ میں حاضر تھا وہاں لوگ آپ کی ولادت و معجزات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ میں نے اس محفل میں انوار و برکات نازل ہوتے ہوئے دیکھے جب میں نے ان انوار میں غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ انوار ان فرشتوں کے ہیں جو ان محافل میں شرکت کرتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ یہ مجلس فرشتوں اور رحمت کے انوار سے معمور و منور تھی۔

۷۔ شاہ ولی اللہ

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کا معمول انہی کے الفاظ میں بیان فرمایا۔

Marfat.com

"میں میلاد شریف کے ایام میں ولادت باسعادت کی خوشی میں کھانا تیار کراتا تھا۔ ایک سال بھنے چنوں کے علاوہ کچھ میسر نہ ہوا تو میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے میں نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی اور دیکھا کہ وہی چنے آپ کے سامنے موجود ہیں اور آپ بے حد خوش نظر آ رہے ہیں۔"

۸۔ مولانا عبد الحئی

ابو الحسنات مولانا عبد الحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"حقیقت میں میلاد شریف نبی کریم علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں موجود تھا اگرچہ یہ نام نہ تھا فن حدیث کے ماہرین پہ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مجالس وعظ اور تعلیم علم میں فضائل نبویہ اور حالات احمدیہ کا ذکر کرتے تھے۔"

خلاصۂ اقوال

یہ چند علمائے کرام کے اقوال و عقائد نقل کئے گئے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی پیدائش کے دن پر اظہار مسرت و شکر کرنا اور ان کے کمالات و معجزات بیان کرنا نہ تو حرام ہے اور نہ کوئی بری رسم۔ اس کے برعکس یہ ایک ایسی عظیم نیکی ہے جس میں نبی کریم علیہ السلام اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پیروی بھی ہے اور بزرگوں

Marfat.com

کے طریقے پر عمل بھی جس کے بدلے دنیا میں عافیت و طمانیت نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں ذریعہ نجات ہے جو یہ نیکی کرتے ہیں وہ اپنے کمال ایمان کا ثبوت فراہم کرتے ہیں اور جو اس کو منع کرتے ہیں وہ کفار و منافقین کا طریقہ اختیار کر کے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔

گذارش پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ قرآن و حدیث پر غور کریں اور نبی کریم علیہ السلام سے وہی محبت و الفت پیدا کریں اور آپ کا اسی طرح احترام کریں جس طرح قرآن و حدیث نے بتایا اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس پر عمل کیا۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بلاشبہ صرف اور صرف یہی حکم ملتا ہے کہ اس دن کو نہایت اہم سمجھنا اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے گزارنا چاہیئے۔ اس دن نئے کپڑے پہننا۔ مکانات کو سجانا، چراغاں کرنا، محافل میلاد منعقد کرنا تبرک و تحائف تقسیم کرنا۔ ایک دوسرے کو مبارکباد دینا۔ جلوس نکالنا اور وہ تمام کام جن سے محبت و الفت کا ثبوت فراہم ہو نہ صرف جائز بلکہ باعث ثواب و برکت ہیں لہٰذا میں مسلمانوں سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ ان اعمال کو اختیار کریں۔ اللہ ہماری نیکیوں کو قبول فرمائے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت کی عظیم نعمت عطا فرمائے۔ آمین!

رسول کی محبت

قُلْ اِنْ کَانَ آبَاءُکُمْ وَاَبْنَاءُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ٥

(پ۱۰ - التوبہ آیت نمبر ۲۴)

قرآن کریم کے دسویں پارہ سورۂ توبہ کی یہ چوبیسویں آیت ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک مسلمان کو اللہ اور اس کے رسول سے کیسی محبت ہونا چاہیئے آیت کا خلاصہ یہ ہے۔

خلاصہ آیت

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کو یہ بتا دیجئے کہ اگر انہیں ماں، باپ، اولاد، بھائی، بیویاں، رشتہ دار، جمع کی ہوئی دولت، حفاظت سے رکھا ہوا مال، تجارت اور پسندیدہ مکان اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب اور پسند ہیں تو انہیں اللہ کے عذاب کا انتظار کرنا چاہیے۔ ایسے لوگ فاسق ہیں اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو کامیاب د

Marfat.com

کامران نہیں کرتا۔

مضبوط رشتہ

اللہ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ کلمۂ طیبہ پڑھ لینے کے بعد مسلمان کا رشتہ خدا سے اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ اللہ اس کے رسولؐ کے حکم کی تعمیل کے لئے وہ ہر چیز کو چھوڑ دیتا ہے اور اسلام کی حفاظت و تبلیغ کے لئے ہر چیز قربان کر دینے کو تیار رہتا ہے۔ یعنی مسلمان کی شان یہ ہے کہ دنیا کی کوئی نعمت یا لالچ اس کو خدا اور رسول سے جدا نہیں کر سکتا۔

اسلام نے ماں باپ کا ادب و احترام اور ان کی خدمت و اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے لیکن اگر ماں باپ گمراہ ہو جائیں اور اولاد کو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت سے روکنا چاہیں تو مسلمان کا کمال یہ ہے کہ ماں باپ کو چھوڑ دے لیکن اللہ اور اس کے رسول کو نہ چھوڑے۔

اولاد سے محبت کرنا جائز اور اپنی قوت کے مطابق اس کی ہر ضرورت کو پورا کرنا واجب ہے لیکن اگر اولاد نیک نہ ہو، نماز نہ پڑھے، شریعت کی پابندی نہ کرے تو مسلمان ماں باپ کا کمال یہ ہے کہ ایسی اولاد کو جس قدر سزا سخت دینا پڑے وہ دیں اور اگر اس سے تعلق بھی ختم کرنا پڑے تو خدا اور اس کے رسول سے تعلق باقی رکھیں اور بری اولاد سے تعلق ختم کر دیں یعنی اولاد کی محبت کو خدا اور اس کے رسول کی محبت پر قربان کر دیا جائے۔

بھائیوں، بیوی اور تمام خاندان والوں سے رشتہ مضبوط کرنے، ان

Marfat.com

مدد کرنے اور ان سے ملنے جلنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن ایک مسلمان بھائی یا شوہر یا رشتہ دار کا کمال یہ ہے کہ اگر اس کا بھائی یا اس کی بیوی یا اس کا رشتہ دار گمراہ ہو جائے دین کو چھوڑ دے یا شریعت کی پابندی نہ کرے۔ اور کسی نصیحت پر بھی عمل کرنے کو تیار نہ ہو تو اس کو سزا دی جائے اور اگر سزا کافی نہ ہو تو اس سے رشتہ ختم کر دیا جائے لیکن اللہ اور اس کے رسول کی محبت اور اطاعت میں فرق نہیں آنا چاہیے۔

مسلمان کے پاس جمع کی ہوئی دولت ہو تجارت کا مال ہو شاندار اور خوبصورت مکان ہو اور دین کے لئے اسلام کی حفاظت و تبلیغ کے لئے، غریبوں کی مدد کے لئے مسجدوں، مدرسوں اور یتیم خانوں کی تعمیر کے لئے دولت کی ضرورت پیش آجائے تو مسلمان کا کمال یہ ہے کہ دل کھول کر حصہ لے۔ اور اپنی دولت ختم کر دے۔ دولت و مال کی محبت اتنی نہ ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کے نام پر اس کو خرچ نہ کر سکے۔

ذریعہ کامیابی

جن مسلمانوں نے اپنے دل میں دنیا کی ہر چیز سے زائد اللہ اور اس کے رسول کی محبت پیدا کر لی وہ تو یقیناً کامیاب و کامران ہوں گے۔ لیکن جن میں یہ کمال پیدا نہیں ہوا ان پر کسی وقت کسی صورت میں بھی خدا کا عذاب آسکتا ہے۔ اور نہ تو وہ دنیا میں کامیابی کا راستہ پا سکتے ہیں اور نہ ہی آخرت میں ان کو کامیابی و کامرانی نصیب ہو گی۔

قرآن کریم نے اس بات کو بھی واضح کر دیا کہ صرف خدا سے محبت اور اس کا حکم ماننا نجات کا ذریعہ نہیں بلکہ درحقیقت خدا سے محبت کرنے والا وہی ہے

Marfat.com

جو خدا کے محبوب نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے اور ان کی
پیروی کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قل إن كنتم تحبون الله — اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ
فاتبعوني يحببكم الله۔ — لوگوں کو بتا دیجئے کہ تم اگر اللہ سے
محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو ا
تم سے محبت کرے گا۔

یعنی نجات کی امید پر خدا سے محبت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ نبی
کریم علیہ السلام کی پیروی کرے۔ جس نے آپ کو خوش کر لیا اللہ اس سے راضی
اور خوش ہو جائے گا۔ اور جو حضور علیہ السلام کو خوش نہ کر سکا اسے خدا کی رضا کی امید
نہیں رکھنا چاہئے نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :-

لا یومن احدکم حتیٰ اکون — تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا
احب الیہ من ولدہٖ ووالدہ — جب تک کہ میں اسے اس کے بیٹے، باپ
والناس اجمعین۔ — اور تمام لوگوں سے پیارا نہ ہو جاؤں

یعنی کامل مومن ہونے کے لئے نبی کریم علیہ السلام سے محبت دنیا کی ہر چیز
سے زائد ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک واقعہ سے بھی ظاہر
ہوتا ہے۔ 86975

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

86975

Marfat.com

کہ آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں اسی وقت آپ نے فرمایا عمر نہیں خدا کی قسم

حتیٰ اکونَ احبَّ الیکَ من نفسکَ۔

یہاں تک کہ میں تمہاری جان سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

یعنی اے عمر جب تک تم مجھ سے اپنی جان سے زیادہ محبت نہ کرنے لگو اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا قسم خدا کی یا رسول اللہ آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ ظاہر کر دیا کہ مسلمان کا کمال یہ ہے کہ جب اسے اپنے ایمان کی خرابی یا کمزوری کا پتہ چلے تو اسے ضد نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس خرابی اور کمزوری کو دور کر کے فوراً اپنا ایمان مضبوط کر لینا چاہیے۔

حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا :۔

احبو اللہ لما یغذوکم من نعمتہ و احبونی لحب اللہ واحبوا اھل بیتی لحبی۔

اللہ سے محبت رکھو اس لیے کہ وہ تمہیں طرح طرح کی نعمتیں دیتا ہے اور مجھ سے اللہ کی محبت کی وجہ سے محبت کرو اور میرے اہل بیت سے میری محبت کی وجہ سے محبت کرو۔

مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام سے ہر شخص کو محبت کرنا چاہیے۔

Marfat.com

اگر وہ اللہ پر ایمان رکھتا اور اس سے محبت کرتا ہے کیونکہ اللہ خود آپ سے محبت کرتا ہے جو شخص خدا سے محبت کا دعویٰ کرے اور نبی کریم علیہ السلام سے اس کو محبت نہ ہو وہ بالکل اس شخص کی طرح مومن نہیں جو صرف حضور علیہ السلام سے محبت کرے اور خدا کا انکار کرے یعنی مومن کامل بننے کے لئے جس طرح خدا کو ماننا ضروری ہے اسی طرح حضور علیہ السلام سے محبت پیدا کرنا بھی ضروری ہے پھر جیسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہوگی وہ رسول کے گھر والوں سے، رسول کی پیروی کرنے والوں سے، صحابہ سے، رسول کی باتیں کرنے والے عالموں سے غرضیکہ ہر اس چیز سے محبت کرے گا جس سے رسول کو محبت ہے اور ہر اس چیز کو پسند کرے گا جس کو رسول نے پسند کیا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ آپ کے ایک اشارے پر اپنا دل، اولاد اور جان تک قربان کر دینے کو تیار رہتے تھے اور ہر اس چیز کو جان سے زیادہ عزیز اور محبوب رکھتے تھے جو حضور علیہ السلام کو پسند ہوتی تھی۔

لوکی سے محبت

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا کہ ایک مرتبہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ ایک دعوت میں شریک تھا میں نے دیکھا کہ آپ شوربے میں سے لوکی کے ٹکڑے تلاش کر کے کھا رہے ہیں اسی دن سے مجھے لوکی کی اتنی پسند ہوگئی کہ میں کبھی لوکی کے بغیر کھانا نہیں کھاتا۔

شیخ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ حضور علیہ السلام کو لوکی پسند تھی اور اسی وقت دوسرا شخص کہے کہ مجھے لوکی پسند نہیں تو ایسے

Marfat.com

شخص کے کفر کا اندیشہ ہے۔ یہ بات اگرچہ خالص لوکی کے لیے کہی گئی ہے۔ لیکن یہ حکم عام ہے کہ مسلمان کے ایمان کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اگر اس کو کسی چیز کے متعلق پتہ چل جائے کہ یہ حضور علیہ السلام کو پسند تھی یا کسی چیز کا تعلق حضور علیہ السلام سے ہو جائے تو وہ چیز اس کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ پیاری معلوم ہونے لگے۔ لہٰذا ایسا مسلمان جو حضور کی پسندیدہ چیز یا ایسی چیز کو جس کی نسبت حضور کی طرف ہے پسند نہ کرے مثلاً کوئی مسلمان کہے مجھے مدینہ پسند نہیں۔ میرا حضرت ابو بکر سے کوئی تعلق نہیں، مجھے مسواک اچھی نہیں لگتی تو ایسے مسلمان کے متعلق سوچا جائے گا کہ وہ مسلمان ہے بھی یا نہیں کیونکہ مسلمان تو کسی ایسی چیز کو، ایسی جگہ کو یا ایسے انسان کو برا نہیں کہہ سکتا کہ جس کو حضور علیہ السلام نے پسند کیا ہو یا اس کا تعلق حضور علیہ السلام سے ہو گیا ہو

ثبوت محبّت

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر محبت کا ایسا ہی کمال پیدا کرنے کی کوشش کریں جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل تھا۔ ہر مسلمان کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ کہ جتنی محبت کامل ہوگی، اتنا ہی ایمان کامل ہوگا اور محبت صرف زبانی دعویٰ کا نام نہیں بلکہ اس کو ثابت کرنے کے لیے چند ذریعے ہیں جب تک ان ذریعوں کو حاصل نہ کیا جائے محبت کا دعویٰ سچّا نہیں ہو سکتا۔

۱۔ سب سے پہلا اور بنیادی ذریعہ اطاعت ہے کیونکہ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے۔ کہ سچی محبت کرنے والا اپنے محبوب کا ہر حکم مانتا ہے کوئی ایسا

Marfat.com

شخص محب ہو ہی نہیں سکتا جو محبوب کے حکم کی تعمیل نہ کرے اور ہر طرح اس کی بات نہ مانے تو جس نے بھی حضور علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کیا اس کو ضرور آپ کی اطاعت بھی کرنا پڑے گی۔ یعنی صرف زبان سے یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ ہمیں نبی کریم علیہ السلام سے محبت ہے یہ دعویٰ اسی وقت سچا ثابت ہو سکتا ہے. جب دعویٰ کرنے والا ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچے کہ اس کام کو میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح کیا تھا اور پھر اسی طرح وہ کام کرے جس طرح حضور علیہ السلام نے کیا تھا. عبادت، تجارت، احباب و اعزا سے تعلقات، بندوں کے حق اور ان کو ادا کرنے کا طریقہ، سونے، چلنے، بات کرنے غرضیکہ ہر چیز میں حضور نبی کریم علیہ السلام کی پیروی کرنے کا نام ہی محبت ہے۔

۲۔ محبت کو بڑھانے کا ایک ذریعہ محبوب کو راضی کرنا بھی ہے اگر محبوب عمر یا مقام میں بڑا ہے تو اس کو راضی کرنے کا طریقہ اس کی بات ماننا یا اس کو ہدیے اور تحفے پیش کرنا ہے۔ نبی کریم علیہ السلام کے تمام امتی آپ سے چھوٹے ہیں لہٰذا ہر اُمتی آپ کی بات مان کر آپ کے طریقوں پر عمل کر کے اور آپ کے دربار میں درود وسلام کے تحفے پیش کر کے اپنے رشتہ محبت کو مضبوط کر سکتا ہے اور ہر خوشی یا غمی کے موقعہ پر آپ کا ذکر کر کے اور آپ کی پیدائش کے دن خوشی منا کر اس رشتہ کو ظاہر کر سکتا ہے۔ یہ تو امتیوں کی طرف سے رشتہ محبت کو زائد کرنے اور ظاہر کرنے کا طریقہ ہے۔ لیکن خدائے وحدہٗ لاشریک نے بھی حضور علیہ السلام سے اپنی

Marfat.com

محبت کو اس طرح ظاہر کیا کہ قرآن کریم میں مختلف انداز اور پیارے طریقوں سے آپ کا ذکر فرمایا، کبھی آپ کو نبی کہہ کر پکارا، کبھی یٰسین یا ایھا المزمل، یا ایھا المدثر کہہ کر پکارا کہیں آپ کو نور کہا، مبشر، نذیر اور رحمتہ اللعالمین کہا بہر حال اچھے اچھے ناموں سے پکار کر اور آپ کے اونچے مرتبے کو بیان کر کے خدا نے بندوں پر یہ ظاہر کیا کہ جب خدا خود اپنے نبی سے اتنی محبت کرتا ہے تو بندوں کو بھی محبت کرنا چاہیئے۔ پھر حضور علیہ السلام نے خود اعلان فرمایا۔

اَنا حبیب اللہ میں اللہ کا محبوب ہوں

اس اعلان کا منشا یہی ہے کہ جب میں اللہ کا محبوب ہوں جو مجھے بھیجنے اور پیدا کرنے والا ہے تو انسانوں کو بھی مجھ سے محبت کرنا چاہیئے پھر اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ السلام سے اپنی محبت کو ثابت کرنے کے لیئے اعلان فرمایا:۔

ولسوف یُعطیك ربّك فترضیٰ اور (اے نبی) تمہارا رب تمہیں ہر وہ چیز دے گا جس سے تم راضی ہو جاؤ گے

اس اعلان کا بھی منشا یہ ہے کہ خدا جو حضور علیہ السلام کا حقیقت میں مالک و معبود ہے لیکن محبت کا حق ادا کرنے کے لیئے اس نے حضور سے وعدہ فرما لیا کہ اے محبوب مجھے تم سے محبت ہے لہٰذا میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں ہر طرح راضی کروں گا، یہاں تک کہ تم جو بھی مانگو گے تمہیں دوں گا۔ تو جب خدا نے محبت کا حق ادا کیا تو بندوں کو، اُمتیوں کو بھی محبت کا حق ادا کرنا چاہیئے۔ اور حضرت

Marfat.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے ان کا ذکر کر کے ان کے دین کو پھیلا کر، ان کے نام پر اپنی دولت خرچ کر کے اور ان کی پیدائش کی خوشی منا کر ان کو راضی کرنا چاہیئے جس نے انہیں راضی کر لیا۔ اس نے واقعی محبت کا حق ادا کر دیا۔ کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کو راضی ہی کیا کرتا ہے۔ اور پھر جس نے خدا کے محبوب کو راضی کر لیا اس نے خدا کو راضی کر لیا۔

علامات محبت

۱۔ محبت کے دعوے کو سچا ثابت کرنے کے لئے کچھ علامتیں اور نشانیاں بھی ہوتی ہیں ان نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ

حبك الشیٔ یعمی ویصم — کسی سے محبت کرنا اندھا اور گونگا کر دیتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب کسی کو کسی سے سچی محبت ہوتی ہے تو وہ اپنی آنکھوں سے اپنے محبوب کا کوئی عیب نہیں دیکھ سکتا۔ اور نہ اپنی زبان پر اس کے کسی عیب کا ذکر لا سکتا ہے۔ سچی محبت ہوتی ہے تو وہ اپنے محبوب کو بے عیب دیکھتا ہے اور زبان سے ہر طرح تعریف ہی کرتا ہے۔ اس قاعدے کے مطابق ہر مسلمان کے ایمان کا یہ تقاضہ اور حضور علیہ السلام سے محبت کی یہ نشانی ہے۔ کہ وہ اپنے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ لائے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی قسم کی کوئی خامی یا کوئی عیب ہو سکتا ہے بلکہ مسلمان کا تو یہ ایمان ہونا چاہیئے کہ بے عیب خدا نے اپنے

Marfat.com

محبوب کو بے عیب پیدا کیا ہے کیونکہ جب خالق کو اپنی مخلوق میں سب سے زائد محبت حضور علیہ السلام سے ہے تو وہ اپنے محبوب کو عیب والا پیدا کرنا کس طرح پسند فرما سکتا ہے اس نے ہر انسان میں کوئی نہ کوئی عیب رکھا لیکن اپنے محبوب کو اپنی قدرت سے بے عیب پیدا فرمایا حضور علیہ السلام کے صحابی حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس حقیقت کو ان لفظوں میں بیان فرمایا۔

خُلِقتَ مبرأ من کل عیب کانک خُلِقتَ کما تشاء

یعنی اے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا خدا نے آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق پیدا کر دیا۔

حضور نبی کریم علیہ السلام میں نہ سیرت کے اعتبار سے کوئی عیب تھا اور نہ صورت کے اعتبار سے، آپ کی سیرت کے متعلق خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ۝

کامل سیرت

اس خلق عظیم یعنی بے عیب اخلاق و عادات کی وجہ سے آپ کی سیرت طیبہ کو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے اُسوہ حسنہ یعنی ایسا بہترین نمونہ قرار دیا گیا کہ جو کوئی اس مقدس سیرت کے مطابق اپنی سیرت کو ڈھال لے اور وہی پیاری عادتیں اپنے اندر پیدا کرلے تو اس کو بھی انسانیت کا کمال نصیب ہو جائے گا اور یہ سیرت اتنی کامل ہے کہ زندگی کے ہر حصّہ کو بہتر بنانے کے لئے اس سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے

Marfat.com

مثال کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی دنیا سے بالکل علیحدہ رہ کر گزار دی یہاں تک کہ رہنے کے لئے مکان تک نہ بنایا تو اب جو دنیا کو چھوڑنا چاہے اس کے لئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی نمونہ ہو سکتی ہے لیکن ایک تاجر، قاضی یا بادشاہ ان کی زندگی سے کوئی رہنمائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگی سلطنت اور حکومت میں گزری تو ایک بادشاہ تو ان کی زندگی کو اپنے لئے مثال بنا سکتا ہے۔ لیکن کوئی غریب و فقیر ان کی زندگی کو اپنے لئے کیسے نمونہ بنا سکتا ہے۔ یہ صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا کمال ہے کہ حاکم، محکوم، بادشاہ رعایا، غریب، امیر ہر قسم کا آدمی آپ کی زندگی کے حالات سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے بہر حال نبی کریم علیہ السلام کی سیرت مبارکہ ہر عیب سے پاک اور ہر قسم کے انسان کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے

حسین صورت

اور آپ کی صورت یعنی ظاہری جسم پر غور کیا جائے تو وہ نہ صرف بے عیب ہے بلکہ اس کا حسن و جمال تمام کائنات کے حسن و جمال کا ذریعہ ہے اسی لئے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر حضور علیہ السلام کو معجزات اور نبوّت کے دوسرے بیشمار دلائل نہ بھی دیئے جاتے اور آپ پر وحی الہٰی کا اثر ظاہر نہ ہوتا تو آپ کا چہرہ مبارک ہی آپ کی نبوّت کے ثبوت کے لئے کافی تھا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور علیہ السلام

Marfat.com

مدینہ تشریف لائے تو لوگ آپ کو دیکھنے کے لئے جا رہے تھے۔ جب میں پہنچا تو میں نے آپ کا چہرہ دیکھتے ہی یقین کر لیا کہ "یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے حضور علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہ دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سورج آپ کے چہرہ میں چل رہا ہے۔

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ نے سیرت وصورت کے کمال کو اس طرح بیان فرمایا کہ

کان رسول اللہ احسن الناس وجھًا واحسنھم خلقاً

حضور علیہ السلام صورت وسیرت دونوں کے اعتبار سے سب سے زیادہ حسین وجمیل تھے۔

بہرحال کوئی مسلمان حضور نبی کریم علیہ السلام میں نہ صرف محبت کی وجہ سے بلکہ حقیقت سے بھی مجبور ہو کر کوئی عیب نہیں نکال سکتا اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ صرف دعوئے محبّت ہی میں جھوٹا نہیں بلکہ اس کا یہ عمل تو کافروں سے بھی بدتر ہے کہ کافر اگرچہ نبی کریم علیہ السلام کے جانی دشمن تھے اور خون کے پیاسے تھے۔ لیکن آپ کی صورت یا سیرت میں نہ کوئی عیب نکالتے تھے اور نہ ہی آپ پر کوئی الزام لگاتے تھے بلکہ آپ کی اچھی عادتوں، خوبیوں اور حسن وجمال کو مانتے تھے

۲۔ سچی محبت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ محبت کرنے

Marfat.com

کرنے والا اپنے محبوب کو راضی کرنے کے لئے ہر قسم کی مصیبت برداشت کرنے اور تکلیف اٹھانے کے لئے تیار رہے ہر مسلمان جو نبی کریم علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اس کی محبت کی پہچان یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو راضی کرنے کیلئے ہر مصیبت کو برداشت کرے اور اپنے محبوب کا نام اونچا کرے اور ان کی باتوں کو پھیلائے خود ان پر عمل کرے اور دوسروں کو ان پر عمل کی دعوت دے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کر کے دکھایا۔ صحابہ نے صرف آپ کی سچی محبت ہی کی وجہ سے اہل و عیال اور وطن کو چھوڑا اور مکے سے مدینے ہجرت کی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اسی محبت کی وجہ سے سخت ماریں کھائیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے صرف اسی محبت کی وجہ سے اپنی تمام دولت قربان کر دی اس محبت کی وجہ سے ہی صحابہ نے غزوات میں اپنی گردنیں کٹوائیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے بعد ہمارے تمام بزرگوں نے محبت کی یہ رسم ادا کی۔ خدا ہمیں بھی اس رسم کو ادا کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔

۳۔ محبت کی علامتوں میں سے ایک علامت کو اس جملے میں بھی بیان کیا گیا ہے " مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ جس نے کسی چیز سے محبت کی اس نے اس کا ذکر زائد کیا۔ یعنی محبوب کا ذکر اور چرچا محبت کرنے والوں کی زبان پر ہر وقت رہتا ہے۔ ہر سچا محب یہی چاہتا ہے کہ اس کی زبان پر اس کے محبوب کا نام ہو اور اس کے کان محبوب کی خوبیاں اور کمالات سنتے رہیں۔ اسی لئے نبی کریم علیہ السلام کا محب

Marfat.com

حقیقی خدائے وحدہٗ لاشریک بھی آپ کا ذکر سننا اور ذکر کرنا پسند فرماتا ہے اور اس نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ ہر مسلمان کی زبان پر اس کے محبوب کا ذکر رہے بلکہ کوئی اس وقت تک مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک وہ خدا کے نام کے ساتھ رسول کا نام نہ لے یعنی

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

نہ کہے اسی لئے قرآن کریم میں اذان میں، نماز میں، ذکر محبوب بھی موجود ہے اور یہ بھی اعلان کر دیا گیا کہ محبوب خدا کے ذکر کو کوئی مٹا نہیں سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ورفعنا لك ذكرك — اے پیارے ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا

اللہ نے اپنے محبوب کا چرچا اور ذکر اتنا بلند کیا کہ رہتی دنیا تک ہر گوشے سے وہ اپنے محبوب کا ذکر سنتا ہے اور قیامت میں بھی ان ہی کا چرچا سنے گا۔ اور جس طرح وہ اپنے محبوب کا ذکر سننا پسند فرماتا ہے اسی طرح خود بھی ان کا ذکر کرتا ہے قرآن کریم میں ہے:۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ — بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔

یعنی اللہ خود بھی اپنے پیارے نبی کا ذکر کرتا ہے اور اس کے فرشتے بھی محبوب کا ذکر کرتے رہتے ہیں تو خدا یہی چاہتا بھی ہے کہ جو کوئی اس کے محبوب سے محبت کا دعویٰ

Marfat.com

کرے اس کی محبّت کی علامت یہ ہے کہ جب بھی اس کے کانوں میں محبوب کی آواز آئے وہ خوش ہو جائے۔ جب محبوب علیہ السلام کا نام لے زبان سے صلی اللہ علیہ وسلم کہے اور تعظیم و محبت ظاہر کرنے کے لئے ہاتھ کے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے جب کوئی پریشانی یا غم ہو تو محبوب کا ذکر محفل میلاد کر کے سکون حاصل کرے اور جب کوئی خوش نصیب ہو تو بھی اس ہی کا چرچا کر کے شکر ادا کرے۔ محبوب کا ذکر کرنے والوں کی عزت اور ان کا احترام کرے۔

ذکر محبوب اور صحابہ

حضور نبی کریم علیہ السلام کے صحابہ نے محبت کی اس علامت کو بھی پورے کمال کے ساتھ اپنے اندر پیدا کیا تھا اور ان کا یہ حال تھا کہ ہر وقت ان کی زبانوں پر ذکر محبوب رہتا تھا۔ ان کی نظروں کے سامنے شکل محبوب ہوتی تھی۔ ان کے وہم و گمان میں صرف خیال محبوب ہوا کرتا تھا جب بھی چند صحابہ ایک جگہ جمع ہوا کرتے تھے وہ صرف نبی کریم علیہ السلام کا ذکر اور چرچا کیا کرتے تھے۔ وہ اپنی پریشانی کے وقت آپ کے ذکر پاک سے سکون حاصل کرتے اور دُعائیں کیا کرتے تھے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے قصیدے لکھا کرتے تھے۔ جن میں محبوب کے کمالات اور ان کے حسن و جمال کا ذکر ہوتا تھا۔ جب وہ اپنے قصیدے صحابہ کو پڑھ کر سناتے تھے تو صحابہ ان کو عزّت و احترام کی نظروں سے دیکھا کرتے تھے بلکہ حضور نبی کریم علیہ السلام خود ان سے محبت فرماتے تھے۔ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

ذکر الانبیاء من العبادۃ و ذکر الصّالحین کفارۃٌ — انبیاء کا ذکر عبادت ہے اور نیکوں کا ذکر گناہوں کی بخشش کا ذریعہ

جب تمام نبیوں کا ذکر عبادت ہے تو نبیوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی عبادت ہے جس کا ثواب دوسرے نبیوں کے ذکر سے بہت زائد ہے اور یہ ذکر جتنا زیادہ کیا جائے گا اتنا ہی اس کا ثواب بھی زیادہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو نبی کریم علیہ السلام کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی پوری پوری برکتیں بھی عطا فرمائے

۴۔ محبّت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ محبت کرنے والا محبوب کی ہر چیز کو پسند بھی کرتا ہے ہر سچا محب اپنے محبُوب کے گلی کوچے سے اس کے کپڑوں سے یعنی ہر اس چیز سے محبت کرتا ہے جس سے محبوب کی نسبت ہو جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ السلام کی جان کی قسم ارشاد فرمائی، آپ کی سیاہ زلفوں اور آپ کے نورانی چہرہ کی قسم ارشاد فرمائی، مکّہ معظمہ کی بھی قسم ارشاد فرمائی اور یہ بھی واضح کر دیا کہ مکہ کو یہ عظمت صرف اس لئے نصیب ہوئی کہ پیارے محبُوب علیہ السلام اس میں پیدا ہوئے۔

صحابہ کرام نے محبت کی اس علامت کو اس طرح ظاہر کیا کہ وہ حضُور علیہ السلام کی ہر چیز کو مقدس اور پیاری یقین کرتے تھے اور اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ جب آپ ناخن ترشواتے تھے تو صحابہ ان کو حاصل کرنے کی کوشش

Marfat.com

کرتے تھے۔ جب آپ بال کٹواتے تھے تو ایک ایک بال صحابہ آپس میں تقسیم کر لیتے تھے اور اس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے نبی کریم علیہ السلام کے وضو کا پانی ہاتھوں میں لے کر صحابہ اپنے جسم پر ملا کرتے تھے۔ آپ کے منہ کا لعاب اور ناک کی رطوبت تک یہ سچی محبت کرنے والے اپنے چہروں پر ملا کرتے تھے ان کا یہ ایمان تھا کہ جسم کے جس حصے پر یہ برکت والی چیزیں لگ جائیں گی وہ جہنم کی آگ میں نہیں ڈالا جائے گا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے یہ وصیت کی کہ ان کو حضور علیہ السلام کے کرتے میں دفن کیا جائے۔ اور حضور کے ناخن اس میں رکھ دیئے جائیں تاکہ خدا کے دربار میں یہ چیزیں اس بات کی علامت بنیں کہ معاویہ حضور علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں۔

مسلمانوں کو بھی حضور علیہ السلام سے اپنی محبت ظاہر کرنے کے لئے محبت کی یہ علامت اپنے اندر پیدا کرنا چاہیئے۔ ہر مسلمان کے دل میں آپ کے تبرکات دیکھنے کا جذبہ اور مدینہ طیبہ حاضری کی تڑپ ہونا چاہیئے اور ہر اس چیز سے محبت ہونا چاہیئے کہ جس کا تعلق کسی بھی طرح حضور نبی کریم علیہ السلام سے ہو۔ مثلاً حضور علیہ السلام کے مزار مبارک کا نقشہ، آپ کی نعلین مبارک کا نقشہ، مسلمانوں کا وہ جھنڈا جس پر کلمہ طیبہ کے نیچے حضور کے مزار کا نقشہ بنا ہوا ہے یہ تمام چیزیں ایسی ہیں جن کو محبت والے اپنے گھروں میں لگائیں اور ان کا احترام کریں اسیطرح ربیع الاول کی بارہ تاریخ جو حضور علیہ السلام کی پیدائش کی تاریخ ہے ہر مسلمان کے نزدیک سال

Marfat.com

کے تمام دنوں سے زائد پیاری ہونا چاہیئے اور محبت کا تقاضہ تو یہی ہے کہ اس کو مسلمان اپنی سب سے بڑی خوشی کا دن یعنی عید کا دن جانیں اور عید ہی کی طرح منائیں کیونکہ مسلمان کیلئے حضور علیہ السلام کی پیدائش سے بڑی خوشی اور نعمت کوئی نہیں ہو سکتی لہٰذا مسلمانوں کو ولادت کی شب میں اپنے گھروں پر روشنی کر کے اپنی محبت ظاہر کرنا چاہیئے اُس دن عمدہ کپڑے پہننا، خوشبو لگانا ایک دوسرے کو اس بات کی مبارک باد دینا کہ خدا نے ہمیں حضور کا اُمتی بنایا۔ ان تمام کاموں سے محبت کا ثبوت ملتا ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو یہ علامت بھی اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صلۂ محبّت

نبی کریم علیہ السلام سے محبت کی اہمیت اور اس کے طریقوں کو سمجھنے کے بعد یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اس محبّت کا صلہ کیا ہے تو اس کے لئے قرآن کریم کی چند آیات پر غور کر لینا ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

۱۔ (ترجمہ) اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل فرمایا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہداء اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (پ ۵۔ النساء)

۲۔ (ترجمہ) وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے یہاں ان کا بڑا درجہ ہے اور وہی کامیاب ہیں۔ ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے

Marfat.com

اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور ان باغوں کی جن میں انہیں
دائمی نعمت نصیب ہے ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ بے شک
اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے (پ ۱۰۔ التوبہ)

۳ (ترجمہ) جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور
ہم اسے اچھی زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور ضرور انہیں اس کا
بدلہ دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہو (پ ۱۴ النحل)

۴۔ (ترجمہ) ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ہمیشہ
ان میں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے
راضی ہیں۔ یہ ہے بڑی کامیابی۔ (پ۷۔ الانعام)

۵۔ (ترجمہ) اور سب سے اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے
ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور ان کے لئے باغ
تیار ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں
رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے (پ ۱۱۔ التوبہ)

۶ (ترجمہ) اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو
تو میرے فرماں بردار بن جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔
اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان
ہے۔ (پ ۳۔ آل عمران)

Marfat.com

قرآن کریم میں اسی قسم کے مضمون کی متعدد آیات اور بھی موجود ہیں۔
لیکن اگر ان آیات پر ہی غور کر لیا جائے تو یہ بات وضاحت کے ساتھ معلوم ہو سکتی ہے کہ محبت کرنے والوں کو کتنی بڑی کامیابی و کامرانی نصیب ہوتی ہے ان آیتوں میں جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے یہ وہی ہیں جن کا محبت کرنیوالوں میں موجود ہونا ثبوت محبّت کے لئے ضروری ہے اور جو محبت کی نشانیاں ہیں۔ گویا جس مسلمان میں یہ چیزیں موجود ہیں وہ واقعی رسول سے محبّت کے دعوے میں سچا ہے اور اس عظیم کامیابی و کامرانی کا مستحق ہے جس کا ان آیات میں ذکر ہے۔

خلاصۂ کلام

خلاصۂ کلام یہ کہ نجات اور دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی اور عزّت و عظمت کے حصول کے لئے صرف کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا دعویٰ ہی کافی نہیں بلکہ اس کا ذریعہ اس رسولؐ مکرم علیہ السلام سے محبّت ہے جس کے وسیلہ سے یہ کلمہ نصیب ہوا اور محبّت رسول کا ثبوت فراہم کرنے اور اس کا بہترین صلہ حاصل کرنے کے لئے رسول کی عطا کردہ شریعت کی پابندی کرنا اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر چیز کو قربان کر دینا اور رسول سے منسوب ہر چیز کو پسند کرنا اور اس کا احترام کرنا ضروری ہے اور کمالِ

Marfat.com

محبت یہ ہے کہ محبت کا مقصود صلہ محبت نہ رہے بلکہ وصل محبوب ہو جیسا کہ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی نے کہا کہ جب ایک موقع پر حضور نبی کریم علیہ السلام نے خوش ہو کر ان سے ارشاد فرمایا "سل" کچھ مانگو تو حضرت ربیعہ نے عرض کیا :-

اَسئلک مرافقتک فی الجنۃ یا رسول اللہ	اے اللہ کے رسول جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں

انہوں نے نہ دولت مانگی اور نہ جنت بلکہ جس طرح وہ دنیا میں حضور علیہ السلام کی رفاقت کو سب سے بڑی نعمت جانتے تھے۔ اسی طرح انہوں نے آخرت میں بھی اُسی نعمت کی خواہش ظاہر کی کہ پس اگر ہمیں بھی رسول سے محبت کے بدلے اس دنیا میں دربار رسول مدینہ طیبہ کی حاضری اور تبرد حشر میں زیارتِ رسول مل جائے تو بس یہی کافی ہے اور یہی عظیم کامیابی ہے اگر کوئی شخص صرف دولت کماتا رہے، کھاتا پیتا رہے اور اپنے اہل وعیال واعزا واحباب میں مست رہے تو اس کے دل میں کبھی حب رسول پیدا ہی نہیں ہوتا اور اس طرح وہ دنیا وآخرت کی کامیابی سے محروم ہو جاتا ہے۔
حب رسُول پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان محفلوں میں شرکت کی جائے جہاں اللہ اور اس کے رسول اور نیک لوگوں کا ذکر ہوتا ہے اور ایسے حضرات کے پاس کچھ دیر کے لئے حاضری دی جائے جو دین کی پابندی اور دین کی

Marfat.com

خدمت کرتے ہیں کہ اچھے لوگوں کی صحبت ہی مسلمان میں دین سے محبت کا ذریعہ ہے۔ موجودہ دور میں نوجوان نسل کی دین سے لاتعلقی اور بے راہ روی کا اصل سبب یہی ہے کہ ان نوجوانوں کو چوبیس گھنٹے میں ایک گھنٹہ کے لئے بھی مذہبی ماحول نہیں ملتا اور نہ ہی مذہبی باتیں سننے کا کوئی موقع ہاتھ آتا ہے۔ اس کے برعکس ریڈیو، ٹی وی اور دیگر ذرائع ابلاغ عامہ کی آوازیں اور تحریریں ان کے ارد گرد موجود رہتی ہیں جو تیزی سے انکو دور کرنے کا کام کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک نوجوان کو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص تک بمشکل یاد ہو گی۔ اسے حضور علیہ السلام، صحابہ کرام اور دیگر بزرگوں کے حالات شاید ہی کچھ معلوم ہوں اس کے برعکس اس کو بے شمار گانے، فلمی مکالمے اور فن کاروں کے حالاتِ زندگی ازبر ہوں گے۔ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اس صورتحال کا جائزہ لینا اور اپنی نسل کو بے دین ہونے سے بچانے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اللہ ہر مسلمان کو حضور علیہ السلام کی محبت اور قیامت میں آپ کی شفاعت نصیب فرمائے۔

آمین!

Marfat.com

نورانی جسم

يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا

اے لوگو! بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی کھلی دلیل آئی اور ہم نے تمہارے پاس روشن نور اُتارا۔

(پ ۶ ۔ نساء ع ۲۴ آیت نمبر)

ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب نبی کریم علیہ السلام کو اخلاقی اور جسمانی دونوں اعتبار سے بے عیب اور بے مثل پیدا فرمایا یعنی آپ کی تمام عادتیں اور جسم کا ہر حصہ عیب سے پاک تھا اور اللہ تعالےٰ نے آپ کی سیرت اور صورت کے اعتبار سے نہ آپ سے پہلے کسی کو آپ جیسا پیدا فرمایا اور نہ قیامت تک کوئی آپ جیسا ہو گا۔ جیسا کہ کمال الدین الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

لَمْ يُخْلِقِ الرَّحْمٰنُ مِثْلَ مُحَمَّدٍ — اللہ نے محمدؐ جیسا کسی کو پیدا نہیں کیا

اَبَدًا وَعِلْمِيْ اَنَّهٗ لَا يَخْلُقُ۔ — اور مجھے یقین ہے کہ پیدا نہیں کرے گا۔

Marfat.com

حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک قصیدہ حضور علیہ السلام کو سناتے ہوئے اسمیں عرض کیا۔

خُلِقْتَ مُبَرَّاءً من کل عیب
کانک خُلِقْتَ کما تشاء

اے پیارے محبوب آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو آپ ہی کی مرضی کے مطابق پیدا کیا گیا ہے۔

یہاں اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بے عیب جسم کے حصوں اور انکی برکتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو جان کر مسلمان کا ایمان تازہ ہوتا ہے اور نبی کریم علیہ السلام سے محبت پیدا ہوتی ہے جو ایمان کے کمال کا ذریعہ ہے۔

بال :۔ نبی کریم علیہ السلام کے سر کے بال نہ بہت گھونگھر والے تھے اور نہ بہت سیدھے تھے۔ داڑھی کے بال بہت گھنے تھے سر اور داڑھی کے بال بہت کالے تھے عمر کے آخری حصے میں قریباً بیس بال سفید ہو گئے تھے۔

حضرت انس ابن مالک نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام نے حج سے فارغ ہو کر اپنے بال کٹوائے اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر دیئے اور فرمایا "اَقْسِمْہُ بَیْنَ النَّاسِ" اے طلحہ ان بالوں کو لوگوں میں بانٹ دو۔

دوسری حدیث میں ہے جس کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی نے

Marfat.com

بیان کیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بال بنواتے تھے تو صحابہ آپ کے چاروں طرف بیٹھ جاتے تھے۔

فما یُرِیدُوْنَ اَن تقعَ شَعَرۃٌ اِلَّا فِیْ یَدِ رَجُلٍ۔ — اور وہ یہی چاہتے تھے کہ آپ کا ہر بال کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہی گرے۔

حضور علیہ السلام کا اپنے بالوں کو تقسیم کرنا اور صحابہ کا بالوں کو لینے کی کوشش کرنا۔ ان دونوں باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بال عام انسانوں جیسے بال نہ تھے بلکہ یہ اس لائق تھے کہ ان کی عزت و احترام کیا جائے اور ان کی برکتوں کو حاصل کیا جائے جس کا اندازہ حضور علیہ السلام کے اس اشارے سے بھی ہوتا ہے جسکو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

سمعتُ رسولَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھوآخِذٌ شَعْرَۃً یقول مَنْ اٰذیٰ شَعْرَۃً مِن شَعْرِی فالجنۃُ علیہ حرامٌ۔ — نبی کریم علیہ السلام سے میں نے سنا آپ اپنا ایک بال ہاتھ میں لئے ہوئے فرما رہے تھے جس نے میرے بالوں میں سے ایک بال کو بھی تکلیف دی اس پر جنت حرام ہے۔

بال کو تکلیف دینے کا مطلب یہ ہے کہ بال کی بے ادبی کی اسکو عام انسانوں جیسا ایک بیکار بال سمجھا تو ایسے شخص کے لئے جنت حرام ہو گئی کیونکہ اس نے بال کی بے ادبی کر کے حقیقت میں حضور علیہ السلام کی بے ادبی

Marfat.com

اور توہین کی اور آپکی توہین کرنے والا کافر ہے جس کے لئے جنت یقیناً حرام۔
ذرا اندازہ لگایئے کہ نبی کریم علیہ السلام کے ایک بال کی توہین کتنا بڑا جرم ہے جس سے ایمان ہی رخصت ہو گیا۔ اسی لئے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

لاتکونُ عندی شَعرَۃٌ منہ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الدنیا و مافِیھَا۔

میرے پاس نبی کریم علیہ السلام کے بالوں میں سے ایک بال کا ہونا پوری دنیا اور اس کی ہر چیز سے زائد پیارا ہے۔

صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے بالوں کا جو احترام کرتے تھے اور ان کو جسقدر برکت والا سمجھتے تھے اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس حضور علیہ السلام کا ایک بال تھا۔ آپ نے فرمایا جب میں مر جاؤں تو اس بال کو میری زبان کے نیچے رکھ دینا تاکہ اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے مجھ پر خاص فضل فرمائے۔

اسی طرح حضرت عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت وصیت کی کہ حضور علیہ السلام کے بال اور ناخن میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں۔
نبی کریم علیہ السلام کے بالوں کی برکت اور فائدہ معلوم کرنے کے لئے اس

Marfat.com

واقعہ کو بھی غور سے سنیئے۔

حضرت عثمان ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کا ایک بال چاندی کی ایک نلکی میں رکھا ہوا تھا جب کوئی بیمار ہوتا اور ام المومنین رضی اللہ عنہا کو خبر ہو جاتی تھی تو وہ اس بال کو پانی میں ڈال کر ہلا دیتی تھیں اور پانی بیمار کو پلا دیتی تھیں جسکی برکت سے اللہ تعالیٰ شفا عطا فرما دیتا تھا۔

حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کے حالات سے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی ساری بہادری اور فتح و کامرانی کا ذریعہ حضور علیہ السلام کا مبارک بال ہی تھا جو ان کی ٹوپی میں سلا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ جنگ یرموک میں آپ ایک مشہور بہادر نسطور کا مقابلہ کر رہے تھے کہ سر پر سے ٹوپی گر پڑی آپ نے جان کی پرواہ کئے بغیر فوراً ٹوپی کو اٹھایا اور پھر مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ نسطور کو قتل کر ڈالا بعد میں آپ کے ساتھیوں نے آپ سے پوچھا کہ ایسے خطرناک موقع پر آپ کو ٹوپی کی فکر کیوں ہوئی۔ آپ نے فرمایا " اس ٹوپی میں میرے آقا حضور نبی کریم علیہ السلام کا برکت والا بال ہے جو حقیقت میں میری فتح کا ذریعہ ہے۔ میں اپنی جان سے زائد حفاظت اس مقدس بال کی کرتا ہوں۔

بہر حال ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو بھی خدا نے ایسا مقدس اور برکت والا بنایا کہ ان سے بیماروں کو شفا اور مجاہدوں کو فتح اور

Marfat.com

کامرانی نصیب ہوتی ہے اور ان کا ادب و احترام مغفرت کا ذریعہ ہے۔ آپ کے یہ برکت والے بال اب بھی دنیا میں بہت سے لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ اور محبت والے مسلمان بڑی محبت سے ان بالوں کی زیارت کرتے اور ان سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

چہرہ انور:۔ نبی کریم علیہ السلام کا چہرہ بڑا ہی نورانی اور پیارا تھا جو کہ گول اور گوشت سے بھرا ہوا چمکدار تھا۔ اس نورانی چہرے کی تعریف عاشقوں نے کیسے کی ہے ذرا غور سے سنیے اور پیارے محبوب علیہ السلام کی خوبصورتی کا اندازہ لگائیے۔

حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو لوگ اپنا کاروبار چھوڑ چھوڑ کر آپ کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے میں بھی آیا اور میں نے آپ کے چہرے کو غور سے دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ:۔

وَجْهُهُ لیس بوجہ الکذاب یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں ہے (یعنی میں نے صرف چہرہ دیکھ کر آپ کے نبی ہونے کا یقین کر لیا)

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَحْسَنَ الناس وجھًا واَحْسَنَھم خَلقًا	نبی کریم علیہ السلام لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔

Marfat.com

حضرت المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام سب سے زائد خوبصورت اور اچھے رنگ والے تھے۔ جس کسی نے آپ کی تعریف کی آپ کو چاند جیسا کہا۔ آپ کے چہرے پر جب پسینہ آتا تھا تو پسینہ کی بوند موتی کی طرح معلوم ہوتی تھی۔

حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

اذا سرّ استنار وَجْھُہٗ حتّٰی کَاَنَّہٗ قِطْعَۃٌ مِنَ القمر۔

جب نبی کریم علیہ السلام خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ما رأیتُ شیئاً اَحْسَنَ مِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کَاَنَّ الشمسَ تجری فی وجہہ۔

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہ دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سورج آپ کے چہرے میں چل رہا ہے (یعنی چہرہ بہت ہی چمکدار تھا)

حضرت ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یتلألؤ وَجْھُہٗ تلألؤ القمر لیلۃَ البدر۔

آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چہرے کی طرح چمکتا تھا۔

Marfat.com

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام کا چہرہ تلوار کی طرح چمکتا تھا تو آپ نے فرمایا:

لا بل کان مثل الشمسِ والقمرِ — نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کا چہرۂ مبارک سورج اور چاند کی طرح چمکدار تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازھرَ اللونِ کان عَرَقُہ اللّٶ لُوءُ۔ — حضور علیہ السلام کا رنگ سفید روشن تھا چہرے پر پسینے کی بوند موتی کی طرح نظر آتی تھی۔

حضرت ربیع بنت مُعَوَّذ صحابیہ نے فرمایا۔

لو رأیتہ رأیت الشمس طالعۃ — اگر تم چہرے کو دیکھتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسے چمکتا ہوا سورج۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک دن میں رات کو کچھ سی رہی تھی کہ ایک دم میرے ہاتھ سے سوئی گر پڑی میں نے بہت تلاش کی لیکن چراغ کی کم روشنی سے نظر نہ آئی۔

فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبینتِ الابرۃ بشعاع نور وجہہ۔ — کہ اسی وقت حضور علیہ السلام تشریف لے آئے تو آپ کے چہرے کی چمک سے میں نے سوئی اٹھالی۔

Marfat.com

یہ تھیں محبت والے صحابہ کی باتیں جو انھوں نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی تعریف میں کیں۔ واقعی سچا محب (محبت کرنے والا) وہی ہے جو طرح طرح اپنے محبوب کی تعریف ہی کرتا ہے۔ حضور علیہ السلام کی تعریف تو خود اللہ تعالیٰ بھی کرتا ہے اور ان سے محبت و تعریف ایمان کے لئے ضروری ہے تو وہ لوگ سچے مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں جو نبی کریم علیہ السلام کی تعریف کرنے کے بجائے ان کے اندر عیب نکالنے کی کوشش کریں۔ بہرحال حضور علیہ السلام کا چہرہ مبارک چمکدار اور بہت ہی خوبصورت تھا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا پورا حسن اور خوبصورتی ظاہر نہیں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے صرف آپ کا اتنا حسن ظاہر کیا کہ جسکو لوگوں کی آنکھیں دیکھ سکیں۔ اگر آپ کی پوری خوبصورتی ظاہر ہو جاتی تو آپ کے چہرے پر نظر ڈالنا بھی مشکل ہو جاتا۔ جیسا کہ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

لم یُظْھَر لنا تمام حُسْنِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم لِاَنَّہٗ لو ظَھَرَ تمام حسنہٖ لما اَطاقَتْ اَعْیُنِنَا رُوْیَتَہٗ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا حسن وجمال ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا اگر آپ کی پوری خوبصورتی ظاہر کر دی جاتی تو ہماری آنکھیں آپ کو دیکھ بھی نہ سکتی تھیں۔

آنکھیں:۔ ہمارے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بڑی تھیں جن میں پیدائشی سرمہ لگا ہوا تھا۔ آنکھوں کی سپیدی میں باریک ڈوروں کی طرح کچھ سرخی تھی جو آپ کی نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔ یہ

Marfat.com

آنکھیں ظاہر اعتبار سے بہت خوبصورت تھیں اور قوت و طاقت کے اعتبار سے بھی ایسا کمال رکھتی تھیں جو آج تک کسی آنکھ کو نصیب نہیں اور نہ نصیب ہو سکتا ہے۔ ذرا یہ حدیثیں غور سے سنئے اور پھر نبی کریم علیہ السلام کی خوبصورت آنکھوں کے کمال کا اندازہ لگایئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

اِنّی لَاَنْظُرُ اِلیٰ مَا وَرَائِیْ کَمَا اَنْظُرُ اِلیٰ مَا بَیْنَ یَدَیَّ۔ — میں جیسا اپنے سامنے دیکھتا ہوں ایسا ہی اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

کان رسولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یریٰ فی اللیلِ فی الظُّلمۃِ کما یریٰ فِی النھارِ فی الضَّوْءِ۔ — حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اندھیرے میں بھی ایسا ہی دیکھا کرتے تھے جیسا کہ دن کی روشنی میں دیکھتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لئے دنیا کے سارے پردے اٹھا دیئے ہیں۔ تو میں دنیا اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے سبکو ایسے دیکھ رہا ہوں۔

کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلیٰ کَفِّی ھٰذِہٖ۔ — جیسے میں اپنے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے

Marfat.com

کہ قیامت کے دن میری تمہاری ملاقات کی جگہ حوضِ کوثر ہے اور

لا نظر الیہ و انا فی — البتہ میں یہاں سے بیٹھا حوض کوثر کو دیکھ

مقامی ھذا۔ — رہا ہوں۔

ان تمام حدیثوں سے نبی کریم علیہ السلام کی خوبصورت آنکھوں کی قوت کا اندازہ ہوا کہ آپ جس طرح آگے دیکھتے تھے اسی طرح آپ کو پیچھے بھی نظر آتا تھا۔ آپ نے اپنی آنکھوں سے دنیا کی ہر چیز اور قیامت تک ہونے والے تمام حالات کو دیکھا یہاں تک کہ دنیا ہی سے بیٹھے بیٹھے حوض کوثر اور جنت اور دوزخ تک کو دیکھ لیا ان تمام باتوں سے زیادہ یہ کہ ان آنکھوں کو خدا نے وہ قوت عطا فرمائی تھی جس سے نبی کریم علیہ السلام نے خدا تک کو دیکھا جیسا قرآنِ کریم اور احادیث سے ثابت ہے اور یہ قوت والی آنکھیں اب بھی اپنی قبر مبارک سے ہمارے حال کو دیکھتی ہیں اور آپ جب ہمیں گناہ کرتے دیکھتے ہیں تو آپ کو تکلیف ہوتی ہے اور جب نیک کام کرتے دیکھتے ہیں تو آپ خوش ہوتے ہیں۔ نبی کریم علیہ السلام کی آنکھوں کے کمال کا اندازہ لگانے کے لئے یہ واقعہ بھی سنیئے۔

۸ھ میں جنگ موتہ ہوئی جس میں مسلمانوں کی کامیابی اور جنگ کا تمام حال سنانے کے لئے حضرت یعلیٰ ابن منبہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ابھی یعلیٰ حضور علیہ السلام کو کچھ بتانا ہی چاہتے تھے کہ آپ نے فرمایا "یعلیٰ بیٹھو۔ جنگ کا حال تم بتاؤ گے یا میں تمہیں بتاؤں" حضرت یعلیٰ کو

Marfat.com

تعجب ہوا کہ حضور نے مدینے میں بیٹھے بیٹھے جنگ کا تمام حال کیسے دیکھا۔ لیکن عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی بتایئے حضور علیہ السلام نے جنگ کا تمام حال بیان کیا حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قسم خدا کی میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی ایک ایک بات صحیح بیان کردی۔

حدیث میں ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے جنگ موتہ کا تمام حال مدینے ہی میں بیٹھ کر صحابہ کو سنایا اور جنگ میں جب کچھ مسلمان شہید ہوئے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے گویا آپ اپنی نظروں سے ان کو شہید ہوتا دیکھ رہے تھے لیکن تھوڑی ہی دیر بعد آپ کے چہرے سے خوشی ظاہر ہوئی اور آپ نے فرمایا اب میں شہید ہونے والوں کو جنت میں برابر برابر دیکھ رہا ہوں آپ کی

ان تمام حدیثوں کو سن لینے کے بعد ہر مسلمان کا یہی ایمان ہونا چاہیئے کہ نبی کریم علیہ السلام کی آنکھوں کو خدا نے جو طاقت کا ایک عظیم جوہر عطا فرمایا تھا وہ نہ کسی کو ملا ہے نہ ملے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا والوں کی آنکھوں کی قوت حضور علیہ السلام کی آنکھوں کی طاقت کا ایک معمولی حصہ ملا ہے۔

کان:۔ نبی کریم علیہ السلام کے کان بھی بہت خوبصورت تھے اور ان کے سننے کی قوت بھی آنکھوں کے دیکھنے کی قوت کی طرح بے مثل تھی جس کا اندازہ لگانے کے لئے چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا:

اِنی اَرَیٰ مالا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ۔ جو تم نہیں دیکھتے میں دیکھتا ہوں۔ اور تم نہیں سنتے میں سنتا ہوں۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

یا ابا ایوب اَتسمعُ مَا اَسْمَعُ اَصْوَاتَ الیہودِ فِی قُبُوْرِہِم۔ اے ابوایوب کیا تم سنتے ہو جو میں سنتا ہوں میں ان یہودیوں کی آواز سنتا ہوں جنکو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ ہم نبی کریم علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے ہم نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا اور کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ یہ آپ کس کے سلام کا جواب دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

مَرَّ بِی جَعْفَرُ ابنَ ابی طالب فی مَلاءٍ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ فَسَلَّمَ عَلَیَّ۔ ابھی جعفر ابن ابوطالب فرشتوں کی جماعت کے ساتھ گذرے اور انھوں نے مجھے سلام کیا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

Marfat.com

کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر درود پڑھے مگر اس کی آواز مجھے نہ پہنچتی ہو۔ چاہے وہ کہیں ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جب آپ دنیا سے تشریف لے جائیں گے تب بھی آپ درود پڑھنے والوں کی آواز سنیں گے تو آپ نے فرمایا:

وبعد وفاتی اِن اللہ حرم — اور وفات کے بعد بھی (میں سنونگا)
علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء — کیونکہ خدا نے زمین پر حرام کر دیا ہے
کہ وہ نبی کا جسم کھائے۔

ان حدیثوں سے نبی کریم علیہ السلام کے کانوں کا یہ کمال ظاہر ہوا کہ آپ عام انسانوں کی طرح صرف قریب کی آوازیں ہی نہیں سنتے تھے بلکہ جس طرف آپ کی توجہ ہوتی تھی اور کوئی آواز آتی تھی تو آپ اس کو سن لیتے تھے یہاں تک کہ قبر کے مردوں کی آواز اور فرشتوں کی آوازیں بھی آپ سنا کرتے تھے

دانت اور منہ

نبی کریم علیہ السلام کے ہونٹ بہت خوبصورت اور ہلکے سرخ تھے۔ دانت صاف اور چمکدار تھے۔ آپ کو کبھی جمائی نہیں آئی جب آپ ہنستے تھے تو دیواریں تک چمک جاتی تھیں۔ دانت اگرچہ چمکدار اور صاف ستھرے تھے لیکن آپ پھر بھی انکی صفائی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ہر نماز سے پہلے مسواک ضرور کیا کرتے تھے۔ آپ نے مسلمانوں کو بھی مسواک کرنے کا حکم دیا۔ دانتوں کی خوبصورتی اور ان کے چمکدار ہونے کا اندازہ ان حدیثوں سے لگائیے۔

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَفلَجَ الثنیین اذ اتکلم رُءِیَ کالنور یخرجُ من بین ثنایاہٗ

حضور علیہ السلام کے اگلے دانت کھلے ہوئے تھے۔ جب آپ بات کرتے تو آپ کے دانتوں سے نور نکلتا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ضَحِکَ یتلألؤُ فی الجُدُرِ۔

کہ جب نبی کریم علیہ السلام ہنسا کرتے تھے تو دیواریں چمکنے لگتی تھیں۔

نبی کریم علیہ السلام کا منہ حقیقت میں خدا کے احکام لوگوں تک پہنچانے کا ذریعہ تھا اس منہ سے نکلی ہوئی ہر بات اللہ کا حکم ہی ہوتی تھی جیسا کہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو اِلا وحیٌ یوحیٰ۔

نبی کریم علیہ السلام کوئی بات اپنی مرضی سے نہیں کرتے بلکہ وہ خدا کا حکم ہی بیان کرتے ہیں۔

خود نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جسکو حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

فوالذی نفسی بیدہٖ مایخرجُ

قسم خدا کی اس منہ سے جو کچھ نکلتا ہے

Marfat.com

منه الا حق“۔ حق ہی ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس مبارک منہ سے نکلی ہوئی ہر بات اثر رکھتی تھی آپ کے منہ سے نکلے ہوئے لفظوں نے انسانوں کی تقدیروں کو بدل دیا جسکو جنتی کہا وہ جنتی ہو گیا جس کے لئے جو دعا کی وہ اس کو مل گیا عمر کے مسلمان ہونیکی دعا اس منہ سے نکلی تو وہ مسلمان ہو گئے اس مقدس منہ کا نکلا ہوا تھوک تک برکت والا تھا جس کا اندازہ لگانے کیلئے ان حدیثوں پر غور کیجئے۔

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام حُدیبیہ میں (ایک جگہ کا نام) ایک کنوئیں کے پاس ٹھہرے اس وقت آپ کے ساتھ چودہ سو صحابہ تھے سب نے اس کنوئیں کا پانی استعمال کیا یہاں تک کہ پانی بالکل ختم ہو گیا صحابہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں آکر پانی کی تکلیف بیان کی۔

فاتاها فجلس على شفيرها ثم دعا باناءٍ فتوضاءَ ثم مضمض ودعا ثم صبه فيها ثم قال دعوها ساعةً فاروو انفسهم وركابهم حتى ارتحلوا۔

تو آپ کنوئیں کے پاس تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ گئے پھر ایک برتن میں پانی منگا کر وضو کیا اور اسی میں کلی کی اور دعا کی۔ پھر اسکو کنوئیں میں ڈالدیا اور فرمایا تھوڑی دیر اس کو چھوڑ دو تھوڑی دیر کے بعد تمام صحابہ نے پانی خود بھی استعمال کیا اور اپنی سواریوں کو بھی پلایا۔

Marfat.com

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چودہ سو صحابہ اس جگہ تقریباً بیس دن ٹھہرے لیکن دوبارہ کنوئیں کے پانی میں کمی نہیں آئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام ایک مرتبہ قُبا (ایک جگہ کا نام ہے) میں تشریف لائے یہاں ایک کنواں تھا جس سے کھیتوں کو پانی دیا جاتا تھا لیکن روزانہ تھوڑی دیر میں اس کا پانی ختم ہو جاتا تھا نبی کریم علیہ السلام نے ایک بالٹی میں پانی منگا کر اس میں کلی کر دی اور اس پانی کو کنوئیں میں ڈلوا دیا جس کے بعد کنوئیں سے برابر کھیتوں کو پانی دیا جاتا رہا لیکن وہ کبھی خشک نہیں ہوا۔

حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے پاس ایک بالٹی میں ایک کنوئیں کا پانی لایا گیا آپ نے اس میں سے کچھ پانی پیا اور بالٹی میں کلی بھی کر دی اور فرمایا یہ پانی کنوئیں میں ڈال دیا جائے پانی کنوئیں میں پڑنے سے۔

فَفَاحَ مِثْلَ رَائِحَةِ الْمِسْكِ — کنوئیں کے پانی سے مُشک کی سی خوشبو آنے لگی۔

حضرت عتبہ ابن فرقد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میرے جسم پر دانے نکل آئے میں نے نبی کریم علیہ السلام کو بتایا آپ نے فرمایا جسم کھولو میں نے کپڑے اتار دیئے تو آپ نے اپنا تھوک میری پیٹھ اور پیٹ پر مل دیا اس دن سے میری بیماری بھی ختم ہو گئی اور میرے جسم میں خوشبو آنے لگی۔ حضرت عتبہ ابن فرقد رضی اللہ عنہ کے جسم سے اس قدر خوشبو آیا کرتی تھی کہ لوگ ان سے پوچھا کرتے تھے کہ آپ کونسی خوشبو

Marfat.com

لگاتے ہیں جو ہمیں نہیں ملتی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ خندق کے موقع پر حضور علیہ السلام کی دعوت کی جب وہ حضور علیہ السلام کے پاس دعوت کے لئے گئے تو آپ نے تمام صحابہ سے کہا آج تمہارے بھائی جابر کے یہاں دعوت ہے۔ حضرت جابر پریشان ہو گئے کیونکہ ان کے یہاں کھانا اتنا نہ تھا کہ سب صحابہ کے لئے کافی ہوتا وہ تو صرف حضور علیہ السلام کی دعوت کرنا چاہتے تھے حضرت جابر نے آکر اپنی بیوی سے کہا کہ اب کیا ہوگا حضور تو تمام صحابہ کے ساتھ آرہے ہیں بیوی نے کہا "کیا تم نے سب صحابہ کو دعوت دی ہے یا حضور نے" حضرت جابر نے کہا کہ میں نے تو صرف حضور کو دعوت دی تھی لیکن آپ نے تمام صحابہ کو خبر کر دی۔ بیوی نے کہا "پھر فکر کرنے کی ضرورت نہیں اللہ کے رسول خود اپنے مہمانوں کا انتظام کر لینگے" نبی کریم علیہ السلام تمام صحابہ کو لے کر حضرت جابر کے گھر پہنچ گئے آپ نے حضرت جابر سے فرمایا "روٹی کے لئے جو آٹا ہے وہ ہمارے سامنے لاؤ اور ہانڈی بھی لاؤ" حضرت جابر آٹا اور ہانڈی لائے تو حضور علیہ السلام نے اس میں اپنا تھوک ڈال دیا اور کھانے میں برکت کی دعا کی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم خدا کی وہ تھوڑا سا کھانا ایک ہزار صحابہ نے کھایا اور سب کھانا اسی طرح باقی رہا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے کھایا ہی نہیں ہے۔

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے والد حضرت فدیک رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے بالکل نظر نہیں آتا تھا نبی کریم علیہ السلام نے انکی آنکھوں میں اپنا تھوک لگا دیا۔

Marfat.com

فابصر فرائیتہ یدخل الخیط فی الابرۃ وھو ابن ثمانین ۔

تو انہیں نظر آنے لگا یہاں تک کہ وہ اسّی سال کی عمر میں سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتے تھے۔

حضرت ملاعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میرے پیٹ میں سخت درد رہا کرتا تھا میں نے کسی کو حضور کی خدمت میں بھیجا کہ وہ آپ سے جاکر میری تکلیف بیان کرے اور دعا کے لئے کہے جب حضور علیہ السلام کے پاس وہ آدمی پہنچا تو آپ نے مٹی کے ڈھیلے پر تھوک کر اسکو دیا اور فرمایا۔

وفیہا ثم اسقاھا ایاہ ففعل فبراءَ

اس ڈھیلے کو پانی میں گھول کر پلا دو حضرت ملاعب نے ایسا ہی کیا تو انکے پیٹ کا درد ختم ہو گیا۔

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوۂ خیبر کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں سخت تکلیف تھی حضور علیہ السلام نے ان کو بلایا ۔

فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عینیہ ودعالہ فبَرِءَ حتٰی کان لم یکن بہ وجعٌ ۔

اور آپ نے ان کی آنکھوں پر اپنا تھوک لگایا تو حضرت علی کی آنکھیں ایسی اچھی ہو گئیں جیسے کبھی کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔
(حالانکہ ان کی یہ بیماری پیدائشی تھی)

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ بدر میں میری آنکھ میں ایسا تیر لگا کہ وہ پھوٹ گئی جب حضور علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔

Marfat.com

فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دعا لی فما آذانی منھا شئ۔

تو آپ نے میری آنکھ میں اپنا تھوک لگایا اور دعا فرمائی تو مجھے بالکل تکلیف نہ ہوئی اور آنکھ ٹھیک ہو گئی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوہ ذی قرد میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ایک تیر لگا نبی کریم علیہ السلام نے ان کو بلا کر زخم پر فوراً اپنا تھوک لگا دیا۔

قال فما ضرب علیّ ولا قاح

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی وقت زخم کا درد بھی ختم ہو گیا اور زخم اچھا ہو گیا۔

جنگ بدر میں ابو جہل نے حضرت معوذ بن عضرار رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کاٹ ڈالا تو وہ اپنا ہاتھ لٹکائے ہوئے حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے آپ نے ہاتھ کو ملایا اور اس پر تھوک دیا وہ اسی وقت ایسا ٹھیک ہو گیا جیسے کہ ٹوٹا ہی نہیں تھا۔

ان تمام واقعات سے بالکل واضح ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کا تھوک ایسا تریاق تھا کہ ہر بیماری کو ختم کر دیتا تھا جبکہ کہا جاتا ہے کہ بیماریوں کے پھیلنے کا سب سے بڑا ذریعہ انسان کا تھوک ہوتا ہے لیکن یہ تھوک کسی عام انسان کا نہ تھا بلکہ اللہ کے اس پیارے نبی کا تھا جس کو خدا نے ہر اعتبار سے بے مثال پیدا فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس بے مثال نبی کا امتی بنایا۔

Marfat.com

زبان - ہرانسان کی زبان کا کمال یہ ہے کہ اس سے جو لفظ بھی نکلے وہ اتنا صاف ہو کہ ہر کوئی سمجھ لے اور اس سے سننے والے کا فائدہ ہو زبان سے ایسا کوئی لفظ نہیں نکلنا چاہیئے جس سے کسی کو بھی تکلیف پہنچے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کو زبان بھی کمال والی ہی عطا فرمائی تھی آپ کی باتیں بڑی پیاری اور صاف ہوتی تھیں کبھی آپ کی زبان سے کوئی تکلیف دینے والا برا لفظ نہیں نکلا اس کے علاوہ آپکی زبان کو یہ کمال بھی حاصل تھا کہ آپ اگرچہ عرب کے رہنے والے تھے لیکن عربی کے علاوہ ہر زبان میں بات کر لیا کرتے تھے۔ آپ سے جس زبان میں بات کی جاتی تھی اسی زبان میں آپ اسکا جواب دیتے تھے اور ہر زبان کو ایسا بولتے تھے کہ سننے والا سمجھتا تھا کہ یہ اپنی ہی زبان میں بات کر رہے ہیں

علامہ شہاب الدین خناجی مصری رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت کچھ لوگ آئے انہوں نے اپنی بولی میں صحابہ سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں کسی صحابی نے ان کی بات کو نہ سمجھا حضور علیہ السلام وہاں بیٹھے تھے آپ نے سنا تو انہی کی بولی میں فرمایا "آگے آؤ" وہ لوگ آپ کے پاس بیٹھ گئے اور بہت دیر تک اپنی زبان میں ہی حضور سے باتیں کرتے رہے اور آپ بھی انہی کی بولی بولتے رہے آخر کار ان سب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔

یہ نبی کریم علیہ السلام کی زبان کا ہی کمال تھا کہ لوگ آپ کی باتیں سن کر

Marfat.com

اسلام قبول کر لیتے اور آپ کے نبی ہونیکا یقین کر لیتے تھے۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی انیس نے جب حضور اکرم کے نبی ہونے کا چرچا سنا تو وہ آپ کو دیکھنے کے لئے مکّے گئے وہاں سے واپس مدینے آکر آپ نے بتایا کہ لوگ تو اس شخص کو جادوگر، نجومی اور شاعر کہتے ہیں لیکن میں نے اس کی باتیں سنیں اور اسکی زبان سے اندازہ لگایا کہ

واللہ انہ لصادق وانّھم لکاذبون۔ خدا کی قسم وہ (نبوت کے دعوی میں) سچّا ہے اور لوگ جھوٹے ہیں۔

یہ سن کر حضرت ابوذر غفاریؓ خود مدینے سے مکّے تشریف لائے اور حضور کی باتیں سن کر مسلمان ہو گئے جب مدینے واپس پہنچے تو ان کے بھائی انیس اور انکی ماں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص ضماد مکّے میں آیا اور اسنے نبی کریم علیہ السلام سے ملنا چاہا لیکن کافروں نے اسکو کہا کہ تم اس سے مل کر کیا کرو گے وہ تو ایک دیوانہ شخص ہے اس پر جنّوں وغیرہ کا اثر معلوم ہوتا ہے ضماد نے کہا مجھے اس کے پاس لے چلو میں ایسے بیماروں کا علاج کر دیتا ہوں لوگ اس کو آپ کے پاس لیکر پہنچے تو نبی کریم علیہ السلام نے اس سے بات شروع کرنے سے پہلے وہ خطبہ پڑھا جو اکثر عالم وعظ سے پہلے پڑھتے ہیں وہ خطبہ سن کر حیران ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں نے جادوگروں، نجومیوں اور شاعروں سب ہی کی باتیں سنی ہیں لیکن۔

Marfat.com

فما سمعت مثل هؤلاء الکلمات ولقد بلغن قاموس البحر فھلم یدك ابایعك علی الاسلام فبایعہ

میں نے ایسا کلام کسی کا نہ سنا یہ تو علم کا سمندر معلوم ہوتا ہے (اسی وقت ضماد نے حضور علیہ السلام سے کہا) اپنا ہاتھ لائیے کہ میں مسلمان ہو جاؤں اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

نبی کریم علیہ السلام کی مبارک زبان کو یہ کمال حاصل تھا جو بات بھی اس زبان سے نکلتی تھی وہ پوری ہو کر رہتی تھی۔

حضرت ابراہیم ابن حارث نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنہ ھ میں غزوۂ ذی قرد کے موقع پر پانی کے ایک چشمے کے پاس ٹھہرے۔

فقیل لہ اسمہ بیسان وماءہ ملح فقال بل ھو نعمان وماءہ طیب فطاب۔

صحابہ نے حضور علیہ السلام کو بتایا کہ اس چشمے کا نام بیسان ہے اور اس کا پانی نمکین ہے۔ تو آپ نے فرمایا بلکہ اسکا نام نعمان ہے اور اسکا پانی میٹھا ہے (جب صحابہ نے پانی پیا) تو وہ میٹھا تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حکم ابن عاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر طرح طرح سے منہ بگاڑا کرتا تھا۔

Marfat.com

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کن کذالك فلم یَزَل یختَلِج ۔

ایک دن آپ نے فرمایا ایسا ہی ہو جا اسکا منہ ٹیڑھا ہو گیا اور ہر وقت ایسا ہی رہتا تھا اسی حال میں مرا۔

حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک شخص نبی کریم علیہ السلام کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل بیمینك فقال لا استطیع قال لا اسْتطعت ما منعہ الا الکبر قال فما رفعھا الیٰ فیہ ۔

تو حضور علیہ السلام نے اس سے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھا تو اس نے کہا میرا دایاں ہاتھ بیکار ہے میں اس سے نہیں کھا سکتا آپ نے فرمایا تو آج سے بیکار ہی ہو گیا۔ اس شخص نے تو غرور کی وجہ سے یہ بات کی تھی لیکن حضور کی زبان سے نکلی ہوئی بات پوری ہوئی اور اسکا ہاتھ بیکار ہو گیا کہ منہ تک نہ جانے پاتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص وحی لکھتا تھا کہ بدنصیبی سے مرتد ہو گیا۔

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انّ الارض لا تَقبلہٗ ۔

تو حضور نے فرمایا بیشک اس کو زمین قبول نہیں کریگی ۔

Marfat.com

جب یہ شخص مرگیا اور اسکو دفن کیا گیا تو کئی مرتبہ کوشش کرنیکے باوجود اس کی لاش زمین کے اندر سے باہر آگئی آخر کار بغیر دفن کئے ہوئے زمین پر ہی چھوڑنا پڑا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کسی شخص نے پوچھا یا رسول کیا حج ہر سال فرض ہے۔

قال ولو قلتُ نعم لوَجبت توحضور علیہ السلام نے فرمایا اگر میں کہدوں ہاں تو ہر سال فرض ہو جائیگا۔

ان تمام واقعات سے حضور علیہ السلام کی زبان کا اثر بھی معلوم ہوا اور یہ بھی پتہ چلا کہ حقیقت میں شریعت زبان رسالت آب علیہ السلام سے نکلی ہوئی باتوں ہی کا نام ہے جس کو آپ نے جائز کر دیا وہی جائز ہو گیا اور جس کو آپ نے حرام کر دیا وہ حرام ہو گیا اس پیاری زبان کے کمال کا ایک واقعہ اور سن لیجئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک سفر میں ہم نبی کریم علیہ السلام کیساتھ تھے چلتے ہوئے آپ نے اپنے نواسوں حسن وحسین کے رونے کی آواز سنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ دونوں کیوں روتے ہیں آپ نے عرض کیا دونوں پیاسے ہیں لیکن پانی نہیں آپ نے صحابہ سے پوچھا کسی کے پاس پانی ہے۔ سب نے جواب دیا پانی بالکل ختم ہو گیا۔ نبی کریم علیہ السلام نے پہلے تھوڑی دیر اپنی زبان حسن کو چوسائی اور پھر حسین کو چوسائی زبان مبارک سے ایسا رس نکلا کہ دونوں بچوں کی پیاس بجھ گئی اور خاموش ہو گئے۔

Marfat.com

یہ تھا نبی کریم علیہ السلام کی زبان مبارک کا حال۔ سچ ہے خدا نے جو زبان اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی وہ نہ کسی کو ملی اور نہ ملے گی۔

گردن، کاندھے

نبی کریم علیہ السلام کے جسم مبارک کے یہ حصّے بھی نہایت خوبصورت تھے گردن کے متعلق فرمایا گیا کانّ عنقہٗ ابریقُ فِضَتہٖ، آپ کی گردن اتنی اونچی اور چمکدار تھی کہ چاندی کی صراحی معلوم ہوتی تھی، کاندھوں کے متعلق فرمایا گیا۔

اَنہٗ کان اذا جلَسَ یکون کتفہٗ اعلیٰ من جمیع الجالسین۔

کہ جب آپ لوگوں میں بیٹھے ہوئے ہوتے تو آپ کا کندھا سب سے اونچا ہوتا تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کے کاندھے جب ننگے ہوجاتے تھے۔ فکانما سبیکۃ فضۃٍ تو ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے چاندی کے ڈھلے ہوئے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فتح کے دن نبی کریم علیہ السلام نے مجھے اپنے کاندھوں پر چڑھا کر کعبہ میں رکھے ہوئے بت نکالنے کا حکم دیا جب میں آپ کے کاندھوں پر چڑھا تو میری یہ حالت ہوگئی کہ ایسا معلوم ہونے لگا۔

انی لو شئت نِلتُ افقَ السماء کہ اگر میں چاہتا تو آپ مجھے آسمان تک پہنچا سکتے تھے۔

Marfat.com

پیٹھ نبی کریم علیہ السلام کی پیٹھ کے متعلق حضرت محرش کعبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن رات کے وقت حضور علیہ السلام کی پیٹھ پر میری نظر پڑی آپ کی پیٹھ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس پر نبوت کی مہر بنی ہوئی تھی جس کا پتہ ان حدیثوں سے چلتا ہے۔

حضرت وہب ابن منبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی کے دائیں ہاتھ پر نبوت کی مہر ہوتی تھی۔

الا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فان شامۃ النبوۃ کانت بین کتفیہ۔

مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کاندھوں کے بیچ میں نبوت کی مہر تھی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ۔

کان خاتم النبوۃ علی ظہر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل البندقۃ من لحم مکتوب فیھا باللحم محمد رسول اللہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر نبوت کی مہر گوشت کے ٹکرے کی طرح تھی جس پر "محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔

حضور علیہ السلام کی پیٹھ پر نبوت کی مہر کو حضرت محرش کعبی، وہب ابن منبہ اور عبداللہ ابن عمر کے علاوہ حضرت سلمان فارسی حضرت جابر ابن سمرہ، حضرت سائبین ابن یزید، حضرت عباذ ابن عمرو کے علاوہ اور بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے دیکھا تھا۔

Marfat.com

ہاتھ

نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھ اور بازو گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔ بغلیں بہت صاف اور خوشبو دار تھیں جن کا رنگ سفید تھا بغلوں میں بال بالکل نہیں تھے ہاتھ نرم اور اتنے خوشبودار تھے کہ آپ جس سے ہاتھ ملاتے تھے اس کے ہاتھوں میں بھی خوشبو آجاتی تھی اس سلسلے میں کچھ حدیثیں بیان کی جاتی ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سجد یری بیاض ابطیہِ

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آیا کرتی تھی۔

حضرت بنی حریش رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم علیہ السلام نے مجھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

فسال علیّ من عرقِ اِبطیہِ مثلَ ریح المسکِ۔

تو مجھ پر آپ کی بغلوں کا پسینہ لگا جس کی خوشبو مشک سے زائد تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

مَا مَسستُ دِیباجۃً ولا حریراً الینَ من کفِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا شَمَمتُ مسکًا ولا عنبرۃً اطیب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ریشم و دیباج سے بھی زائد نرم تھے اور آپ کی خوشبو مشک وغیر کی خوشبو سے

Marfat.com

من رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم زائد تھی۔

حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ محبت سے آپ کے ہاتھوں کو اپنے چہروں پر ملنے لگے۔

فاخذتُ بیدہٖ فوضعتھا علی وجھی فاذا ھی اَبُرَدُ من الثلجِ واطیب رائحۃً من المسکِ۔

تو میں نے بھی حضور علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا تو آپ کا ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔

بہرحال ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کی ظاہری حالت تو یہ تھی کہ وہ بالکل نرم، ٹھنڈے اور خوشبو دار تھے اب ان مقدس ہاتھوں کو جو خاص قوت وطاقت اور کمال عطا فرمایا تھا اس کو بھی سنیئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ

اُوتیت بمفاتیح خزائنِ الارضِ فوضِعَتْ فی یدی۔

زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھوں میں دیدی گئیں۔

یعنی اس دنیا کے تمام خزانے نبی کریم علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں میں ہیں جس کو چاہتے ہیں عطا فرمادیتے ہیں یہ ہاتھ اتنے سخی ہیں کہ اس دربار سے کوئی بھکاری خالی نہیں جاتا اب ان ہاتھوں کی قوت کا بھی اندازہ لگائیے۔

حضرت جُبیل ابن زیاد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں حضور صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا میری گھوڑی جس پر میں سوار تھا بہت کمزور تھی اسلئے بہت آہستہ چل رہی تھی اور میں بہت پیچھے رہ گیا تھا حضور علیہ السلام نے جب مجھے بہت پیچھے دیکھا تو آپ نے پوچھا کہ کیا بات ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ میری گھوڑی بہت کمزور ہے آہستہ چلتی ہے آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اس کو آپ نے گھوڑی پر مارا اور دعا کی۔

فلقد رأیتنی ما املک رأسھا ان تقدم الناس ولقد بعت من بطنھا باثنی عشر الفا۔

حضرت جبیل فرماتے ہیں اس وقت سے میری گھوڑی اتنی تیز ہوگئی کہ میں اس کی لگام نہیں تھام سکتا تھا اور سب سے آگے رہتا تھا اور اسکے اتنے بچے پیدا ہوئے کہ مجھے انکی قیمت بارہ ہزار ملی۔ (یعنی گھوڑی کی کمزوری بھی ختم ہوگئی اور اسکی اولاد میں بھی برکت ہوئی)۔

حضرموت (ایک جگہ کا نام ہے) کے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے جن میں اشعث ابن قیس بھی تھا یہ لوگ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے دل میں ایک بات چھپا رکھی ہے بتایئے وہ کیا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا دل کی بات بتا دینا تو کوئی کمال نہیں وہ تو نجومی بھی بتا دیتے ہیں تو وہ لوگ کہنے لگے کہ پھر ہم آپ کو

Marfat.com

کیسے پہچانیں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں تو آپ نے زمین پر سے کچھ کنکریاں اٹھائیں اور فرمایا دیکھو میری نبوت کی یہ بھی گواہی دیتے ہیں۔

فسبح الحصٰی فی یدہٖ قالوا نشھد اَنک لرسول اللہ۔

کنکریوں نے آپ کے ہاتھ میں اللہ کی پاکی بیان کرنا شروع کر دی جس کو دیکھ کر ان لوگوں نے بھی کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت ابو العلاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت قتادہ ابن ملحان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا ہاتھ پھیر دیا۔

فکان لوجھہٖ بریقٌ حتّٰی کان یُنظَر فی وجھہٖ کما ینظر فی المراۃِ۔

جس سے ان کے چہرے میں چمک پیدا ہو گئی یہاں تک کہ ان کے چہرے میں ہر چیز ایسی نظر آتی تھی جیسے شیشے میں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی کریم علیہ السلام نے یمن کا گورنر بنا کر وہاں جانے کا حکم دیا تو میں نے عرض کیا یا رسول مجھے تو بالکل تجربہ نہیں میں مقدموں کا فیصلہ کیسے کرونگا تو آپ نے میرے سینہ پر اپنا ہاتھ مارا اور دعا کی۔

اللھم اھد قلبہٗ وثبت لسانہٗ قال فوالذی فلق الحبۃ فما شککتُ فی قضاء بین الاثنین۔

اللہ اس کے دل کو سیدھا رکھ اور اس کی زبان کو حق پر قائم رکھ حضرت علی نے فرمایا قسم خدا کی اس کے بعد مجھے

Marfat.com

کبھی فیصلہ کرنے میں ذرہ برابر بھی
غلطی کا شبہ نہیں ہوا۔

حضرت ابوزید عمرو بن اقطب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام نے میرے سر اور داڑھی پر اپنا ہاتھ پھیرا اور دعا کی۔

اللھم جملہٗ قال فبلغ بضعا و مائۃ سنۃ و ما فی لحیتہٖ بیاض ولقد کان منبسطُ الوجہِ ولم ینقبض وجہہٗ حتی مات۔

اے اللہ اس کو خوبصورت بنا حضرت ابوزید کی عمر سو سال سے زائد ہو گئی لیکن انکی داڑھی کا کوئی بال سفید نہیں ہوا اور مرتے وقت تک ان کا چہرہ صاف اور روشن جوانوں جیسا تھا۔

حضرت عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یارسول اللہ میں قرآن کریم یاد کرنا چاہتا ہوں لیکن مجھے یاد نہیں ہوتا آپ نے فرمایا تمہارے ساتھ ایک شیطان ہے جس کو "خِنزَب" کہتے ہیں ذرا میرے قریب آؤ میں آپ کے قریب ہوا تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا جس کی ٹھنڈک میرے کاندھوں تک پہنچی اور حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اُخرج یا شیطان من صدرِ عثمان فما سمعت بعد ذالک شیئًا الا حفظتہٗ۔

اے شیطان عثمان کے سینے سے نکل جا۔ اس کے بعد جو چیز بھی سنتا ہوں مجھے یاد ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

حضرت ہلب بن یزید حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ گنجے تھے۔

فمسح النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأسَہٗ فَنَبتَت شعرہٗ فسمّیَ الھلبَ۔

حضور نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تو انکے سر پر بال نکل آئے اسی وجہ سے انکا نام ہلب رکھا گیا۔

حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ایک دن نبی کریم علیہ السلام کے سامنے بیان کیا کہ آپ بچے تھے تو ایک رات میں نے دیکھا کہ آپ چاند سے کھیل رہے ہیں وَتشیر الیہ باصبعِہٖ فحیثُ اشرتَ الیہ مَالَ۔ توجس طرف آپ اپنی انگلی سے اشارا کرتے تھے چاند اسی طرف جھک جاتا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے نماز کی حالت میں جنت کو دیکھا اور اس کے کچھ پھولوں کو ہاتھ میں لے لیا۔

ولو اخذ تہٗ لا کلتم منھا ما بقیت الدنیا۔

اور اگر میں اس کو توڑ لیتا تو تم قیامت تک اس کو کھاتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر میں پانی ختم ہو گیا تو آپ نے ایک برتن میں بچا ہوا تھوڑا سا پانی لیا اور اس برتن میں اپنا ہاتھ

Marfat.com

رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی بہنے لگا۔

فتوضأ القوم قیل لانس کم کنتم قال ثلثمائۃ۔

اور سب لوگوں نے وضو کیا حضرت انس سے پوچھا گیا کتنے لوگ تھے آپ نے فرمایا تین سو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حدبیہ میں پانی ختم ہو گیا صرف ایک چھوٹے سے برتن میں حضور علیہ السلام کے پاس تھا لوگوں کو وضو کرنے اور پینے کیلئے پانی کی سخت تکلیف ہوئی جب حضور علیہ السلام کو معلوم ہوا تو آپ نے اس برتن میں جو آپ کے پاس تھا اپنا ہاتھ رکھدیا اسی وقت آپ کی انگلیوں سے پانی بہنے لگا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

فشربنا وتوضأنا قیل لجابر کم کنتم قال لوکنا مائۃ الف لکفانا کنا خمس عشرۃ مائۃ۔

تو ہم سب نے پیا اور وضو کیا حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ تم کتنے لوگ تھے آپ نے فرمایا اگر ایک ہزار بھی ہوتے تو پانی سب کو کافی ہوتا ویسے اس وقت ہم پندرہ سو تھے۔

حضرت ابیض ابن جمال رضی اللہ عنہ کے چہرے پر داد تھا جو سخت بیماری ہے جس سے ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا تو ایک دن حضور علیہ السلام نے ان کو بلا کر انکے چہرے پر ہاتھ پھیر دیا۔

Marfat.com

فلم یمس من ذالک الیوم و منھا اثر۔

تو شام ہونے سے پہلے ان کے چہرے پر اس بیماری کا نشان باقی نہ رہا۔

حضرت فضالہ ان عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن کعبہ میں حضور علیہ السلام طواف کر رہے تھے میں اس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا میں نے سوچا یہ موقع ان پر حملہ کرنے کا اچھا ہے میں حملہ کرنا ہی چاہتا تھا کہ آپ میرے قریب آگئے اور پوچھا اے فضالہ تم دل میں کیا خیال کر رہے ہو میں نے کہا کچھ نہیں میں بھی اللہ کا ذکر کر رہا تھا یہ سن کر آپ مسکرائے اور فرمایا اے فضالہ اللہ سے توبہ کرو اور پھر اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھدیا حضور علیہ السلام کے ہاتھ کی برکت سے میرے دل کے تمام برے خیالات نکل گئے۔

واللہ مارفع یدہٗ عن صدری حتیٰ ما من خلق اللہ شیئٌ احب الیّ منہ۔

اور قسم خدا کی حضور کا ہاتھ ہٹنے سے پہلے میرے دل کی یہ حالت، ہوگئی کہ دنیا کی ہر چیز سے زائد مجھے حضور علیہ السلام سے محبت ہوگئی۔

حضرت قیس ابن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام حضرت ابو بکر کیساتھ ہجرت فرما کر مکے سے مدینہ جا رہے تھے راستے میں ایک جگہ ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا آپ نے اس سے دودھ مانگا چرواہے نے کہا میرے پاس دودھ نہیں ہے کیونکہ میری کوئی بکری اس وقت دودھ نہیں دیتی آپ

Marfat.com

نے فرمایا ایک بکری ہمیں دیدو خود دودھ دوہ لینگے چرواہے نے ایک چھوٹی، دبلی سی بکری اسوقت کھڑی کر دی آپ نے اس کے تھنوں پر اپنا ہاتھ پھیرا، دعا کی اور دودھ دوہنا شروع کر دیا اور پہلے آپ نے حضرت ابوبکر کو دودھ پلایا پھر چرواہے کو پلایا اور پھر خود پیا۔ چرواہا یہ معاملہ دیکھ کر پریشان ہو گیا اور کہنے لگا آپ کون ہیں خدا کی قسم میں نے آپ جیسے کمال والا آدمی کسی کو نہیں دیکھا آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔

قال فاشهد انك نبی اللہ و انّ ما جئتَ بہ حق وانہ لا یفعل ما فعلتَ الا نبیٌ۔

چرواہا بولا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور جو کچھ آپ لے کر آئے ہیں حق ہے کیونکہ آپ نے اس وقت جو کیا وہ کام نبی کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔

نبی کریم علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں کی برکت اور قوت کو ظاہر کرنے کے لئے ایسے بہت سے واقعات موجود ہیں ان تمام واقعات سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ نے آپ کو ایسے ہاتھ دیئے تھے جنکی برکت سے چہرے چمکدار ہو جاتے تھے اور دل ایمان کے نور سے روشن ہو جاتے تھے ان ہاتھوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے بیماروں کو شفا نصیب ہوئی کمزوروں کو قوت ملی حقیقت میں حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھ خدا کی قوت کا نمونہ تھے اسی لئے تو ان لوگوں کے

Marfat.com

لئے جنہوں نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی فرمایا گیا۔ ید اللہ فوق ایدیھم
—— کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ اور جن کنکریوں کو حضور علیہ السلام
نے پھینکا اور کافراس سے اندھے ہو گئے ان کنکریوں کے لئے فرمایا گیا "وما
رمیتَ اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ" —— اور جب اے نبی
تم نے کنکریاں پھینکیں تو تم نے نہیں پھینکیں لیکن اللہ نے پھینکیں تھیں۔ ان ہاتھوں کی برکتیں
جن لوگوں کو نصیب ہوئیں واقعی وہ بڑے قسمت والے تھے لیکن ہم گنہگار مسلمان
بھی حضور علیہ السلام سے محبت پیدا کر کے اور انکی سنت پر عمل کر کے ان برکتوں سے
حصہ لے سکتے ہیں۔

سینہ اور دل

نبی کریم علیہ السلام کا سینہ اور
پیٹ برابر تھا سینہ ابھرا ہوا اور چوڑا تھا
جس کے بیچ میں بالوں کی ایک باریک لائن تھی جو ناف تک تھی سینے کے اوپر
دونوں طرف بال نہ تھے کہا جاتا ہے کہ بڑے سینے والا بڑے دل والا ہوتا ہے
اور اسی لئے ایسا شخص بہت علم اور ہمت والا ہوتا ہے لیکن خدا نے اپنے پیارے
محبوب کے خوبصورت سینے میں جو دل رکھا تھا اس کے علم و حکمت اور ہمت کو
خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کیا فرمایا۔

الم نشرح لک صدرک —— اے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کیا ہم نے آپ کے لئے آپ کا سینہ

نہیں کھول دیا تھا۔ "شرح صدر یعنی سینے کو کھول دینے کا مطلب یہ ہے کہ یہ سینہ علم کا خزانہ ہوگیا۔ حضور علیہ السلام کے مبارک سینہ کی اس خوبی کا یہ اثر تھا کہ تمام دنیا آپ کے نزدیک معمولی چیز تھی اور آپ کی ہمت اتنی بلند اور اونچی تھی کہ کسی سہارے کا خیال کئے بغیر اپنی نبوت کا اعلان کیا اور ہر قسم کی تکلیف اور پریشانی کے باوجود اپنا کام کرتے رہے بہر حال شرح صدر نبی کریم علیہ السلام کے سینے کی خوبی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سینے کو ہر قسم کے علم کے لئے کھول دیا تھا اور یہ مبارک سینہ علم کا خزینہ تھا اس بات کا اندازہ ان حدیثوں سے ہوتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن ابن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میرے رب نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں کاندھوں کے درمیان رکھا جسکی ٹھنڈ مجھے اپنی دونوں چھاتیوں میں معلوم ہوئی۔

فعلمت ما فی السموات وما فی الارض۔ تو مجھے ان تمام چیزوں کا علم ہوگیا جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دنیا کی پیدائش سے لیکر جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی خبریں دیں (یعنی پچھلے زمانے کا حال بھی بتایا اور قیامت تک

Marfat.com

ہونیوالی سب باتیں بیان کر دیں لیکن حفظ ذالك من حفظہ ونسیہ من نسیہ ——— جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا اس نے بھلا دیا۔ اسی قسم کی حدیثیں حضرت عمرؓ وابن اخطب، حضرت خذیفہؓ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ نے بھی بیان کیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

فو اللہ لا تسئلونی عن شیئٍ الا اخبرتکم بہ مادمتُ فی مقامی ھذا۔	خدا کی قسم تم مجھے جس چیز کے متعلق بھی سوال کروگے میں تمہیں یہاں کھڑے کھڑے ہی بتا دوں گا۔

قرآن کریم کی آیات اور حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کا شرحِ صدر اسطرح فرمایا کہ آپ کو پچھلی اور اگلی باتوں اور تمام چھپی ہوئی چیزوں کا علم عطا فرمایا یہاں تک کہ نبی کریم علیہ السلام سے کوئی چیز چھپی نہ رہی اسی لئے مسلمان یہ یقین کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم "عالم الغیب" تھے یعنی ان کو ان تمام باتوں کا پتہ تھا جو کسی انسان کو معلوم نہیں مسلمانوں کے اس عقیدے کو بزرگوں کے لفظوں میں غور سے سنئے۔

امام شرف بوصیری رحمتہ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں لکھتے ہیں۔

فانّ من جودِكَ الدنیا وَ ضَرَّ تھا ومن علومِكَ علم اللوح	یارسول اللہ بیشک دنیا اور آخرت (کی کامیابی) آپ کی بخشش سے ہی ہے اور

وَالقلم۔ آپ کے (وسیع) علموں کا ایک حصّہ لوح وقلم کا علم ہے۔

یعنی وہ تختی اور وہ قلم جس پر خدا کے یہاں انسانوں کے قسمت کے فیصلے لکھے ہوئے ہیں اور کوئی انسان انکو نہیں جان سکتا اور پڑھ سکتا لیکن اللہ کے فضل سے نبی کریم علیہ السلام کو اسکا بھی علم تھا۔

علامہ سلیمان جمل رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات احمدیہ میں فرمایا کہ حضور علیہ السلام کا علم تمام انسانوں، جنوں اور فرشتوں کے علم سے زائد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہان کا علم عطا فرمایا۔

فعَلِمَ عِلْمَ الاولین والاٰخِرِیْنَ وما کان وما یکون۔ اور اگلے پچھلوں کی باتیں اور جو کچھ ہو چکا ہے یا ہونیوالا ہے سب کچھ سکھا دیا۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

وقد تواترتِ الاخبار واتفقتْ معانیھا علی اطلاعہٖ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی الغیب۔ بیشک متواتر حدیثوں اور ان کے معنی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی (چھپی ہوئی) باتیں جانتے تھے۔

علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''کہ جس بات پر ایمان لانا ضروری ہے

Marfat.com

وہ یہ ہے کہ یقیناً نبی کریم علیہ السلام کو دنیا سے جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے وہ تمام چھپی ہوئی باتیں بتا دیں جو دنیا اور آخرت میں ہونیوالی ہیں۔

حضرت مجددؒ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فارسی کی کتاب مکتوبات شریف میں فرمایا۔

ہر علم غیب کہ مخصوص باوست	جو چھپی ہوئی باتیں اللہ کے لئے خاص
سبحانہ خاص رسل را اطلاع	ہیں اللہ وہ اپنے خاص رسولوں کو
می بخشد۔	بتا دیتا ہے۔

بہرحال نبی کریم علیہ السلام کا سینہ اتنے عظیم علم کا خزانہ تھا کہ دنیا کے تمام علم اس میں موجود تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے سینے کو اپنے زبردست علم کا نمونہ بنایا اور دنیا کو یہ دکھایا کہ جس انسان نے اس دنیا میں آکر کچھ نہیں پڑھا لکھا اللہ نے اپنی قدرت سے اس کو ایسا علم عطا فرمایا کہ دنیا کی ہر چیز اور قیامت تک کا حال اس کی نظروں کے سامنے آگیا تو ایسے علم والے کو جس خدا نے پیدا کیا اور اسے یہ علم عطا فرمایا اس خدا کے علم کا کیا حال ہوگا بس تمہیں یہ ایمان رکھنا چاہیئے کہ وہ خدا اپنے علم سے ہمارے ہر حال کو جانتا ہے اور جو کچھ ہمارے حال کے مطابق بہتر ہوتا ہے وہ ہمیں عطا فرما دیتا ہے۔

پیٹ

جسم کے دوسرے حصّوں کی طرح نبی کریم علیہ السلام کا پیٹ بھی عام

انسانوں جیسا نہ تھا۔ پیٹ انسان کے کھانے پینے کی جگہ ہوتی ہے اگر پیٹ کو پوری طرح نہ بھرا جائے تو انسان کا پورا جسم بیکار ہو جاتا ہے لیکن نبی کریم علیہ السلام کا پیٹ کئی کئی دن خالی رہتا تھا پھر بھی آپ کو نہ کوئی تکلیف ہوتی تھی اور نہ ہی آپ کمزور ہوتے تھے۔

نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ " اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ اے پیارے نبی اگر تم چاہو تو میں مکے کی پتھریلی زمین کو تمہارے لئے سونا بنا دوں میں نے عرض کیا اے میرے رب میں یہ چاہتا ہوں۔

اشبع یومًا وَاجوع یومًا — کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھانا ملے اور ایک دن بھوکا رہوں۔

مطلب یہ کہ نبی کریم علیہ السلام خود بھی اپنے پیٹ کو بھرا رکھنا نہیں چاہتے تھے کیونکہ جب پیٹ زائد بھر جاتا ہے تو انسان خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے حضور علیہ السلام امت کو یہی سکھانے کے لئے اکثر بھوکے ہی رہتے تھے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں۔

ما شبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض۔ — نبی کریم علیہ السلام نے جو کی روٹی سے کبھی دو دن برابر پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے ہی فرمایا۔

Marfat.com

واللہ ما شبعَ من خُبزٍ ولحم مرتین فی یوم۔ — خدا کی قسم آپ نے کبھی ایک دن میں دو وقت روٹی اور گوشت سے پیٹ نہیں بھرا۔

بہرحال نبی کریم علیہ السلام کا مبارک پیٹ دنیا کے کھانے نہ ملنے کی وجہ سے کسی تکلیف کا سبب نہیں بنتا تھا لیکن یہ بھی حضور علیہ السلام ہی کا کمال تھا کہ آپ کا پیٹ دنیا کی غذاؤں سے خالی رہتا تھا لیکن خدا کی طرف سے اس کو ایسی غذا نصیب ہوتی تھی کہ آپ کئی کئی دن برابر بغیر کھائے پیئے رہتے تھے اور کسی کام میں کوئی فرق تک نہ آنے پاتا تھا۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے بغیر افطار کے برابر روزے رکھنے کو منع فرمایا تو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو اسطرح روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے جواب میں فرمایا

وَایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی و یسقینی۔ — تم میں سے میری طرح کون ہے میں رات گزارتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

ہر انسان کے پیٹ سے جو کچھ نکلتا ہے وہ بدبودار ہوتا ہے لیکن اللہ کے نبی کے پیٹ سے جو کچھ نکلتا تھا اس کا حال سنیئے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن میں نے نبی کریم علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب آپ پاخانے جاتے

Marfat.com

ہیں تو کئی مرتبہ آپ کے بعد میں پاخانہ گئی لیکن میں نے وہاں کچھ نہیں پایا صرف مشک کی سی خوشبو آتی ہے تو آپ نے فرمایا۔

یا عائشہ ما علمتِ ان الارض تبتلِعُ ما یخرج من الانبیاء فلا یریٰ منہ شیٔ۔	اے عائشہ تمہیں کیا پتہ نہیں کہ نبیوں کے پیٹ سے جو کچھ نکلتا ہے اس کو زمین نگل جاتی ہے اور اس میں سے کچھ نظر نہیں آتا۔

امام قاضی عیاض اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب نبی کریم علیہ السلام پاخانہ و پیشاب کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو۔

اِنشقّتِ الارض فا تبلعتُ غائطہٗ وبولہٗ وناحت لذٰلک رائحۃ طیبۃ۔	زمین پھٹ کر آپ کا پاخانہ و پیشاب نگل جاتی تھی اور اس جگہ سے مشک کی سی خوشبو آنے لگتی تھی۔

شاہ عبدلعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر عزیزی میں لکھا۔

وہیچ کس اثر فضلۂ ایشاں را بروئے زمین ندیدہ زمین می شگافت و فرو میرود و ازاں مکان بوئے مشک می شمیدند۔	اور کسی نے آپ کے پاخانہ و پیشاب کا اثر زمین پر نہیں دیکھا۔ کیوں کہ زمین پھٹ جاتی تھی اور وہ اس میں چھپ جاتا تھا اور اس جگہ مشک کی سی خوشبو آنے لگتی تھی۔

Marfat.com

بہرحال جس خدا نے مکھی کے پیٹ میں شہد جیسی میٹھی اور لذیذ چیز پیدا فرمائی اسی خدا نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ سے نکلے ہوئے پیشاب و پاخانہ کو خوشبودار بنایا اور لوگوں کی نظروں سے چھپائے رکھا اسی خدا کا شکر ہے کہ ہمیں ایسے کمال و عظمت والے نبی کی امت میں پیدا فرمایا۔

پیر اور جسم کے دوسرے حصے

نبی کریم علیہ السلام کے پیروں اور جسم کے دوسرے حصوں کا حال بھی سنیئے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

انّہ صلی اللہ علیہ وسلم ولِدَ مختونًا مسرورًا۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کئے ہوئے اور ناف کاٹے ہوئے پیدا ہوئے تھے۔

یعنی لڑکے کی ختنہ پیدا ہونے کے بعد کرائی جاتی ہیں لیکن نبی کریم علیہ السلام قدرتی طور پر ختنہ کئے ہوئے تھے اسی طرح بچّہ کے پیدا ہونے کے بعد اسکی ناف (جس کو نال بھی کہتے ہیں) کاٹی جاتی ہے لیکن حضور علیہ السلام کی ناف بھی قدرتی کٹی ہوئی تھی۔

آپ کے جسم کا چھپا ہوا حصّہ کبھی کسی نے نہیں دیکھا بچپن میں بھی کبھی آپ کا یہ حصّہ نہیں کھلتا تھا یہاں تک کہ آپ کی بیوی اور مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ

Marfat.com

صدیقہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کبھی آپ کے جسم کے چھپے ہوئے حصہ کو نہ دیکھا اور نہ کبھی آپ نے میرے چھپے ہوئے حصہ کو دیکھا۔

نبی کریم علیہ السلام کی مردانہ قوت کا یہ حال تھا کہ حضرت صفوان ابن سلیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

اعطیت قوۃ اربعین رجلاً من اهل الجنة۔ — کہ مجھے چالیس جنتی مردوں کی مردانہ طاقت دی گئی۔

اور جنت کے ایک مرد کی قوت دنیا کے سو مردوں کے برابر ہے اس طرح حضور علیہ السلام کی مردانہ قوت چار سو مردوں کے برابر تھی لیکن اس کے باوجود آپ کے اندر نفس کی وہ خواہش بالکل نہ تھی جو عام انسانوں میں ہوتی ہے۔ ہر نبی ایسی نفسانی خواہش سے پاک ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ما احتلم نبیٌّ قط وانما الاحتلام من الشیطان۔ — کسی نبی کو کبھی احتلام نہیں ہوا کیونکہ احتلام شیطان کے اثر سے ہوتا ہے۔ اور نبی پر شیطان کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے چھپے ہوئے حصہ کی عظمت کا پتہ آپ کے اس ارشاد سے ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

لا یغسلنی الا انت فانہ لا — کہ مجھے وفات کے بعد صرف تم غسل دینا

Marfat.com

یری عورتی الا طمست عیناہ — کیونکہ میرے پردے کی جگہ پر جس کی بھی نظر پڑیگی وہ اندھا ہوجائے گا۔

حضور علیہ السلام کی رانیں، پنڈلیاں اور پیر بھی بہت خوبصورت تھے۔

حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کان فی ساقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حموشۃ۔ — کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں بہت نازک تھیں۔

حضرت عبداللہ ابن بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن البشر قدمًا۔ — کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک سب سے زیادہ حسین تھے۔

ان مقدس پاؤں کے کمالات کا بھی اندازہ لگایئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تیز چلنے میں آپ سے زیادہ تیز چلنے والا کسی کو نہ دیکھا جب آپ چلتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔

کانما الارض تطوی لہ اِنّا لنجھدُ انفسنا واِنّہٗ لغیر مُکترثٍ۔ — کہ زمین آپ کے لئے لپٹی جارہی ہے اور ہم آپ کے برابر تیز چلنے کی کوشش کیا کرتے تھے اور آپ بغیر کسی تکلیف کے چلتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب پتھروں پر چلا کرتے تھے تو پتھر نرم ہو

Marfat.com

جاتے تھے حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابواسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا مشی علی الصخر غاصت قدماہ فیہ۔ کہ جب حضور علیہ السلام پتھروں پر چلتے تو آپ کے پیروں کے نشان پتھروں پر لگ جاتے تھے۔

حضرت علامہ شہاب الدین مصری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم علیہ السلام ننگے پیر پتھروں پر چلتے تھے تو پتھر نرم ہو جاتے تھے اور ان پر آپ کے قدموں کے نشان بن جاتے تھے انہی پتھروں کو صحابہ کرام نے حفاظت سے رکھا جو اب تک دنیا میں بہت سی جگہ موجود ہیں خاص طور پر بیت المقدس اور مصر وغیرہ میں بہت ہیں۔

یہ مبارک پتھر پاکستان میں بھی بعض بزرگوں کے پاس موجود ہیں میلاد شریف وغیرہ کی محفل میں ان کو نکالا جاتا ہے لوگ ان کی زیارت کرتے ہیں اور محبت والے مسلمان ان کو تعظیم کی وجہ سے چومتے ہیں۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں کی برکتوں کا اندازہ لگانے کے لئے اور چند واقعات سنیئے۔ حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام اپنے چچا ابوطالب کیساتھ ذی المجاز میں تھے جو ایک جگہ کا نام ہے اور مکے سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ یہاں ابوطالب کو پیاس لگی انہوں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ پانی

Marfat.com

نہیں ہے اور پیاس لگ رہی ہے یہ سنکر

فنزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وَضَرَبَ بقدمہِ الارض فخرج الماء فقال اِشرب۔

حضور علیہ السلام سواری سے اترے اور زمین پر پیر مارا جس سے پانی نکل آیا تو آپ نے فرمایا اے چچا پانی پی لو، ابوطالب نے بیان کیا کہ میں نے خوب پانی پیا اس کے بعد آپ نے پانی نکلنے کی جگہ پر اپنا پیر رکھ دیا تو پانی بالکل بند ہو گیا۔

حضور علیہ السلام ایک دن احد پہاڑ پر کھڑے ہوئے تھے کہ وہ پہاڑ کانپنے لگا تو اس پر پیر مارا اور فرمایا

اُثبت فانما علیک نبیٌ وصدیق وشہیدان۔

ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

حضور علیہ السلام نے صدیق حضرت ابوبکر کو کہا اور حضرت عمر اور عثمان کو جو اس وقت پہاڑ پر آپ کے ساتھ تھے شہید کہا کیونکہ حضور علیہ السلام کو یہ علم تھا کہ یہ دونوں شہید ہونگے اور ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں شہید ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۳۵ھ میں شہید ہوئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام کی

Marfat.com

خدمت میں ایک شخص اپنی اونٹنی لے کر آیا اور کہنے لگا کہ میری یہ اونٹنی بہت سست ہے اور آہستہ چلتی ہے۔ نبی کریم علیہ السلام نے اونٹنی کے اپنا پیر مارا۔

قال ابو ھریرۃ والذی نفسی بیدہٖ لقد رأیتھا تسبق القائد۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم وہ اونٹنی ایسی تیز ہو گئی کہ سب سے آگے رہنے لگی۔

حضرت عبداللہ ابن ابی طلحہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام سعد ابن عبادہ کے گدھے پر سوار ہوئے جو بہت سست تھا اور آہستہ چلتا تھا۔

فردّھا ھملاجًا لا یسایرُ۔

توجب آپ نے اسکو واپس کیا تو ایسا تیز ہو گیا کہ کوئی گدھا اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے نبی کریم علیہ السلام تشریف لائے پہلے آپ نے ان کے لئے دعا کی

ثم ضرب برجلہ فما اشتکی ذالک الوجعَ بعد۔

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے اپنا پیر مارا جس کی برکت سے وہ اسی وقت ٹھیک ہو گئے اور اس

Marfat.com

کے بعد کبھی بیمار نہیں ہوئے۔

یہ تھے نبی کریم علیہ السلام کے مقدس پیر جن کی برکت سے پتھر نرم پڑ گئے۔ زمین سے پانی جاری ہوگیا' ہلتے ہوئے پہاڑ ٹھہر گئے' سست سواریوں میں تیزی آگئی اور بیماروں کو شفا نصیب ہوگئی۔ انہی پیروں کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ یہ خدا کے عرش پر پہنچے اور ان کی وجہ سے مکّہ و مدینہ کی زمین بھی برکت والی ہوگئی اب ذرا یہ بھی سن لیجئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی کریم علیہ السلام کے برکت والے پیروں کا کس قدر احترام کیا کرتے تھے۔

حضرت زراع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم کچھ لوگ مل کر نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے محبّت و احترام کی وجہ سے نتقبل یدَ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ورِجلَہٗ ہم نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ اور پیر چومے۔

حضرت وازع ابن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے فاخذنا بیدیہ ورِجلیہِ نتقبلھا ـــــ تو ہم نے نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھ اور پاؤں کو چوما۔

بہرحال صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے محبّت و احترام کی وجہ سے نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا اسی

Marfat.com

لئے علما نے کہا کہ ماں باپ، استاد، پیر، بزرگوں اور نیک عالموں کے ہاتھ یا پیر چومنا جائز ہے جیسا کہ صحابہ سے بھی ثابت ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کی عزت کرتے اور ہاتھ پیر چوما کرتے تھے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

رأیت علیًا یقبلُ ید العباسِ ورِجلَیہِ۔

میں نے حضرت علی کو دیکھا کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پیر چوما کرتے تھے۔

حضرت ابن جدعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت نے ایک دن حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے حضور علیہ السلام سے اپنا ہاتھ ملایا ہے۔ قال نعم۔ فَقَبّلَھا تو حضرت انس نے کہا "ہاں" تو حضرت ثابت نے فوراً ان کا ہاتھ چوم لیا۔

جسم

نبی کریم علیہ السلام جسم مبارک کے علیحدہ علیحدہ حصوں کا بیان ہوچکا اب پورے جسم کے متعلق بھی کچھ ایمان تازہ کرنیوالی باتیں سن لیجیئے۔ آپ کا قد نہ لمبا تھا نہ چھوٹا بلکہ درمیانی قسم کے قد سے کچھ زائد تھا لیکن یہ کمال تھا کہ جب آپ محفل میں ہوتے تھے یا لوگوں کیساتھ مل کر چلتے تھے تو سب سے اونچے معلوم ہوتے تھے۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالذاھب طولاً وفوق الربعۃ اذا جامع القوم غمرھم۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لمبے نہیں تھے مگر جب لوگوں کیساتھ ہوتے تو سب سے اونچے ہوتے تھے۔

امام ابن سبع رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

انہ اذا جلس یکون کتفہ اعلیٰ من جمیع الجالسین۔

جب آپ لوگوں میں بیٹھتے تو آپ کا کندھا سب سے اونچا ہوتا تھا۔

آپ کے مبارک جسم پر ایک خاص قسم کی شان ظاہر ہوتی تھی اسی لئے آپ کو دیکھ کر جانور بھی سجدہ کرتے تھے اور آپ کا حکم مانتے تھے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے نبی کریم علیہ السلام سے آکر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول میرے پاس ایک اونٹ ہے جو سخت حملہ کرتا ہے کسی کی طاقت نہیں کہ اسکی ناک میں رسی ڈال سکے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور ہم بھی آپ کیساتھ اٹھ کر چلدیئے۔ آپ نے وہاں پہنچ کر دروازہ کھولا

فلما رأہ الجمل جاء الیہ فسجد لہ ووضع جیرانہٗ۔

جب اونٹ نے آپ کو دیکھ تو آپ کی طرف آیا اور سجدہ کیا اور اپنی گردن زمین پر رکھدی۔

نبی کریم علیہ السلام نے اس کے سر کو پکڑ کر اپنا ہاتھ پھیرا اور رسی منگا کر

Marfat.com

اس کی ناک میں ڈالدی اور اسکو مالک کے ہاتھ میں دیدیا۔ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ پہچان گیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں.

قال انہٗ لیس من شئٍ الا یعرِفُ انی رسول اللہِ غیر کفرۃ الجن والانس۔

تو آپ نے فرمایا بیشک ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے کافر جنوں اور انسانوں کے۔

نبی کریم علیہ السلام کے مقدس جسم کا ایک کمال یہ بھی تھا کہ اس کا سایہ نہیں پڑتا تھا کیونکہ آپ کا جسم نورانی تھا ہر چیز کو اس جسم سے روشنی ملتی تھی اور روشنی کرنیوالے کا سایہ نہیں ہوتا جیسے چاند اور سورج اپنی روشنی پھیلاتے ہیں اور انکا سایہ نہیں ہوتا۔

حضرت ذکوان تابعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یریٰ لہٗ ظلٌ فی شمس ولا قمرٍ۔

کہ حضور علیہ السلام کا سایہ نہ دھوپ میں نظر آتا نہ چاندنی میں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا لم یکن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ظِلٌ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا اور جب آپ سورج یا چاند کی روشنی میں کھڑے ہوتے تھے تو آپ کی روشنی ان دونوں سے زائد ہوتی تھی۔

علامہ امام احمد بن قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

Marfat.com

لم یکن لہٗ صلی اللہ علیہ وسلم ظلٌ فی شمسٍ ولا قمرٍ۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں تھا نہ چاندنی میں۔

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ونہ بود مہراں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را سایہ نہ در آفتاب ونہ در قمر۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں تھا نہ چاندنی میں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اورا صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود۔ در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تراست چوں لطیف ترے از وے صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا کیونکہ اس دنیا میں ہر چیز کا سایہ اس سے زیادہ لطیف (ہلکا) ہوتا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اس دنیا میں کوئی چیز لطیف نہیں لہٰذا اسکا سایہ کس طرح ہو سکتا ہے

نبی کریم علیہ السلام کے مقدس جسم کا ایک کمال یہ بھی تھا کہ کسی قسم کی خوشبو لگائے بغیر اس مبارک جسم سے خوشبو آتی تھی۔ یہاں تک کہ جسم سے نکلا ہوا پسینہ بھی اتنا خوشبو دار ہوتا تھا کہ دنیا کی کوئی خوشبو اسکا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

Marfat.com

ما شممت عنبرا قط ولا مسکا ولا شیئا اطیب من ریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

میں نے عنبر، مشک اور کسی خوشبو کو حضور علیہ السلام کی خوشبو سے زائد خوشبو دار نہیں پایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا تو میں نے آپکی نبوت کی مہر کو منہ میں لیا۔

فکان ینم علی مسکا۔

تو مشک کی سی خوشبو پھیلنے لگی۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

کان عرقہ فی وجھہ مثل اللؤلؤ اطیب من المسک

کہ نبی کریم علیہ السلام کو پسینہ آتا تھا۔ تو پسینے کے قطرے چہرے سے موتیوں کی طرح گرتے تھے اور مشک سے زیادہ خوشبو دار ہوتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم کبھی کبھی دوپہر کو ہمارے گھر آکر آرام فرماتے تھے جب آپ سو جاتے تو آپ کو پسینہ آتا تھا میری والدہ آپ کے پسینے کی بوندوں کو شیشی میں جمع کر لیتی تھیں ایک مرتبہ نبی کریم علیہ السلام نے انکو ایسا کرتے دیکھا تو پوچھا اے ام سلیم یہ کیا کرتی ہو۔

قالت ھذا عرقک نجعلہ فی طیبنا وھو من اطیب الطیب

تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کا پسینہ ہے ہم اس کو اپنی

Marfat.com

خوشبو میں ملا لینگے کیونکہ اسکی خوش
سب سے زائد ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص حضور علیہ السلام
خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ میری بیٹی کی شادی ہے
لیکن میرے پاس بیٹی کے لگانے کیلئے خوشبو نہیں ہے آپ کچھ عطر دیدیجئے حضور
علیہ السلام نے فرمایا کل ایک شیشی لیکر آنا ہم تمہیں خوشبو دیدینگے۔ دوسرے
دن وہ شخص شیشی لے کر آیا تو حضور علیہ السلام نے اپنے پسینے کے چند قطرے
شیشی میں ڈالدیئے اور کہا یہ اپنی بیٹی کو دیدو اور کہو کہ اس کو لگا لیا کرے۔

فکانت اذا تطیبت بہٖ یشم اھل المدینۃ رائحۃ ذالک الطیب فسموا بیت المطیبین۔

توجب وہ لڑکی آپکا پسینہ ملتی تھ
تو اسکے گھر سے تمام مدینے والوں
خوشبو کی مہک آتی تھی اسلئے لوگو
نے اس گھر کا نام بیت المطیبین یعنی
خوشبو والوں کا گھر رکھدیا تھا۔

حضرت جابر و انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام جب
کسی راستے سے گزرتے تھے تو وہ راستہ آپکی خوشبو سے مہک جاتا تھا۔

وقالو مرّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم من ھذا الطریق۔

اور لوگ کہنے لگتے تھے کہ اس راستہ
سے حضور علیہ السلام گزرے ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد جب میں نے آپکو غسل دیا تو۔

سَطَعَتْ منہ ریح طیبۃٌ لم نجد مثلھا قطّ

تو آپ سے ایسی پاکیزہ خوشبو پھیلی کہ ہم نے اس جیسی خوشبو کبھی نہیں پائی۔

نبی کریم علیہ السلام کے مبارک جسم کی یہ خوشبو ان کے دنیا سے ظاہری طور پر چلے جانیکے بعد بھی آج تک مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں مہکتی ہے۔ جس کا احساس حضور علیہ السلام سے عشق و محبت رکھنے والوں کو ہوتا ہے حضرت مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

وشبلی کہ یکے از علماء مصاحب وجدان است می گوید کہ تربتِ مدینہ رانفحۃٌ خاص است کہ در ہیچ مشک وعنبر نیست۔

کہ حضرت علامہ شبلی جو حضور علیہ السلام سے محبت رکھنے والے عالم تھے فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی مٹی میں ایک خاص قسم کی خوشبو ہے جو مشک میں نہیں ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

بطیب رسول اللہ طاب نسیمھا
فما المسك والكافورُ والصندلُ

کہ حضور علیہ السلام کی خوشبو سے مدینے کی ہوا ایسی خوشبو دار ہو گئی کہ

Marfat.com

الرَطَب　　　　مشک کافور اور تازہ صندل کوئی

خوشبو اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

یہ تھا میرے، تمام مسلمانوں اور کائنات کا آقا، بے عیب ذات رحمۃ للعلمین احمد مجتبیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک اور اسکے حصوں کا حال۔ جس کو سننے کے بعد ہر شخص یہی کہے گا کہ خدا نے آپ کو ہر طرح بے نظیر و بے مثال پیدا فرمایا اور حق تو یہ ہے کہ آپ خدا کی قدرت کا آئینہ اور نمونہ تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یا یھا الناس قد جا کم برھانٌ من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبینا۔　　　　اے لوگوں بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی کھلی دلیل آگئی اور ہم نے تمہارے پاس روشن نور اتارا۔

یعنی نبی کریم علیہ السلام خدا کی قدرت اور کمالات کی دلیل ہیں جس نے ان کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔ جو اُن کو پا گیا وہ خدا کو پا گیا جو ان کا ہو گیا وہ خدا کا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب نبی کریم علیہ السلام کے مقام کو پہچاننے کی عقل سلیم عطا فرمائے اور ہر مسلمان کو ان کی سچی محبت اور عشق عطا فرمائے۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام کے معجزات

کوئی ایسا کمال جو عام انسانوں میں نہ پایا جا سکے اور نبی اسکا مظاہرہ صرف اپنی نبوت کے ثبوت کے لئے کرے معجزہ کہلاتا ہے۔ یہ لفظ نبی ہی کے لئے خاص ہے کسی دوسرے کے کمال کو معجزہ نہیں کہا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے اپنے نبیوں کو مبعوث فرمایا اور انکو ایسے کمالات بھی عطا فرمائے جن کو وہ بوقت ضرورت ظاہر کر کے اپنی امت پر اپنی نبوت کو ثابت کرتے رہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسا کمالِ جادو عطا فرمایا جسکا مقابلہ ان کی امت کے بڑے بڑے جادوگر نہ کر سکے وہ صرف اپنے عصا (لاٹھی) سے اسکا مظاہرہ کرتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ قوت عطا فرمائی کہ وہ لوہے کو اپنی مرضی کے مطابق اپنے ہاتھ سے پگھلا لیتے یا موڑ لیتے تھے حضرت صالح علیہ السلام کو عجیب و غریب اونٹنی عطا فرمائی جو پتھر سے پیدا ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے کھانا نازل فرمایا اور ایسا علم عطا فرمایا کہ لوگوں کو ان کے راز بتا دیتے تھے اور ایسی شفا عطا فرمائی کہ اپنے ہاتھ سے کوڑھی، برصی، اور نابیناؤں کو اچھا کر دیتے تھے۔ حضرت ابراہیم

Marfat.com

علیہ السلام نے آگ میں قیام فرمایا لیکن بال تک نہ جلا اسی قسم کے بیشمار معجزات ہیں جو تمام انبیاء کرام علیہ السلام کو عطا فرمائے گئے۔

معجزات النبی

لیکن نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جس طرح دوسرے کمالات بشمار ہیں اسی طرح آپ کے معجزات بھی بیشمار ہیں جتنے معجزات پچھلے نبیوں کو دیئے گئے وہ سب حضور علیہ السلام کو ملے اور ان کے علاوہ اتنے معجزات آپ کو ملے کہ انکا شمار کرنا اور بیان کرنا ممکن نہیں پچھلے نبیوں کو جو معجزے دیئے گئے تھے وہ وقتی اور حسی تھے یعنی اسی وقت کیلئے تھے اور انہی لوگوں نے دیکھے جو اسوقت موجود تھے لیکن نبی کریم علیہ السلام کے معجزات بعض تو وقتی اور حسی تھے اور کچھ ایسے ہیں جو آج تک ہیں اور قیامت تک رہیں گے اور ان سے آج بھی آپ کی نبوت کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔

حضرت علامہ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہور قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

دَامَتْ لَدَیْنَا فَفَاقَتْ کُلَّ مُعْجِزَۃٍ مِنَ النَّبِیِّیْنَ اِذْ جَآءَتْ وَلَمْ تَدُمِ۔	ہیں ہمارے پاس آج تک وہ آیتیں باقی اور انبیاء کے سب معجزے کالعدم ہو گئے۔

Marfat.com

قرآن کریم

حضور علیہ السلام جو کتاب لے کر آئے وہ بھی آپ کا ایک معجزہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ۔ کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے (سورۂ عنکبوت)

جس قوم میں قرآن کریم نازل ہوا وہ اپنی زبان پر ناز کرنے والی ایسی قوم تھی جو اپنے علاوہ دوسروں کو عجمی (گونگا) کہتی تھی کون نہیں جانتا کہ اہلِ عرب اپنی نثر و نظم کے ذریعے سرد جذبات کو گرم کر دیتے تھے بخیلوں سے دولت کی بارش کراتے، عیب داروں کو بے عیب ثابت کر دیتے اور گمناموں کو شہرت کی بلندیوں تک پہنچا دیتے تھے لیکن جب نبی کریم علیہ السلام نے انکو قرآن پڑھ کر سنایا تو ان کی زبانیں بند اور عقلیں دنگ ہو گئیں انہوں نے قرآن کو کلام الٰہی ماننے سے انکار کیا اور حضور علیہ السلام پر الزام لگایا کہ یہ اپنی طرف سے عبارت بنا کر سناتے ہیں لیکن جب ان کو چیلنج کیا گیا کہ تم بھی ایسا ہی کلام پیش کر دو تو ان کا بس نہ چل سکا اور وہ مقابلہ نہ کر سکے۔ اسی طرح قرآن کریم میں جتنے مضامین اور علوم کو سمویا گیا ہے وہ بھی کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں۔

یعنی اگر کوئی دلیل نبوت چاہتا ہے تو حضور علیہ السلام کا سب سے عظیم معجزہ تو قرآن کریم ہی ہے اسی پر غور کر لیا جائے تو پھر کسی دوسرے

Marfat.com

معجزے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ اللہ کی یہ کتاب جن وجوہ سے معجزہ ہے انکا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ قرآن کریم میں جتنے علوم اور مضامین کو سمویا گیا ہے اس سے بھی اسکا معجزہ ہونا ظاہر ہے کسی بھی مصنف کے لئے دنیا بھر کے مضامین کو ایک کتاب میں جمع کرلینا ناممکن ہے اگر کوئی چند مضامین کو جمع کرنے کی کوشش کرتا بھی ہے تو کوئی مضمون بہت اچھا اور کوئی نامکمل ہوتا ہے لیکن قرآن کریم پر غور کیجئے اس میں واقعات بھی ہیں نصیحتیں بھی، حلال وحرام کا ذکر بھی ہے تو وعدہ و وعید بھی، ڈر بھی ہے خوشخبری بھی، اخلاق حسنہ کی ترغیب بھی ہے اور برائیوں سے بچنے کی تاکید بھی لیکن مجال نہیں کہ کہیں بھی فصاحت و بلاغت اور انداز بیان کا کوئی فرق ہو سکے اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ :۔ کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر یہ کسی اور کا کلام ہوتا سوائے اللہ کے تو اس میں بہت فرق پاتے (سورۃ نساء)

یعنی سوائے خدا کے کوئی ایسا کلام پیش کرنے پر قادر نہیں اگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام کسی اور سے سیکھا ہوتا تو اس کے مضامین سے ہی پتہ چل جاتا بس یہی ان کی نبوت کی دلیل کے لئے کافی ہے۔

۲۔ قرآن کریم کی عبارت میں جو حلاوت و شیرینی ہے وہ کسی انسان کے

Marfat.com

کلام میں نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ اسکو کتنی ہی بار پڑھا جائے طبیعت نہیں اکتاتی ایک نمازی ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھتا ہے لیکن کبھی کسی نے نہیں کہا کہ اس سورت کو پڑھنے کو اب دل نہیں چاہتا اس مقدس کلام کو کتنا ہی سنو کتنا ہی پڑھو ہر مرتبہ ایک نیا مزہ آتا ہے اس عظیم خوبی کا اعتراف کفار کو بھی تھا۔

ولید ابن عتبہ نے ایک موقع پر کہا "اللہ کی قسم اس کے کلام میں بڑی حلاوت ہے اس کے کلام کی جڑ مضبوط ہے اور اسکی فرع پھل ہے"۔

عتبہ ابن ربیعہ نے حضور علیہ السلام سے سورۂ حٰم سجدہ کی چند ابتدائی آیات سنیں تو کہا "قسم خدا کی میں نے ایسا کلام سنا کہ اسکی مثل کبھی نہیں سنا اللہ کی قسم وہ شعر نہیں، نہ جادو ہے نہ کہاوت ہے"۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت انیس نے قرآن کریم سن کر فرمایا "خدا کی قسم میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہوا ہے اسکا کلام کاہنوں کا سا نہیں اللہ کی قسم میں نے اس کے کلام کو شعر کی تمام قسموں کیساتھ مقابلہ کیا میں یا اور کوئی اس کلام کو شعر نہیں کہہ سکتا"۔

اس قسم کے بیشمار واقعات موجود ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن کی عبارت اور اسکی حلاوت نے غیروں کو بھی متاثر کیا اور انہوں نے اعتراف کیا کہ اس عبارت کا مقابلہ دنیا کا کوئی شاعر یا کاہن نہیں کرسکتا۔

۳ - قرآن کریم اس اعتبار سے بھی معجزہ ہے کہ اس میں ایسی پوشیدہ

Marfat.com

باتیں موجود ہیں جن کا بیان صرف اللہ ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے کوئی انسان اپنی تصنیف میں اسطرح غیب کی باتیں بیان نہیں کرسکتا قرآن کریم میں انبیاء سابقین علیہم السلام کے واقعات بھی موجود ہیں جبکہ گزشتہ کتابوں اور قرآن کریم کے نزول کے درمیان بہت طویل مدت موجود ہے اور جس زمانہ میں قرآن کریم نازل ہوا اس وقت کوئی آسمانی کتاب اپنی اصل حالت میں موجود نہ رہی تھی لیکن قرآن کریم نے ان تمام واقعات کو بالکل صحیح بیان کیا جیسے حضرت آدم وحوا، حضرت نوح اور ان کے طوفان کے واقعات حضرت ابراہیم وحضرت سارہ کا قصہ، حضرت اسحاق وحضرت لوط کے حالات حضرت مریم اور ان سے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا واقعہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات اسقدر اصل حالات میں بیان کئے گئے کہ انکا علم یہود و نصاریٰ کے علماء کو بھی کم ہی تھا۔ ماضی کے واقعات وحالات کے علاوہ قرآن کریم نے لوگوں کے دلوں میں چھپی ہوئی باتوں کو بھی بیان فرمایا اور مستقبل میں پیش آنیو لاے بیشمار واقعات کے متعلق پیشگوئیاں بھی کیں جن میں سے کچھ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں ہی پوری ہوئیں اور کچھ اپنے وقت پر پوری ہو رہی ہیں۔

۴۔ قرآن کریم کا اپنی اصل حالت میں قیامت تک موجود رہنا بھی ایک معجزہ ہے دنیا میں نہ جانے کیسی کیسی اہم کتابیں تصنیف ہوئیں اور ان کی کسقدر اشاعت ہوئی لیکن کچھ مدت بیت جانے پر وہ کتابیں کم ہوگئیں حتیٰ کہ پچھلی

Marfat.com

مانی کتابیں بھی اپنی اصل حالت میں نہ رہیں آج جو قوم بھی کسی پچھلی کتاب کو مانتی
ہے اسے خود یہ یقین نہیں کہ یہ وہی اصل کتاب ہے جس کو اسکا نبی لے کر
یا تھا لیکن الحمدللہ قرآن پڑھنے والوں کو یہ یقین کامل ہے کہ یہ وہی قرآن
ہے جو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور علیہ السلام کے پاس لے کر آئے اور
ں یقین کی اہم ترین وجہ یہ ہے کہ قرآن کی حفاظت امت ہی نے نہیں
بلکہ اسکا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ فرمایا گیا۔

انا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ۔ — بیشک ہم نے ہی قرآن کو اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں (سورۂ حجر)

جب قرآن کریم کو نازل فرمانے والا خود ہی اسکا محافظ ہے تو آج سو برس
زر جانے کے بعد بھی اسکے اصل ہونے میں کس طرح شبہہ کیا جا سکتا ہے
ور نہ ہی یہ گمان ہو سکتا ہے کہ قیامت تک کسی وقت بھی قرآن کریم میں کسی
سم کا ردوبدل یا تحریف ہو سکتی ہے اللہ نے اس کی حفاظت انسانوں سے بھی
وب کرائی ہر دور میں اس کی اشاعت اور اس کی تلاوت کا اہتمام ہوتا رہا
صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ہر دور میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے اپنے
سینوں میں اسکو محفوظ رکھا اور یہ سلسلہ اسی طرح قیامت تک جاری رہیگا۔

بہرحال قرآن کریم حضور علیہ السلام کا ایک عظیم معجزہ ہے جو آج تک
جاری اور باقی ہے آج بھی اگر امت مسلمہ سے کوئی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی نبوت کا ثبوت طلب کرے تو قرآن کریم کو بطور دلیل پورے اعتماد کیسا
پیش کیا جاسکتا ہے اور ایک دیانت دار متلاشی حق کے لئے اس دلیل پر غو
کرنے کے بعد اسلام کو قبول کر لینے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

معراج شریف نبی کریم علیہ السلام کا اپنے جسم مبارک کیساتھ مسج
حرام سے مسجد اقصیٰ پہنچکر انبیاء کرام علیہم السلام کی
جماعت کی امامت فرمانا وہاں سے آسمانوں پر تشریف لے جانا، جنت کی سی
کرنا، دوزخ کا معائنہ فرمانا، ہر آسمان پر نبیوں سے ملاقات کرنا، مقام قر
خاص پر پہنچ کر خدا کو بلا حجاب دیکھنا اور اسی رات اتنے وقت میں واپس
تشریف لے آنا کہ بستر کی حرارت بھی ختم نہ ہونے پائی تھی اس تمام واقعہ کو
معراج کہا جاتا ہے جس کا تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے اور اسکی تفصیلات
خود حضور علیہ السلام نے بیان فرمائیں اور جن کفار کے سامنے آپ نے اس عظی
واقعہ کو بیان فرمایا ان کی منہ مانگی دلیلوں سے اسکو ثابت بھی کیا مثلاً آپ
مسجد اقصیٰ کا پورا نقشہ بتایا، راستہ میں قافلوں سے ملاقات کا واقعہ بیان کی
اور مکہ میں انکے داخل ہونے کا وقت تک بتایا۔

ظاہر ہے یہ تمام باتیں کسی عام انسان کے بس کی نہیں یہ صرف حض
علیہ السلام ہی کا عظیم معجزہ ہے جو آپ کی نبوت و عظمت کو تسلیم کر لینے کے
لئے کافی ہے اس معجزے کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ یا اس کے مثل کوئی واق

Marfat.com

حضور علیہ السلام سے پہلے کسی نبی کیساتھ پیش نہ آیا حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ
السلام نے بلا حجاب رب کے دیدار کی آرزو کی تو ایک تجلیّ کی تاب نہ لا سکے
آپ پر بیہوشی طاری ہوگئی اور وہ پہاڑ جس پر رب نے تجلّی فرمائی خاکستر ہو کر
رہ گیا واقعہ معراج کا تذکرہ قرآن کریم میں اس طرح فرمایا گیا۔

۱۔ ترجمہ :۔ پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو رات کے تھوڑے حصہ میں
مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں
کہ ہم اسکو چند عجائبات اور نشانیاں دکھائیں بیشک اللہ ہی سننے والا دیکھنے
والا ہے (سورۂ بنی اسرائیل)

۲۔ ترجمہ :۔ پھر وہ قریب ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب کے درمیان
دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو کچھ بھی
وحی فرمائی دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ (سورۂ النجم)

۳۔ ترجمہ :۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی بیشک اس نے اپنے
رب کی بہت سی نشانیاں دیکھیں (سورۂ النجم)

ان آیات سے حضور السلام کا عظیم معجزہ معراج واضح ہے جس کو اہل
ایمان بلا تردد و حیرت تسلیم کرتے ہیں اگرچہ اس معجزے سے متعلق مسلمانوں
کے ذہنوں میں شک و شبہات پیدا کرنیکے کیلئے بیحد کوشش کی گئیں لیکن یہ
کوششیں ناکام رہیں مسلمانوں نے کبھی حضور علیہ السلام کے فضائل اور دلائل

Marfat.com

نبوت کے سلسلہ میں نہ کسی شک وشبہہ کو اپنے ذہنوں میں جگہ دی ہے ا
نہ قیامت تک ایسی گمراہی کو قبول کیا جا سکے گا۔

چاند پھٹنا

چاند کا دو ٹکڑے ہونا قیامت کے قریب ہونے کی ایک نشانی اور حضور علیہ السلام کا ایک معجزہ ہے جس کا ذکر
قرآن کریم میں موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ :۔ پس قریب ہوگئی قیامت اور پھٹ گیا چاند اور وہ (کف
دیکھتے ہیں کوئی نشانی تو ٹال دیتے ہیں یہ تو جادو ہے جو چلا آ رہا ہے اسور
قرآن کریم کی اس آیت میں قرب قیامت کا ذکر بھی ہے اور چاند پھٹ ج
کا بھی یعنی چاند پھٹ جانا قیامت قریب ہونیکی ایک نشانی ہے جو نبی کریم علیہ السلا
کے ذریعہ ظاہر ہوئی اور آپ کا معجزہ قرار پائی اس واقعہ کا ذکر بخاری شریف اور حدی
کی دوسری کتابوں میں موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

کفار مکہ نبی کریم علیہ السلام کو جادوگر خیال کرتے تھے انہوں نے ی
جان کر کہ جادو کا اثر آسمان پر نہیں ہوتا حضور علیہ السلام سے مطالبہ کیا ک
آپ اگر واقعی جادوگر نہیں اللہ کے نبی ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا
آپ نے خدا کی قدرت سے ایک شب بھرے مجمع کے سامنے انگلی کے
اشارے سے چودھویں کے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے۔ اسطر
کہ چاند کا ایک ٹکڑا مکہ کی ایک پہاڑی کی طرف اور دوسرا دوسری پہاڑی ک

Marfat.com

طرف چلا گیا اور پھر دونوں اپنی جگہ آکر ایک دوسرے سے مل گئے۔

حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے خود اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھا اور اسکو بیان کیا لیکن کفار مکہ جو حضور علیہ السلام کی نبوت کے انکار پر تلے ہوئے تھے اپنا مطلوبہ معجزہ دیکھنے کے باوجود بھی ایمان نہ لائے اور انہوں نے اس کو ایک بڑا جادو ہی قرار دیا یہ تو حضور علیہ السلام کا صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو تباہ نہ کیا ورنہ سنت الٰہی یہ ہے کہ اگر نبی امت کا مطلوبہ معجزہ پیش کر دے اور پھر بھی قوم ایمان نہ لائے تو اس قوم کو تباہ کر دیا جاتا ہے۔

اس معجزے کو صرف اہل مکہ نے ہی نہیں بلکہ ان تمام لوگوں نے دیکھا جنکی نظریں اس وقت چاند پر پڑیں چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اور کفار قریش نے دیکھے لیکن انہوں نے اسکو جادو قرار دیا پھر خود ہی فیصلہ کیا کہ صبح جو مسافر آئینگے ان سے پوچھا جائے گا دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں چنانچہ مسافر آئے اور کافروں کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ ہم نے چاند کو دو ٹکڑے دیکھا۔

سورج لوٹانا

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر غروب ہوتے ہوئے سورج کو لوٹا کر بھی اپنے معجزے

Marfat.com

کا مظاہرہ فرمایا جیسا کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔
ایک مرتبہ صہباء میں نبی کریم علیہ السلام پر وحی نازل ہو رہی تھی آپ اس وقت آرام فرما رہے تھے اور آپ کا سر مبارک حضرت علی رضی عنہ کی گود میں تھا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر نہ پڑھی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور حضور علیہ السلام نے نماز عصر پڑھ لی تھی آپ نے حضرت علی سے پوچھا کیا تم نے نماز عصر پڑھ لی انہوں نے عرض کیا "نہیں یارسول اللہ" اس پر آپ نے فرمایا اللہ تو جانتا ہے کہ علی تیری اور تیرے نبی کی اطاعت میں مصروف تھا تو اس کے لئے آفتاب کو واپس فرما دے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں حضور کا یہ دعا کرنا تھا میں نے دیکھا کہ سورج غروب ہو چکا تھا پھر میں نے دیکھا کہ غروب ہونے کے بعد سورج نکل آیا اور اسکی روشنی پہاڑوں اور زمین پر پھیل گئی اور حضرت علی نے نماز عصر ادا کی۔

مردے زندہ کرنا

حضور علیہ السلام کا ایک معجزہ مردوں کو زندہ کرنا بھی ہے جس کے متعدد واقعات موجود ہیں یہاں صرف ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے جس کو حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کعب ابن مالک کی روایت سے بیان کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے انہوں نے حضور علیہ السلام کے چہرۂ مبارک سے سخت بھوک کے آثار محسوس کئے فوراً گھر واپس

Marfat.com

لوٹے اور بیوی سے کہا کہ تم کھانے کا انتظام کرو میں نبی کریم علیہ السلام کو بلا کر لاتا ہوں حضرت جابر نے بکری کا ایک بچہّ ذبح کیا اور بیوی نے آٹا پیسا گوشت اور روٹی تیار ہوا تو حضرت جابر حضور کے دربار میں حاضر ہوئے اور اپنے گھر چل کر کھانا تناول فرمانے کی درخواست پیش کی نبی کریم علیہ السلام نے وہاں موجود تمام صحابہ کو دعوت دیدی جو سب ہی بھوکے تھے آپ پوری جماعت کیساتھ حضرت جابر کے گھر پہنچے اور صحابہ کی ایک ایک جماعت کو خود کھانا کھلاتے رہے اور آپ نے سب سے فرمایا کہ گوشت کی ہڈی نہ توڑی جائے سب کے بعد حضور علیہ السلام نے کھانا تناول فرمایا اور تمام ہڈیاں جمع فرماکر ان پر اپنا ہاتھ رکھا اور کچھ پڑھا اچانک ایک بکری کان جھاڑتی اٹھی حضرت جابر فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا لو جابر اپنی بکری لے جاؤ۔ میں یہ بکری اپنی بیوی کے پاس لے کر آیا اس نے پوچھا یہ بکری تو ہم نے ذبح کر دی تھی اب کہاں سے آئی میں نے سارا ماجرا سنایا جس کو سن کر میری بیوی نے کہا ”میں گواہی دیتی ہوں قسم خدا کی وہ اللہ کے نبی ہیں“

مُردوں کا زندہ ہونا تو حضور علیہ السلام کے واسطہ اور وسیلہ سے بھی ثابت ہے، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک نوجوان انصاری کا انتقال ہو گیا جن کی ماں بہت بوڑھی اور اندھی تھی جب اسکو اپنے بیٹے کی موت کی خبر ہوئی تو اس نے اسطرح دعا مانگی ”یا اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے

Marfat.com

بنی کی طرف اس امید پر ہجرت کی کہ تو ہر مشکل میں میری مدد فرمائے گا خداوند اپنے نبی کے صدقہ میں تو مجھے اس مصیبت کی تکلیف سے محفوظ فرمائے، حضرت انس فرماتے ہیں ہم وہیں بیٹھے تھے کہ اس جوان نے اپنے چہرے پر سے کپڑا اٹھا دیا باتیں کرنے لگا اور ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔

مریضوں کو شفا

حضرت فدیک ابن عمر السلامانی کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئی تھیں وہ بہت کم دیکھ سکتے تھے حضور علیہ السلام نے دم فرمایا وہ ایسے تیز نظر ہوئے کہ اسی ۸۰ برس کی عمر میں سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے۔

حضرت معاذ بن عفراء کی بیوی کو برص کی بیماری تھی وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ نے اپنا عصا مبارک ان کے بدن پر پھیر دیا اسی وقت مرض جاتا رہا۔

حضرت جرید الٹے ہاتھ سے کھانا کھایا کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوکا اور فرمایا سیدھے ہاتھ سے کھایا کرو جرید نے عرض کی یا رسول میرے سیدھے ہاتھ میں تکلیف ہے جس کے سبب کھایا نہیں جاتا حضور نے اس ہاتھ پر دم فرمایا جس سے فوراً تکلیف دور ہو گئی۔

اس قسم کے اور بیشمار واقعات ہیں جن سے حضور علیہ السلام کا یہ معجزہ ثابت ہے کہ آپ پیدائشی اور پرانے مریض کو شفا عطا فرما دیتے تھے۔

Marfat.com

کھانے میں برکت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک دن لوگوں کو سخت بھوک لگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم علیہ السلام سے گزارش کی کہ آپ لوگوں کو حکم دیں کہ جن کے پاس جو کچھ بچا ہوا کھانا ہے وہ ایک جگہ جمع کر دیں پھر آپ اس میں دعائے برکت فرما دیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا کوئی مٹھی بھر چنے لایا، کوئی تھوڑے سے چھوارے تو کوئی روٹی کا ٹکڑا کسی نے ستو پیش کئے کسی نے کھجوریں، سب چیزیں اتنی کم تھیں کہ کسی کے لئے بھی کافی نہ ہوسکتی تھیں

نبی کریم علیہ السلام نے سب کو ایک جگہ جمع فرما کر برکت کی دعا کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اب کھانا اتنی مقدار میں تھا کہ لوگوں نے اپنے برتن بھر لئے خوب کھایا اور بچ گیا اس موقع پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں پس ان دونوں شہادتوں پر شک نہ کرنے والا بندہ ہرگز بہشت سے نہ روکا جائیگا۔"

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ احد میں میرے والد شہید ہوگئے انہوں نے چھ لڑکیاں اور بہت قرضہ چھوڑا میرا ایک باغ تھا جب اسکی کھجوریں تیار ہوئیں تو میں نے حضور علیہ السلام

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی پریشانی بیان کی اور دعائے برکت کی درخواست پیش کی آپ نے فرمایا کھجوریں توڑ کر ہر قسم کی کھجوروں کی ڈھیری الگ الگ بنا دو اور مجھے بلا لینا میں نے ایسا ہی کیا جب آپ تشریف لائے تو قرض خواہ میرے گرد جمع تھے کھجوریں کم اور انکا مطالبہ زیادہ تھا جس کے لئے وہ مجھ پر سختی کر رہے تھے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈھیر کے گرد تین بار پھرے پھر خود بیٹھ گئے اور قرض خواہوں کو انکے مطالبہ کے مطابق ناپ ناپ کر کھجوریں دیتے رہے حضرت جابر فرماتے ہیں میں چاہتا تھا کہ میرے لئے کچھ باقی نہ رہے لیکن قرض سے نجات مل جائے قسم خدا کی حضور علیہ السلام تمام قرض خواہوں کو کھجوریں دے چکے وہ چلے گئے لیکن اس ڈھیر سے ایک دانہ کھجور بھی کم نہ ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے دودھ میں برکت اور جابر رضی اللہ عنہ کے مکان پر دعوت میں تھوڑے سے کھانے سے صحابہ کی پوری جماعت کا سیر ہو جانا یہ واقعات مشہور ہیں ان کے علاوہ اور متعدد واقعات سے حضور علیہ السلام کا یہ معجزہ ثابت ہے صرف اتنا ہی نہیں بلکہ آج بھی اہل محبّت اور اہل ایمان کو نبی کریم علیہ السلام کے اس معجزہ سے فیض حاصل ہوتا ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے میں اپنا واقعہ تحریر فرمایا کہ۔

ایک دن صفا و مروہ کے درمیان بازار سے گزر رہا تھا میں نے ایک

Marfat.com

سبزی فروش کو دیکھا کہ وہ سبزی پر پانی چھڑک رہا ہے اور کہتا جا رہا ہے۔

یَا بَرْکَۃَ النَّبِیِّ تَعَالْ وَانْزِلِیْ ثُمَّ لَا تَرْتَحِلِیْ۔ اے نبی کی برکت آ۔ میرے مکان پر نازل ہو اور پھر واپس نہ جا۔

قبولیت دُعا

نبی کریم علیہ السلام کی کوئی دعا رد نہ ہوتی تھی آپ کی دعاؤں کا قبول ہونا بھی آپ کا معجزہ ہے جیسا کہ ان چند واقعات سے ظاہر ہے۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی ماں نے حضور علیہ السلام سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ انس آپ کا خادم ہے آپ اسکے حق میں دعائے خیر فرمادیں آپ نے درخواست قبول فرماتے ہوئے انس کے لئے اسطرح دعا کی "یا اللہ تو انس کا مال واولاد زیادہ کر اور جو تو نے اسے نعمت دی ہے اس میں برکت دے"۔ ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا "کہ اللہ تو اسکی عمر زیادہ کر اور جنّت میں میرا رفیق بنا"۔ یہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے باغ میں سال میں دو مرتبہ کھجوریں اترتی تھیں ایک کم سو برس عمر پائی اور اولاد سو سے زیادہ ہوئی اخیر عمر میں فرماتے تھے مجھے یقین ہے کہ میں جنّت میں بھی حضور علیہ السلام کا رفیق بنونگا۔

جنگ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے آگے بیٹھے تیر چلا رہے تھے اور عرض کر رہے تھے یا اللہ یہ تیر تیری ہی اطاعت

Marfat.com

میں ہے تو اس سے دشمن کو ہلاک کر حضور علیہ السلام نے سنا تو دعا فرمائی۔ یا اللہ تو اسکا نشانہ درست فرما اور اس کی دعا قبول کر۔" اس دعا سے حضرت سعد ہمیشہ کے لئے مستجاب الدعوات ہو گئے آپ جو دعا کرتے وہ قبول ہوتی اور آپ کا نشانہ ایسا درست ہوا کہ تیر کبھی خطا نہیں کرتا تھا۔

حضرت نابغہ بنی جعدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو ایک شعر سنایا جو آپ کو بہت پسند آیا اس موقع پر آپ نے میرے لئے دعا فرمائی "اللہ تیرا دانت نہ گرائے۔" حضرت نابغہ کی عمر سو سال سے زیادہ کی ہوئی مگر کوئی دانت نہ گرا۔

حضرت ثابت ابن زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا ایک پاؤں چھوٹا ہے زمین پر نہیں لگتا حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی وہ پاؤں ٹھیک ہو گیا اور دوسرے پاؤں کے برابر زمین پر لگنے لگا۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ قحط پڑا۔ جمعہ کے دن حضور علیہ السلام ممبر پر خطبہ دیتے تھے کہ اسی دوران ایک دیہاتی نے عرض کی "یا رسول ہمارے مال ہلاک ہو گئے اور بال بچے بھوکے مر رہے ہیں آپ ہمارے لئے دعا فرمادیں۔" یہ سن کر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے حضرت انس فرماتے ہیں "خدا کی قسم آپ کے ہاتھ اٹھاتے ہی پہاڑوں کی طرح بادل آیا اور آپ کے ممبر سے اترنے سے پہلے بارش ہو گئی میں نے دیکھا کہ پانی

Marfat.com

آپ کی ریش مبارک سے ٹپک رہا ہے اسطرح پورے ایک ہفتہ بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ جمعہ آگیا اور آپ خطبہ دینے کے لئے ممبر پر رونق افروز ہوئے کہ وہی دیہاتی حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا "یارسول اللہ ہمارے مکانات گر گئے۔" آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی "یا اللہ ہمارے اردگرد پانی برسا اور ہمارے مکانات سے دور رکھ۔" پس آپ جس طرف اشارہ فرماتے بادل دور ہو جاتا یہاں تک کہ مدینہ کے اردگرد ایک ماہ تک بارش ہوتی رہی جو آتا وہ شدید بارش کی خبر لاتا لیکن مدینہ بالکل صاف تھا۔

جانوروں کا مطیع ہونا

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی حضور علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ میرا ایک اونٹ ہے جو سرکش ہو گیا ہے اپنی پیٹھ پر پانی نہیں اٹھاتا ہماری کھجوریں اور کھیتی سوکھتی جارہی ہے۔" آپ دربار میں حاضر صحابہ کے ہمراہ اس باغ میں تشریف لے گئے جہاں وہ اونٹ تھا آپ نے دیکھا کہ اونٹ ایک کونہ میں بیٹھا ہے آپ اسکی طرف بڑھنے لگے صحابہ نے عرض کیا "یارسول اللہ آپ تشریف نہ لے جائیں یہ اونٹ کاٹنے والے کُتّے کی طرح ہو گیا ہے ہمیں ڈر ہے کہ کہیں آپ کو تکلیف نہ پہنچائے۔" آپ نے فرمایا مجھے اس سے کچھ ڈر نہیں آپ آگے تشریف لے گئے جب اونٹ نے آپ کو دیکھا تو وہ آپ کی طرف بڑھا صحابہ گھبرائے لیکن اونٹ آپ کے

Marfat.com

سامنے آکر سجدے کی حالت میں گر پڑا آپ نے پیشانی پر سے اس کے بال پکڑے اور اس کے مالک سے کہا اب اس سے کام لو وہ اونٹ اس قدر مطیع ہوا کہ اس سے پہلے کبھی اتنا مطیع نہ تھا۔

حضرت حمزہ ابن سعد نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام ایک جنازے میں ہمارے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے راستے میں ایک بھیڑیا پاؤں پھیلائے بیٹھا تھا حضور علیہ السلام نے صحابہ سے فرمایا "یہ تم سے اپنا حصہ طلب کرتا ہے اس لئے کچھ مقرر کرو"۔ صحابہ نے عرض کیا "یارسول کیا مقرر کیا جائے"۔ آپ نے فرمایا "ہر اونٹ پر ہر سال ایک بکری"۔ صحابہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ یہ تو بہت ہے"۔ حضور علیہ السلام نے بھیڑیے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "یہاں سے جلد چلا جا"۔ بھیڑیا یہ سنکر فوراً چلا گیا۔

حضور علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک کشتی پر سوار ہوا اتفاق سے وہ ٹوٹ گئی میں ایک تختہ پر بیٹھ کر خشکی تک پہنچا میں کسی راستہ کی تلاش میں تھا کہ اچانک ایک شیر میرے سامنے آگیا میں گھبرایا اور پھر ہمت کر کے میں نے کہا "اے شیر میں حضور علیہ السلام کا آزاد کردہ غلام سفینہ ہوں"۔ یہ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا میرے قریب آگیا وہ میرے آگے آگے چلتا رہا اور میں اسکے پیچھے پیچھے یہاں تک کہ اس نے مجھے راستہ پر ڈال دیا اور خود چلا گیا۔

Marfat.com

درختوں کا مطیع ہونا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میری طرف وحی بھیجی گئی تو جس پتھر اور درخت کے قریب سے میں گزرتا تھا وہ کہتا تھا "السلام علیک یا رسول اللہ"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک سفر میں ہم حضور علیہ السلام کے ہمراہ تھے کہ ایک دیہاتی عرب آپ کے سامنے آیا آپ نے اس سے فرمایا "کیا تو خدا کی وحدانیت اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی گواہی دیتا ہے؟" اس نے کہا "آپ جو کچھ فرماتے ہیں اس پر کون گواہی دیتا ہے؟" آپ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "یہ درخت" پھر آپ نے اسے بلایا حالانکہ وہ درخت آپ سے دور تھا وہ زمین چیرتا ہوا سامنے آگیا آپ نے تین مرتبہ اسے شہادت طلب کی اس نے تین مرتبہ شہادت دی پھر آپ نے اشارہ فرمایا تو وہ درخت اپنی جگہ واپس ہو گیا دیہاتی یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے ہمراہ سیر کر رہے تھے ہم سب ایک فراخ وادی میں تھے کہ حضور علیہ السلام قضائے حاجت کے لئے ہم سے علیحدہ تشریف لے گئے وادی میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے آپ اوٹ کر لیتے آپ نے سامنے دو درخت دیکھے آپ

Marfat.com

ایک کے قریب تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اللہ کے حکم سے تو میری فرمانبرداری کر پھر آپ دوسرے درخت کے قریب تشریف لے گئے اسکی شاخ پکڑ کر فرمایا "اللہ کے حکم سے تم دونوں مل جاؤ" حضرت جابر فرماتے ہیں ہم نے دیکھا کہ وہ دونوں درخت مل گئے آپ نے قضائے حاجت کی اور آپ واپس تشریف لا رہے تھے کہ دونوں درخت علیحدہ ہو کر اپنی اپنی جگہ پہنچ گئے۔

پتھّروں کا مطیع ہونا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ مکّہ سے باہر تھا میں نے سنا کہ جو درخت یا پہاڑ آپ کے سامنے پڑتا وہ کہتا تھا "السلام علیک یارسول اللہ"

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام احد پہاڑ پر تشریف لے گئے آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر عمر اور عثمان (رضی اللہ عنہم) تھے پہاڑ ہلا آپ نے اپنا پیر مارتے ہوتے فرمایا" اے اُحد اپنی جگہ ٹھہرا رہ کیونکہ تجھ پر نبی، صدیق اور شہید ہیں" پس پہاڑ کی حرکت بند ہو گئی۔

حضرت ابو اُسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کل تم اور تمہارے بیٹے اپنے گھر سے کہیں نہ جائیں جب تک کہ میں نہ آجاؤں مجھے تم سے ایک کام ہے دوسرے دن آپ ان کے گھر تشریف لے گئے آپ نے سب کو ایک جگہ، بٹھایا اور اپنی چادر

Marfat.com

ان پر ڈال دی اور اسطرح دعا فرمائی "اے اللہ یہ میرا چچا اور میرے باپ کا بھائی ہے اور یہ میرے اہل بیت ہیں اے پروردگار تو ان کو قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے اسی طرح چھپا لینا جسطرح آج میں نے انکو اپنی چادر میں چھپایا ہے۔" حضور کی اس دعا پر گھر کے درو دیوار سے آمین کی آواز آئی۔

اسطرح اگر حضور علیہ السلام کے تمام معجزات کا تفصیلی بیان کیا جائے تو یہ مضمون بہت طویل ہو جائیگا۔ بہرحال یہ چند معجزات بھی آپ کی عظمت کا اعتراف کرنے کیلئے کافی ہیں مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کے کمالات کا مطالعہ کر کے اپنے دلوں کو انکی محبت سے گرمانا اور دنیا و آخرت کی کامیابی کے لئے انکی اتباع کو اختیار کرنا چاہیئے اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

اُمت پر رسُول کے حقوق

ہر شخص پر اس کے والدین، اُستاد، حاکم، پیر اور تمام بڑوں اور بزرگوں کے کچھ حقوق ہیں جن کو ادا کرنا اُس شخص کے لئے باعثِ عزت و سکون بھی ہے اور اُخروی نجات کا ذریعہ بھی، اس لئے اسلام نے حقوق العباد کی ادائیگی کی بے حد تاکید فرمائی ہے۔ اسی طرح ہر امت پر اپنے نبی کے بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں۔ اور نبی کریم سرورِ کائنات احمدِ مجتبیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق اپنی امت پر سب سے زیادہ ہیں کیونکہ آپ کے احسانات بھی اُمت پر بے حد و بے شمار ہیں۔ آپ نے ڈوبتی اِنسانیت کو سہارا دیا۔ سرداروں اور سرمایہ داروں سے غریبوں کو نجات دلائی۔ ظالموں سے مظلوموں کا حق دلایا، یتیموں، غریبوں اور بے سہارا مخلوق کا صاحبِ استطاعت اور اہلِ ثروت کو سہارا بنایا۔ عورتوں کو مردوں کے جبر و استبداد سے نجات دلائی اور مردوں پر ان کے حقوق کا تعین کیا۔ ایک ایسا نظامِ حیات عطا فرمایا جو قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے کافی اور ذریعہ فلاح بہبود ہے۔ آپ نے احکامِ الٰہی پر عمل کر کے اُمتِ مسلمہ کے لئے ایک ایسا بہترین

Marfat.com

نمونہ پیش کیا جس کو اپنانے والوں کے لئے رضائے الٰہی کا حصول سہل اور دنیوی زندگی میں سکون و اطمینان اور آخرت میں نجات یقینی ہوگئی۔ آپ نے اُمتِ مسلمہ کی سیاسی، معاشی، اقتصادی غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں مکمل رہنمائی فرمائی۔ آپ نے دنیا کو عدل و انصاف، ہمدردی اور محبت و مساوات کا پیغام پہنچایا، آپ نے حاکم و محکوم، بادشاہ و رعایا، عدلیہ و انتظامیہ اور چھوٹوں بڑوں کے باہمی رشتے واضح اور ان کے حقوق متعین فرمائے۔ آپ نے تہذیب و تمدن کا اعلیٰ معیار قائم کیا۔ آپ نے انسانوں کو ہمدردی اور محبت کا درس دیا۔ آپ نے غرور و تکبر کے بتوں کو مسمار کیا۔ آپ نے رنگ و نسل اور زبان کے امتیازات کو مٹایا۔ آپ نے پتھر کھا کر کانٹوں کو برداشت کرکے، غزوات کی صعوبتوں کو جھیل کر اور دشمنوں کی سازشوں کا مقابلہ کرکے اسلام کی بنیادوں کو مستحکم کیا۔ آپ نے راتوں کو جاگ کر، دن کے روزے رکھ کر اُمّت کے لئے طلب مغفرت کی۔ اور خدا کے یہاں گنہگاروں کی شفاعت کا حق حاصل کیا۔ آپ نے حصولِ جنت اور دوزخ سے بچنے کے طریقے بتائے۔ آپ ہی کی وجہ سے اس اُمت کو بہترین اُمت ہونے کا شرف ملا۔ آپ کی وجہ سے قیامت تک عالمگیر عذابِ الٰہی سے انسانوں کو نجات نصیب ہوئی۔ آپ ہی کے ذریعہ اُمت کو خدا کی آخری کتاب قرآن کریم ملی جو بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنی۔ غرضیکہ اُمت پر نبی کریم علیہ السلام کے بیشمار

Marfat.com

احسانات ہیں۔ اور ہر ایک کا حق اس کے احسان ہی کے مطابق مقرر ہے اولاد پر
ماں باپ کے حقوق تمام رشتہ داروں کی بہ نسبت اسی لئے تو زیادہ ہیں۔ کہ ان کے
احسانات بھی سب سے زیادہ ہیں اور والدین ـــــــ ہی کی وجہ سے تمام رشتے
قائم ہوتے ہیں۔ پس اسی طرح حضور علیہ السلام کے حقوق اُمت پر سب سے زیادہ
ہیں اور جس سے بھی جو تعلق پیدا ہوا ہے اس کا دراصل ذریعہ محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہی تو ہیں۔ اُمت کی انفرادی و اجتماعی کامیابی و کامرانی آپ کے
حقوق کی ادائیگی پر موقوف ہے۔ جس دور میں اُمت نے ان حقوق کو ادا کیا
اللہ نے عزت بھی دی۔ اور سکون و اطمینان کی زندگی بھی اور جب اُمت نے
حقوقِ رسول کی ادائیگی سے غفلت برتی تو خدا کی طرف سے ذلت و خواری مسلّط
ہوئی۔ نبی کریم علیہ السلام کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ قرآن کریم کی مندرجہ
ذیل آیات، چند احادیث اور واقعات سے ہو سکتا ہے اور یہ بھی معلوم کیا
جا سکتا ہے کہ ہمارے اسلاف نے کس قدر احتیاط اور اہتمام کے ساتھ ان حقوق کو ادا کیا

ترجمہ و مفہوم آیات

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان
نہ لایا پس ہم نے کافروں کے لئے آگ تیار
کر رکھی ہے (سورۂ فتح)

ایمان کو ذریعہ نجات سمجھنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ صرف خدا
پر ایمان کو ہی ذریعہ نجات نہ سمجھ بیٹھیں بلکہ انہیں خدا کے رسول کا یہ حق ادا کرنا

Marfat.com

ہوگا کہ وہ رسول پر بھی ایمان لائیں۔ وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت ان کے آخری نبی ہونے اور خدا کی طرف سے ان کو ملے ہوئے تمام کمالات کا یقین کریں اور قلب و زبان سے ان کو اسی طرح تسلیم کریں جس طرح وہ خدا کی وحدانیت کو مانتے ہیں۔ اسی لئے کلمۂ طیبہ میں لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد الرسول اللہ پڑھنا لازمی ہے۔ خدا پر ایمان نہ رکھنے والا رسول سے وابستگی میں جھوٹا ہے۔ اور رسول کا منکر دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا لازم و ملزوم ہے۔ اور جس نے ایسا نہ کیا۔ رسول کے اس حق کو تلف کیا وہ خود کو کتنا ہی مسلمان کہتا رہے لیکن وہ کافروں میں شمار ہوگا۔ اور اس کے لئے وہی نار جہنم ہے جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

۲۔ اور جو کچھ رسول تمہیں دے دے اس کو لے لو اور جس سے وہ تمکو منع فرمائیں اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو تحقیق اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے۔ (سورہ حشر)۔

رسول کا یہ حق ہے کہ امتی ان پر مکمل اعتماد کریں اور یہ یقین کریں کہ صرف رسول ہی ان کی دنیوی و اخروی کامیابی و کامرانی کا ضامن ہے اور رسول کی بتائی ہوئی ہر بات پر عمل ذریعۂ عزت و عظمت ہے اور امتی تباہی و بربادی سے اسی وقت محفوظ رہ سکتے ہیں۔ جبکہ وہ ہر اعتبار سے رسول کو اہمیت اور فوقیت دیں۔ یہاں تک کہ وہ رسول کی کسی بات پر تامل تک نہ کریں اور جو رسول کرنے کا

Marfat.com

حکم دے اس کو کریں اور جن باتوں سے رسول بچنے کا حکم دے ان سے وہ بچیں۔ یہی مسلمانوں کے لئے مناسب ہے۔ اگر کسی نے رسول کے اس حق کو تسلیم نہ کیا تو اس کے لئے عذاب الٰہی مقرر ہے اور خدا کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے (اللہ محفوظ رکھے)

۳۔ تم فرماؤ کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر (آل عمران)

مسلمان ہونے کے لئے صرف اللہ کی اطاعت کافی نہیں بلکہ حق تو یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت ممکن ہی نہیں جبتک کہ رسول کی اطاعت نہ ہو پس ہر امتی پر یہ رسول کا حق ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت بھی کرے۔ وہ جن احکام کی بھی پابندی کرے یہ تصوّر رکھے کہ میں اللہ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ نے اسی طرح کرنے کا حکم دیا ہے۔ نماز ہو روزہ ہو یا زکوٰۃ یا حج حقوق اللہ کی ادائیگی کا معاملہ ہو یا حقوق العباد کی ادائیگی حتیٰ کہ شریعت کی ہر بات پر عمل مسلمان صرف اس لئے کرتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تصوّر جس قدر مضبوط ہو گا۔ اتنا ہی نبی کا حق ادا ہو گا۔ اور جس نے اس تصوّر کو چھوڑا اور یہ خیال کر بیٹھا کہ رسول سے میرا صرف اتنا تعلق ہے کہ انہوں نے باتیں بتا دیں اب میرا معاملہ رسول کے بغیر براہ راست خدا سے ہو گیا۔ تو یہ شخص گمراہ ہو گیا۔ اور خدا ایسے لوگوں کو ہرگز پسند نہیں فرماتا

۴۔ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمکو

Marfat.com

دوست بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

(سورہ العمران)

اتباع و پیروی بھی رسول کا حق ہے اور یہ حق اتنا اہم ہے کہ خدا سے کسی کا دعوئے محبت اس وقت تک تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک وہ رسول کی پیروی کرے کیونکہ خدا کا نام لینے والے ہر بندے نے خدا کے وجود کا علم رسول ہی سے حاصل کیا ہے اب خدا کے یہاں کس طرح کسی ایسے شخص کی محبت قابلِ قبول ہو سکتی ہے جو رسول کا واسطہ چھوڑ کر خدا تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرے پس جو کوئی خدا سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ رسول کی اتباع پیروی اختیار کرے اور جو رسول کا یہ حق ادا کریگا اس پر خدا کا یہ انعام ہوگا کہ خدا اس سے محبت کرنے لگے گا۔ اور اس کے تمام گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ بلاشبہ رسول کا حق ادا کرنے والوں کے لئے یہ خدا کا عظیم انعام اور اچھا بدلہ ہے۔

۵۔ بیشک تمہارے لئے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے اس شخص کے لئے جو اللہ سے اپنے عمل کی جزا اور آخرت میں بھلائی کی توقع رکھتا ہے اور جس نے اللہ کو یاد رکھا۔ (سورۂ احزاب)

یہ امت مسلمہ کی خوش نصیبی ہے کہ اللہ نے ایسا رسول عطا فرمایا جس کا عمل اور قول مرضی الہٰی کے عین مطابق ہے۔ انہوں نے جو کہا وہ کر کے دکھایا اور اس طرح اُمت کے لئے شریعت کو اپنانا اور احکامِ الہٰی پر عمل کرنا سہل ہوگیا

Marfat.com

پس ایسے عظیم رسول کا یہ حق ہے کہ اُمتی اس کو اپنی زندگی کے لئے نمونہ بنایئں ان کی زندگی ایسی کامل اور مکمل ہے کہ ہماری زندگی صرف ان ہی سے وابستہ ہو کر کمال تک پہنچ سکتی ہے۔ پس جو شخص بھی اللہ سے اپنے اعمال کی بہترین جزا چاہتا ہے۔ آخرت میں بلند مقام کا خواہاں ہے اور اس کا دل خدا کی یاد سے آباد ہے اسے رسول کا یہ حق ادا کرنا چاہیے اور اس راہ سے بھٹکنے والا ہرگز کامیابی کی منزل کو نہیں پا سکتا۔

۶۔ نبی مومنین کے لئے ان کی جانوں سے قریب تر ہیں اور نبی کی بیویاں ان کی مایئں ہیں۔ (سورۃ احزاب)

اُمتی کا نبی سے زیادہ کوئی ہمدرد نہیں ہو سکتا۔ وہ اس دنیا میں رہے تو اُمت کی فلاح و بہبود کے لئے مصائب و آلام برداشت کرتے اور خدا سے اُمت کے لئے دُعا کرتے رہے اور اس دنیا سے ظاہری پردہ فرما جانیکے باوجود بھی وہ اُمت کے حال پر نظر رکھتے ہیں۔ اُمتیوں کے اچھے اعمال سے خوش ہوتے اور ان کی برائیاں آپ کو دُکھ پہنچاتی ہیں۔ پس اُمتیوں کو چاہیئے کہ وہ اپنا ماضی، مستقبل اور حال صرف نبی سے ہی وابستہ کریں۔ کیونکہ کامیابی کا یہ ذریعہ بالکل اسی طرح قابلِ اعتماد ہے۔ جس طرح ایک بیٹے کے لئے اس کے صالح باپ کا ذریعہ ہوتا ہے۔ نبی کا اپنی اُمت سے ظاہری اور مادی باپ سے کہیں زیادہ مضبوط اور مستحکم رشتہ ہے اسی لئے تو نبی کی بیویاں اُمتیوں کی ماں قرار دی گئی ہیں۔ ہر اُمتی کو اس مقدس رشتے

Marfat.com

کا خیال رکھتے ہوئے نبی کا حق ادا کرنا چاہیئے۔ جس نے نبی کے حقوق ادا کیئے وہ نبی کا ہی ہوجاتا ہے۔ اور جو نبی کا ہوگیا اس کا خدا ہوجاتا ہے۔ اور جس کا خدا ہوگیا ساری خدائی پر اس کی عظمت و عزت، رُعب و دبدبہ غالب آجاتا ہے۔ مخلوق خدا اسکی محتاج ہوجاتی ہے اور اس کے احکام کی پابند ہوجاتی ہے۔ ایسے خوش نصیب افراد پر نہ کوئی خوف طاری ہوسکتا ہے اور نہ انہیں آخرت کے انجام کا غم رہتا ہے۔

۷۔ فرمادیجیئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا قبیلہ اور کنبہ اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کا نقصان ہونے سے تم ڈرتے رہتے ہو اور گھر جو تم پسند کرتے ہو تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیارے ہوں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (سورہ توبہ)

رسُول کا امتی پر یہ بھی حق ہے کہ ہر معاملہ میں اُمتی رسول کے احکام کو کو فوقیت دیں، والدین، اولاد، رشتہ داروں، مال و دولت و تجارت و جائیداد ہر چیز سے محبت کی اجازت دی گئی ہے لیکن اس کی ایک حد ہے اور وہ یہ کہ اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری سے روکے تو اس کی محبت کو اللہ اور اس کے رسولؐ پر قربان کرنا

Marfat.com

ہو گا۔ اس لئے وہ اولاد اور رشتے دار ملنے جلنے کے قابل نہیں جو بدعقیدہ یا بدکردار ہوں وہ مال و دولت استعمال کے لائق نہیں جو سُود، رشوت، چوری یا کسی بھی ناجائز اور غیر قانونی ذریعہ سے حاصل کیا گیا ہو اور ایسی تجارت کرنیکی بالکل اجازت نہیں جو حرام چیزوں کی ہو، جیسے شراب، خنزیر وغیرہ چاہے ایسی تجارت میں کتنا ہی فائدہ ہو اور ایسی جائداد سے فائدہ حاصل کرنے کی اجازت نہیں جو حرام مال سے یا کسی کا حق مار کر بنائی گئی ہو۔ ان تمام چیزوں کو اللہ اور رسول کے احکام کے مطابق چھوڑنا ہو گا۔ رسول کا یہ حق اس قدر اہم ہے کہ اگر کسی نے اس سے غفلت اختیار کی۔ اس طرح کہ وہ احکام رسول کی پروا کئے بغیر دنیا کی ان چیزوں میں الجھ گیا تو اس کو خدا کے عذاب کا انتظار کرنا چاہیے اس حق تلفی پر مطمئن نہ ہو یا ایسا شخص دنیا ہی میں عذاب الٰہی میں مبتلا ہو گا۔ ورنہ آخرت میں اس کو سزا ضرور بھگتنا ہو گی۔ بہرحال عذاب الٰہی اس کا مقدر ہو چکا ہے (اللہ محفوظ رکھے)۔

۸۔ ہم نے آپ کو احوال بتانے والا اور خوشخبری دینے والا ــــــ ڈرانے والا بنا کر بھیجا تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی تعظیم کرو۔ اور خدا کو صبح وشام پاکی کے ساتھ یاد کیا کرو (سورۂ فتح)

نبی کریم علیہ السلام نے ماضی کا حال بھی بتایا اور مستقبل کی خبریں بھی دیں، قبر وحشر کی باتیں بھی بتائیں اور آخرت میں ہونے والے واقعات کی

Marfat.com

بھی اطلاع دی۔ آپ نے مومنین کو جنت کی خوشخبری سنائی اور کافروں کو جہنم کی آگ سے ڈرایا۔ پس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے ساتھ اس رسولِ مکرم علیہ السلام کا اُمت پر یہ حق ہے۔ کہ وہ ان کی تعظیم کریں۔ ان کا احترام کریں اور تعظیم و احترام پورے کمال کے ساتھ ہو۔ جب اُمتی رسول کا یہ حق ادا کرتے ہوئے خدا کی پاکی بیان کریں گے۔ تو انہیں رب کی خوشنودی نصیب ہوگی رسول کی تعظیم و احترام نہ کرنے والا یا ان کو ایک عام انسان ہی کی طرح خیال کرنے والا کتنا ہی خدا کی عبادت کرے اور پاکی بیان کرے وہ قرب الٰہی کا بلند مقام ہرگز نہیں پاسکتا۔ اس حق کو اُمتی جس طرح چاہیں ادا کریں۔ لیکن قرآن کریم نے خاص طور پر چند آداب کا ذکر کیا ہے۔ جن کا خیال رکھنا کمال تعظیم و توقیر کے لئے ناگزیر ہے۔ ارشاد فرمایا گیا۔

اے ایمان والو! تم رسول کو راعنا مت کہو اور انظرنا کہو اور (رسول کی بات) بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (سورۃ بقرہ)

تم اپنے درمیان رسول کا پکارنا ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ ایک دوسرے کو پکارتے ہو (سورۃ نور)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ سنتا جانتا ہے اور اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو۔ اور ان کے دربار میں چیخ کر نہ بولو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے

Marfat.com

سامنے چلاتے رہتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال بیکار نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو بے شک جو لوگ رسول کے دربار میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں وہی ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے آزمالیا ہے۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ بیشک وہ جو آپ کو (اے رسول) حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ اور اگر وہ آپ کے باہر تشریف لانے تک صبر کر لیتے تو یہ اُن کے لئے بہتر تھا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ الحجرات)

تعظیم و توقیر کے یہ وہ طریقے ہیں۔ جن کا عام طور پر خیال نہیں رہتا مثلاً کسی کو ایسے الفاظ سے اپنی طرف متوجہ کرنا جو عام لوگوں کے لئے استعمال کئے گئے ہوں اہل عرب اس مقصد کے لئے راعنا کا لفظ استعمال کرتے تھے جس کی ممانعت فرما کر انظرنا سے رسول کو خطاب کرنے کا حکم دیا گیا۔ ان دونوں الفاظ میں اتنا ہی فرق ہے جتنا ہمارے یہاں سنو اور توجہ فرمائیے میں ہے۔ رسول کے لئے ایسے عام الفاظ کا استعمال، رسول سے عامیانہ اور بے تکلفانہ گفتگو، کسی بھی اعتبار سے رسول سے آگے بڑھنے کی کوشش، رسول کے دربار میں بلند آواز سے بولنا رسول کے سامنے چلا چلا کر باتیں کرنا ان کے حق و تعظیم و توقیر کے خلاف ہے اور جو شخص اس حق کو ملحوظ نہیں رکھے گا۔ اس کی نہایت احتیاط سے ادا کی ہوئی عبادتیں اور تمام نیکیاں ایسے برباد ہو سکتی ہیں کہ ان کو پتہ بھی نہ چلے گا۔ اسی طرح رسول کو اپنی ضرورت کے لئے پکار لینا نہایت ہی بے وقوفی کا عمل ہے

Marfat.com

ہاں جو لوگ ان آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے دربار رسالت ﷺ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں۔ اور رسول سے ملاقات کے لئے اپنے وقت کی قربانی دیتے اور صبر کیساتھ ان کے باہر تشریف لے آنے کے منتظر رہتے ہیں۔ وہ متقی ہیں۔ اللہ اُن کے گناہ معاف فرما دیتا ہے ان کو اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔

۹۔ تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی علیہ السلام پر درود بھیجتے رہتے ہیں ایمان والو تم ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو (سورۂ احزاب)

جس نبی مکرم علیہ السلام نے کسی حال میں اُمت کو فراموش نہ کیا۔ بلا شبہ وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ اُمت ہر وقت ہر حال میں اور ہر جگہ ان کو یاد رکھے وہ نبی تو دنیا سے ظاہری پردہ فرما جانے کے بعد بھی اُمّت سے غافل نہیں۔ ان کا حال تو یہ ہے کہ جب اُمت ان کی اتباع اور پیروی کرتی اور احکام الٰہی کی پابندی کرتی ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں اور جب اُمت کا کوئی گروہ فرد برائیوں یا گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو انہیں بہت ہی بار معلوم ہوتا اور دکھ پہنچتا ہے تو قیامت تک آنے والے اُمتیوں کو ان کی رضا حاصل کرنے اور ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کی غرض سے ان کا ذکر کرتے رہنا چاہیئے۔ اور ان کے ذکر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اُمت اُن کے دربار میں صلوٰۃ و سلام کا ہدیہ پیش کرتی رہے۔ جو کہ خدا اور اس کے فرشتوں کا بھی عمل ہے گویا اس عمل کو اختیار کرنے والے خدا اور اس کے فرشتوں کی سنت پر بھی

Marfat.com

کاربند ہو جاتے ہیں۔ خدا اپنے نبی پر ہر آن رحمتوں کا نزول فرماتا ہے اور فرشتے
ہر دم خدا کے دربار میں رسول کے لئے استدعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ پس
خوش نصیب ہیں وہ بندے اور اجر عظیم کے مستحق ہیں وہ اُمتی جو اپنے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نزولِ رحمت و برکت کی دُعائیں کرتے رہیں۔

بہرحال قرآن کریم کی ان آیات سے واضح ہے کہ اُمت پر حضور علیہ السلام
کے کچھ حقوق ہیں جن کا ادا کرنا اُمتیوں کے لئے لازم ہے۔ اور جن سے غفلت کر
والے احسان فراموش ہیں۔ جو کبھی اپنی منزل کو نہیں پا سکتے۔ یہاں جن حقوق
کا تذکرہ ہے وہ یہ ہیں۔

رسول کی اتباع و اطاعت، رسول سے محبت، رسول کی تعظیم و توقیر
رسول کے دربار میں درود و سلام پیش کرنا

اِن حقوق کی اہمیت کا اندازہ احادیث اور واقعات سے ہو سکتا
جو تفصیل کے ساتھ کتب میں موجود ہیں۔ ان میں چند یہاں پیش ہیں۔

رسُول کی اتباع و اطاعت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے
بیان کیا کہ ایک درزی نے حضور علیہ
السلام کی دعوت کی میں بھی آپ کے ساتھ گیا۔ صاحبِ خانہ نے جَو کی روٹی
اور شوربہ آپ کو پیش کیا۔ شوربے میں خشک کیا ہوا نمکین گوشت اور
لوکی تھی۔ میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ برتن کے کنارے سے انگلیوں

Marfat.com

ڈال کر لوکی کے ٹکڑے نکال لیتے اور تناول فرماتے اسی سے مجھے اندازہ ہوا کہ آپ کو لوکی بہت پسند ہے اسی دن سے مجھے کوئی کھانا پسند نہیں آتا جس میں لوکی شامل نہ ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم علیہ السلام کے وصال کے بعد اس لشکر کو روانہ کرنے کا حکم دیا جس کو حضور علیہ السلام نے خود تیار کیا تھا اور اس کا سالار حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرما دیا تھا۔ اس موقع پر کسی نے تجویز پیش کی کہ اسامہ نوجوان ہیں۔ مناسب ہو گا کہ کسی معمر تجربہ کار آدمی کو سالار لشکر مقرر کر دیا جائے۔ حضرت ابوبکر نے جواب دیا۔" ابوبکر کی یہ مجال کیسے ہو سکتی ہے کہ جس شخص کو اللہ کے رسول ﷺ نے سردار مقرر کیا ابوبکر اس کو معزول کر کے دوسرا سردار مقرر کر دے۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کا یہ واقعہ ہے کہ آپ نے اپنے وصال سے چند گھنٹے پہلے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے معلوم کیا کہ حضور علیہ السلام نے کس دن وفات پائی اور آپ کو کتنے کپڑوں میں دفن کیا گیا۔

اس سوال کی وجہ یہ تھی۔ کہ آپ جس طرح پوری زندگی حضور علیہ السلام کی پیروی کرتے رہے اسی طرح آپ کی یہ خواہش تھی کہ مرتے وقت کا آخری عمل بھی حضور ہی کے مطابق ہو۔ یہاں تک کہ مرنے کے بعد جب اللہ کے رسول صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم سے ملاقات ہو تو کفن کے کپڑے بھی اتنے ہی ہوں جتنے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنے ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طواف کرتے وقت حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا۔ "اے پتھر میں جانتا ہوں کہ تو نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نقصان میں تجھے صرف اس لئے بوسہ دیتا ہوں کہ میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ آپ نے اس کو خود نکال کر پھینک دیا اور فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کی انگاری اپنے ہاتھ میں ڈالے" مجلس سے حضور علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد لوگوں نے ان صحابی کو مشورہ دیا کہ اس انگوٹھی کو اٹھا لو فروخت کر کے اس کی رقم حاصل کر لینا۔ آپ نے فرمایا "خدا کی قسم جب اس کو اللہ کے نبی نے پھینک دیا تو اب میں اس کو ہرگز نہیں اٹھاؤں گا اور نہ ہی میں اس سے کوئی فائدہ حاصل کروں گا۔

حضرت عوف ابن الحارث نے حضور علیہ السلام سے پوچھا "یا رسول اللہ خدا کو اپنے بندے کی کونسی بات پسند ہے؟" حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ "جب وہ بے زرہ ہو اور اپنا ہاتھ دشمن کے خون میں ڈبو دے۔" حضرت عوف زرہ پہنے ہوئے تھے۔ حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد سنتے ہی آپ نے زرہ اتاری اور

Marfat.com

میدانِ جنگ میں کود پڑے اور اتنا جہاد فرمایا کہ بالآخر شہید ہو گئے۔"

حضرت کعب ابنِ مالک انصاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں تمام غزوات میں حضور علیہ السلام کے ساتھ شریک رہے لیکن سب سے آخری غزوے غزوہ تبوک میں کچھ تساہل ہو گیا۔ اور شریک نہ ہو سکے۔ نبی کریم علیہ السلام غزوے سے واپس تشریف لائے تو وہ تمام صحابہ حاضر دربار ہوئے جو غزوے میں شریک نہ تھے۔ حضور علیہ السلام نے سب سے عدم شرکت کی وجہ معلوم کی سب نے عذر پیش کئے جو مقبول ہوئے۔ حضرت کعب کو ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ آپ بھی کوئی عذر پیش کر دیں۔ لیکن آپ نے غلط بیانی سے گریز کیا۔ اور صفائی سے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ! بس تساہل کے سبب شریک نہ ہو سکا۔ معافی کا خواستگار ہوں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حکم خدا کا انتظار کرو۔ ساتھ ہی آپ نے یہ بھی اعلان فرما دیا کہ جب تک کعب کی غلطی معاف نہ ہو کوئی ان سے بات نہ کرے اب حضرت کعب کی یہ کیفیت تھی۔ کہ مسجد حاضر ہوتے ہی نماز سے فارغ ہو کر ایک کونے میں بیٹھ جاتے۔ نہ حضور علیہ السلام آپ پر توجہ فرماتے اور نہ ہی صحابہ میں سے کوئی آپ سے گفتگو کرتا۔ یہاں تک کہ آپ ایک دن اپنے چچا زاد بھائی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جو آپ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ لیکن آج ابوقتادہ نے بھی توجہ نہ کی! ایسی حالت میں چالیس دن گزر گئے۔ تو حضور علیہ السلام کا آپ کو پیغام ملا۔ کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دو۔ کعب کے لئے اگرچہ یہ ایک بڑی آزمائش

Marfat.com

تھی۔ لیکن آپ نے اس پیغام کو بھی اپنے لئے رحمت جانا اور معلوم کیا کہ کیا میں بیوی کو طلاق دے دوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا نہیں علیحدہ کردو حضرت کعب نے بیوی کو میکے روانہ کر دیا۔ پورے پچاس دن کے بعد حضور علیہ السلام نے صحابہ کو خبر دی کہ کعب کی توبہ قبول ہوگئی۔ حضرت کعب کے مکان کے قریب ایک ٹیلہ تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس ٹیلے پر کھڑے ہو کر آواز دی اور بتایا کہ تمہاری توبہ قبول ہوگئی۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور دوڑتے ہوئے حضور علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا۔ "کعب تمہاری زندگی میں آج تک ایسا مبارک دن نہیں آیا تمہیں خوشخبری ہو کہ تمہاری توبہ قبول ہوگئی۔"

حضرت کعب نے خوش ہو کر عرض کیا۔ "یا رسول اللہ اس خوشی کے موقع پر میں اپنا تمام مال صدقہ کرتا ہوں۔" حضور نے فرمایا۔ نہیں مال کا ایک حصہ صدقہ کر دو۔" حضرت کعب نے خیبر کا حصہ صدقہ کر دیا۔ اور کہا اللہ نے میری سچائی کے باعث مجھ پر یہ انعام فرمایا ہے۔ انشاء اللہ آخر دم تک میں سچائی کو نہ چھوڑوں گا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کا رنگ سیاہ تھا۔ شکل و صورت کے بھی اچھے نہ تھے۔ عام طور پر ان کو سعد الاسود کے نام سے پہچانا جاتا تھا۔ ایک دن انہوں نے حضور علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہو کر خواہش ظاہر کی۔ کہ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا عمرو بن

Marfat.com

وہب ثقفیؓ کے پاس جاؤ ان کی جوان لڑکی ہے۔ ہماری طرف سے ان کو اپنا پیغام دے دو۔ حضرت سعد ، عمرو بن وہب کے پاس پہنچے اور انہیں حضور علیہ السلام کے فرمان سے مطلع کیا۔ عمرو بن وہب نو مسلم تھے۔ مزاج میں ابھی جاہلیت کی بود و باش تھی۔ حضرت سعد کی صورت دیکھ کر انہوں نے اپنی لڑکی کا نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ کہیں یہ بات ان کی لڑکی نے سن لی۔ وہ دوڑی آئیں اور کہنے لگیں۔ "اگر حضور علیہ السلام نے یہ فیصلہ فرمایا ہے تو میں بخوشی تمہارے ساتھ شادی کروں گی" اور باپ سے کہا "خدا کا خوف کرو تم نے رسول کے حکم کو ٹالنے کی کوشش کی ابھی دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر معافی طلب کرو اور میرے رشتے کو تسلیم کرنے کی خبر دو" حضرت عمرو بن وہب حضرت سعد ہی کے ہمراہ دربار رسالت میں حاضر ہو کر معافی چاہی اور نکاح کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ حضور علیہ السّلام نے ان کو معاف فرماتے ہوئے حضرت سعد سے فرمایا جاؤ تمہارا نکاح ہو گیا حضرت سعد ابھی نکاح کی تیاریوں میں مصروف ہی تھے کہ بازار میں کچھ خرید و فروخت کرتے ہوئے آپ نے اعلانِ جہاد سنا۔ مدتوں سے جس شادی کی آرزو تھی اس کی پروا کئے بغیر لشکرِ اسلام میں شامل ہو گئے۔ اور میدانِ جنگ میں پہنچکر جام شہادت نوش کیا۔ حضور علیہ السلام سعدؓ کی لاش پر پہنچے ان کا سر اپنی گود میں رکھ کر ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ میں نے سعد کا نکاح عمرو بن وہب کی لڑکی سے کر دیا تھا لہٰذا سعد کے سامان کی وہی وارث ہو گی۔ اس کو

Marfat.com

سامان پہنچا دیا جائے۔ اور عمرو بن وہب کے گھر والوں سے کہہ دو کہ " خدا نے سعد کو تمہاری لڑکیوں سے بہتر لڑکی عطا فرمادی ہے اور اس کی شادی جنت میں ہو گئی "

حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ عمان سے مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے کہ انہیں راستے میں مسیلمہ کذاب (جھوٹے مدعی نبوت) کا لشکر مل گیا اور آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ مسیلمہ نے آپ سے پوچھا۔ " محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ خدا کے آخری اور سچے نبی ہیں۔ مسیلمہ نے کہا۔ " نہیں یہ کہو کہ مسیلمہ اللہ کا سچا رسول ہے۔ حضرت حبیب نے نہایت حقارت سے اس پر نظر ڈالی اور فرمایا۔ " محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری سچے رسول ہیں۔ مسیلمہ نے تلوار ماری اور آپ کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ پھر پوچھا کہ اب کیا کہتے ہیں۔ حضرت حبیب نے وہی جواب دیا۔ آپ پر تلوار کا دوسرا وار ہوا اور دوسرا ہاتھ کٹ گیا۔ مسیلمہ نے پھر سوال کیا آپ کا جواب وہی تھا۔ حتیٰ کہ آپ کے جسم کے ٹکڑے ہوتے رہے اور آپ تلوار کے ہر وار پر فرماتے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللهِ۔ "

حضرت عباس ابن عبدالمطلب کا مکان مسجد نبوی سے ملا ہوا تھا جس کے پرنالے سے بارش میں مسجد آنے جانے والوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ نے اس پرنالے کو نکلوا دیا۔ حضرت عباس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا قسم خدا کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گردن پر کھڑے ہو کر اپنے دستِ

Marfat.com

مبارک سے یہ پرنالہ لگایا تھا۔ حضرت عمر سنتے ہی لرز گئے اور فرمانے لگے اے عباس تم ابھی میری گردن پہ کھڑے ہوکر اس پرنالہ کو اسی جگہ لگادو۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں وہ حدیث بیان کی گئی جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام کو لوکی بہت پسند تھی۔ اور حضرت انس کو کسی کھانے میں مزانہ آتا تھا جب تک کہ لوکی موجود نہ ہو یہ حدیث سن کر مجلس میں موجود ایک شخص نے کہا کہ مجھے لوکی بالکل پسند نہیں حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے تلوار نکالی اور فرمایا جَدِّدِ الْاِیْمَانَ وَاِلَّا لَاَقْتُلَنَّكَ ایمان کی تجدید کرورنہ میں تجھے ضرور قتل کردوں گا۔

یہ چند واقعات ذکر کئے گئے جو یہ سمجھ لینے کے لئے کافی ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع وپیروی اور اطاعت وفرمانبرداری کا حق کس طرح ادا کیا۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کی رضا اور ان کے احکام کی پابندی میں ان پر کسی چیز کو قربان کردینے سے کسی وقت بھی گریز نہ کیا۔ وہ کبھی یہ نہ سوچتے اور نہ پوچھتے تھے کہ ان کو ایسا حکم کیوں دیا گیا۔ وہ حکم کے منتظر رہتے تھے اور اس کی تعمیل کو اپنی کامیابی ونجات کا ذریعہ یقین کرتے تھے۔ بلاشبہ اتباع واطاعت کا حق اسی قدر اہم ہے

رسول سے محبت

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم علیہ السلام سے عرض کیا یا رسول آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز

Marfat.com

ہیں سوائے اس جان کے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی اس وقت تک ہرگز مومن (کامل) نہیں ہو سکتا۔ جب تک میں اس کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ عزیز نہ ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے۔ " قسم اس ذات کی جس نے آپ پر اپنی کتاب نازل کی بے شک آپ میرے نزدیک میری اس جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔" اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ۔ اے عمر اب تم مومن (کامل) ہوئے۔

جنگ احد میں ایک صحابیہ کے باپ، بھائی اور شوہر شہید ہو گئے۔ جن کی اطلاع آپ کو علیحٰدہ علیحدہ ملی۔ آپ ہر خبر دینے والے سے صرف یہ سوال کرتیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بتاؤ۔ اور جب انہیں معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام خیریت سے ہیں تو عرض کرنے لگیں۔

کل مُصِیْبَۃٍ بَعْدَکَ جُلَلٌ" — اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت آسان ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے یوم بدر میں اپنے باپ کو قتل کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر ہی میں اپنے ماموں عاص ابن ہشام کو قتل کیا۔ اسی دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لڑکے عبدالرحمٰن (جو بعد میں مسلمان ہوئے)

Marfat.com

میدانِ جنگ میں نظر آئے تو خود حضرت ابوبکر تلوار تان کر آگے بڑھے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے ان کو روک دیا۔ جنگِ احد میں حضرت مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔

حضرت زید ابن وثنہ رضی اللہ عنہ کو صفوان ابن امیہ نے اس لئے خرید کر انہیں اپنے باپ امیہ ابن خلف کے بدلے قتل کر ڈالے۔ جب آپ کو شہید کرنے کے لئے حرم کے حدود سے باہر لے جایا گیا تو اس وقت ابوسفیان (جو ابتک مسلمان نہیں ہوئے تھے وہاں موجود تھے) انہوں نے بطورِ آزمائش حضرت زید سے سوال کیا کہ زید تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہیں آزاد کر دیا جائے اور تمہاری جگہ محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا جائے۔ حضرت نے فرمایا۔ قسم خدا کی میری بوٹیاں کردی جائیں لیکن میں اتنا بھی برداشت نہیں کروں گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کانٹے کی بھی تکلیف پہنچے۔ ابوصفیان کہنے لگے۔ قسم بخدا میں نے کسی کو اپنے سردار سے اتنی محبت کرنے والا نہ پایا جتنی محبت اصحابِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کرتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمن ابن سعد نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پیر سو گیا۔ مجلس میں حاضر کسی شخص نے بتایا کہ آپ اس کا نام لیں جس سے آپ کو سب سے زائد محبّت ہو۔ حضرت عمر نے فوراً حضور علیہ السلام کا اسمِ مبارک لیا اور آپ کا پیر ٹھیک ہو گیا۔ (یہ مجرب عمل ہے کہ اگر پیر سو جائے تو درود شریف پڑھا جائے فوراً ٹھیک ہو جائے گا)

Marfat.com

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ میرے نزدیک میری جان اور میری اولاد سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ ہم میں موجود ہیں۔ میں اپنے عیال میں ہوتا ہوں جب آپ کا خیال آتا ہے حاضرِ دربار ہو کر زیارت کر لیتا ہوں۔ تسلّی ہو جاتی ہے لیکن جب میں اپنی موت کو اور آپ کو یاد کرتا ہوں تو اس خیال سے تڑپ جاتا ہوں کہ قیامت کے دن آپ تو دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جنت کے بلند درجات میں رونق افروز ہوں گے اور میں جنت کے عام معمولی درجے میں ہوں گا۔ پھر کس طرح مجھے آپ کی زیارت نصیب ہوگی۔ اور کیسے میں اپنی تسلّی کر سکوں گا۔ حضرت اُمّ المومنین فرماتی ہیں کہ اس شخص کی یہ گفتگو سن کر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ جبریلِ امین اللہ کا پیغام لے کر حاضر ہوئے۔

اور جو کوئی اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرے پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی پیغمبروں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوں کے ساتھ اور یہ اچھے رفیق ہیں۔ (سورۃ النساء)

غزوہ بدر میں غیبی امداد اور کامیابی کا مژدۂ الٰہی سننے کے بعد حضور علیہ السلام نے لشکرِ اسلام سے مخاطب ہو کر فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ آج جو شخص بھی کافروں کے مقابلے میں آئے گا اور صبر کرتے ہوئے ثواب سمجھ کر اس حال میں قتل ہو جائے گا کہ آگے بڑھتا ہوا ہو پیچھے ہٹتا ہوا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ اس ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

سنتا تھا کہ صحابہ کرام جام شہادت نوش کرنے کے لئے بے چین ہوئے اور ہر ایک یہ چاہنے لگا کہ میدان جنگ میں جانے کا موقع پہلے اس کو ملے۔ حضرت عمیر ابن الحمام رضی اللہ عنہ کھجور کھا رہے تھے وہ پھینکتے ہوئے بولے کیا میرے اور جنت کے درمیان صرف اتنا ہی فاصلہ ہے کہ میں کافروں سے لڑوں اور قتل ہو جاؤں۔ یہ کہہ کر میدان میں کود پڑے خوب دادِ شجاعت دی۔ بہادری کے جوہر دکھائے۔ اور مردانہ وار شہید ہو گئے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جنگِ احد میں اس وقت حضور علیہ السلام کے قریب تھے۔ جب میدانِ جنگ میں ایک افراتفری کا عالم تھا۔ بہت سے صحابہ غلط فہمی کا شکار ہو کر میدانِ جنگ چھوڑ چکے تھے اور کفار نے حضور علیہ السلام کو نرغے میں لے لیا تھا حضرت طلحہ نبی کریم علیہ السلام کو کفار سے بچانے کی کوشش میں اپنے ہاتھوں اور پیٹھ وسینہ پر تیروں کو روک رہے تھے۔ کافروں کے تیروں سے آپ کی کچھ انگلیاں کٹ گئی تھیں اور کچھ بالکل شل ہو کر رہ گئی تھیں۔ اس کے باوجود آپ نے موقع نکال کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ کو اپنی پیٹھ پر سوار کر کے جبل احد پر ایک محفوظ جگہ پہنچایا۔ جنگ کے بعد جب آپ کے زخم دیکھے گئے تو ستّر سے زیادہ تھے۔ حضور علیہ السلام نے اس موقع پر خیر کا لقب دیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو صاحبِ احد کہا کرتے تھے

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا کچھ قرضہ ایک مشرک عاص ابن وائل پر تھا۔ جب آپ نے اس سے تقاضہ کیا۔ تو اس نے جواب دیا جبتک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑو گے ایک پیسہ بھی ادا نہ کروں گا۔ حضرت خباب نے فرمایا۔ قسم بخدا یہ تو لت

Marfat.com

ہے اگر میری جان بھی چلی جائے تب بھی میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑ سکتا۔

اِن واقعات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کس طرح حضور علیہ السلام سے محبّت کا حق ادا کیا سچ یہ ہے کہ جس نے رسول سے محبت کی وہ اللہ کا پیارا ہو گیا۔ اور جو اللہ کا پیارا ہو جاتا ہے ساری مخلوق اسی کی ہو جاتی ہے۔ رسول سے محبّت نہ کرنے والا دنیا و آخرت میں اسی طرح ذلیل و خوار ہوتا ہے کہ وہ خدا کے فضل و کرم کے لائق ہی نہیں رہتا۔

رسولؐ کی تعظیم

ذیقعد ۶ھ حضور علیہ السلام بارادہ عمرہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کفار مکہ کو پتہ چلا تو انہوں نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ اور حضور علیہ السلام کو مکہ سے باہر ہی مقام حدیبیہ پر قیام کرنا پڑا اس موقع پر کافروں سے معاہدے کی غرض سے حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا اور کفار کی طرف سے عروہ ابنِ مسعودؓ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نمائندہ مقرر ہو کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے یہاں عروہ نے جو کچھ دیکھا اور جو ان پر اثر ہوا اس کو کفار مکہ کے پاس جا کر اس طرح بیان کیا۔

اے میری قوم قسم بخدا میں بادشاہوں کے دربار میں حاضر ہوا میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے لیکن میں نے کوئی ایسا

Marfat.com

بادشاہ نہ دیکھا جس کے اصحاب اسکی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تعظیم کرتے ہیں خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ جب انہوں نے تھوکا تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر گرا اور انہوں نے اس کو اپنے منہ اور جسم پر مل لیا جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے تو وہ اس کی تعمیل کے لیے دوڑتے اور جب وہ وضو کرتے تو ان کے وضو کے پانی کے لیے آپس میں جھگڑتے اور جب بات کرتے تو ان کے اصحاب اپنی آوازیں دھیمی کر لیتے اور احترام و تعظیم کے سبب ان کی طرف نگاہ نہیں کرتے (میں کہتا ہوں کہ) انہوں نے تم پر ایک اہم چیز اسلام پیش کی۔ بہتر ہے کہ تم اس کو قبول کر لو ــــــ

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ بہت بلند آواز اور انصار کے خطیب تھے۔ جب خدا کا یہ حکم نازل ہوا کہ "تم اپنی آواز کو رسول کی آواز پر بلند نہ کرو" تو ثابت گھر بیٹھ گئے اور دن رات یہ سوچ کر رویا کرتے کہ میں تو حضور کے دربار میں اونچی آواز سے بولنے پر مجبور ہوں۔ اس طرح تو میرے تمام اعمال اکارت ہو جائیں گے اور میں دربار رسالت میں حاضر ہونے سے بھی محروم رہوں گا۔ چند دن گذرے کہ حضور علیہ السلام نے اہلِ مجلس سے دریافت فرمایا۔ "ثابت کیا کہیں کچھ بیمار تو نہیں ہو گئے۔" یہ بات حضرت ثابت

Marfat.com

کے پڑوسی حضرت سعد نے ان کو بتائی اور دربار میں ان کے حاضر نہ ہونے کی وجہ معلوم کی۔ جب ثابت نے ان کو اپنا حال بتایا تو حضرت سعد نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں سارا ماجرا بیان کیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ "ثابت کو بلاؤ اور ان کو خوشخبری سنا دو کہ وہ جہنمی نہیں جنتی ہیں۔" جب حضرت ثابت رضی اللہ کو یہ خوشخبری ملی تو وہ حاضر دربار ہوئے اور اس خوشخبری پر یقین کے باوجود بھی آواز دبا کر بات کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی سیرتِ مقدسہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ "جس وقت حضور علیہ السلام کلام فرماتے تھے تو مجلس میں موجود تمام صحابہ اس طرح سر جھکا لیتے تھے کہ گویا اُن کے سروں پر پرندے ہیں۔ جس وقت آپ خاموش ہو جاتے تو وہ کلام کرتے اور گفتگو میں حضور کی موجودگی کے باعث آپس میں جھگڑا نہیں کرتے تھے اور جو کوئی آپ کے سامنے گفتگو کرتا تو حضور بھی آپ کی بات غور سے سنتے تھے۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ کہ جب صحابہ میں سے کوئی سخت ضرورت سے حضورؐ علیہ السلام کو باہر بلانا چاہتا تھا تو ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضورؐ کے دروازے کو اپنے ہاتھ کے ناخنوں سے کھٹکھٹاتا تھا

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے نمائندے کی حیثیت سے مکہ گئے۔ کفار مکہ نے حضرت عثمان سے دوران گفتگو کہا کہ اگر

Marfat.com

آپ طواف کعبہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اجازت ہے۔ حضرت عثمان نے فرمایا۔"رب کعبہ کی قسم جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل نہ ہوں۔ عثمان کی جرأت نہیں ہوسکتی کہ طواف کرے۔ (حالانکہ حضور علیہ السلام نے ممانعت نہیں فرمائی تھی)

جب حضور علیہ السلام ہجرت فرماکر مدینہ منورہ تشریف لائے اور چند دن ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا تو آپ نے اپنے لئے ابوایوب کے مکان کا نچلا حصہ پسند فرمایا۔ حضرت ابوایوب کو ایک رات خیال آیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نیچے ہوتے ہیں۔ اور ہم اوپر چلتے پھرتے اور سوتے ہیں آپ نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ پوری رات مکان کے ایک کونہ میں گزاری اور صبح ہوتے ہی دربار رسالت میں حاضر ہوکر گذارش کی کہ یارسول اللہ آپ اوپر کے حصہ میں تشریف لے چلیں۔ حضور نے فرمایا۔ ہمیں نیچے ہی آرام ہے۔ حضرت ابوایوب نے نہایت مؤدبانہ عرض کی کہ" اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ میں اس بے ادبی کی جرأت نہیں کہ آپ نیچے ہوں اور ہم اوپر، اگر آپ یہاں قیام فرمائیں گے تو میں زینے پر قدم نہ رکھ سکوں گا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوایوب انصاری کی درخواست منظور فرمائی اور اوپر کے حصے میں قیام فرمایا۔

یہی ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اس وقت تک کھانا نہ کھاتے تھے۔ جب تک کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تناول نہ فرمالیتے۔ جب حضور علیہ السلام کا بچا ہوا کھانا واپس آتا تو آپ خاص طور پر اسی جگہ سے اس کو کھاتے

Marfat.com

تھے۔ جہاں حضور کی انگلیوں کے نشان ہوتے تھے۔ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول نہ فرمایا۔ حضرت ابوایوب مضطرب ہو کر حضور کے دربار میں حاضر ہوئے اور کھانا تناول نہ کرنے کی وجہ معلوم کرنے لگے۔ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ کھانے میں لہسن کی بو تھی۔ اس لئے ہم نے نہیں کھایا۔ ابوایوب نے دوسرے کھانے کا انتظام فرمایا۔ اور حضور علیہ السلام سے پوچھا "یا رسول اللہ، کیا لہسن حرام ہے۔ مجھے بتائیے تاکہ میں بھی چھوڑ دوں۔" آپ نے فرمایا "حرام نہیں ہے لیکن میں نہیں کھاتا حضرت ابوایوب نے اس دن سے لہسن کھانا چھوڑ دیا۔ آپ فرماتے جس چیز کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ پسند فرمائیں۔ میں کس طرح اس کو پسند کر سکتا ہوں۔ (حضور علیہ السلام کے پاس اللہ کا فرشتہ آتا اور آپ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ اس لئے آپ لہسن اور پیاز سے پرہیز فرمایا کرتے تھے)۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ جب کبھی ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے تو ہم میں سے کوئی اس وقت تک شروع نہیں کرتا تھا۔ جب تک کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم شروع نہ فرماتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت ثبات ابن اشیم رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ بڑے ہیں یا نبی کریم علیہ السلام۔ حضرت ثباتؓ نے جواب دیا۔ "بڑے تو حضور علیہ السلام ہی ہیں۔ لیکن میں پیدائش میں آپ سے پہلے ہوں۔"

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ناپاکی کی حالت میں تھے کہ نبی کریم علیہ السلام تشریف لے آئے۔ ابوہریرہ تیزی کے ساتھ آپ کے سامنے سے چلے گئے اور غسل کر کے دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے (ابوہریرہ نے ادباً ایسا کیا) حضور علیہ السلام نے پوچھا۔ "ابوہریرہ کہاں چلے گئے تھے؟" انہوں نے وجہ بتائی تو نبی کریم علیہ السلام نے مسئلہ بتلاتے ہوئے فرمایا۔ "ابوہریرہ مومن ناپاک نہیں ہوتا۔"

حضرت اسلع ابن شریک حضور علیہ السلام کی اونٹنی اور کجاوہ کسا کرتے تھے۔ ایک دن آپ سفر کے لئے تیار ہوئے اور اسلع ناپاک تھے۔ انہوں نے ادب و احترام کے باعث اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اور کجاوے کو ہاتھ لگانا مناسب نہ سمجھا اور اپنے کسی ساتھی سے کجاوہ کسوادیا اور خود غسل کرنے چلے گئے۔ نبی کریم علیہ السلام کو اندازہ ہوگیا کہ کجاوہ اسلع کا کسا ہوا نہیں ہے۔ سفر سے واپس آکر آپ نے اسلع کو طلب فرمایا اور کجاوہ نہ کسنے کی وجہ دریافت کی۔ حضرت اسلع رضی اللہ عنہ نے سب ماجرا عرض کر دیا۔

بہرحال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی کریم علیہ السلام کی تعظیم وتوقیر کا حق ہر طرح ادا کیا۔ آپ کا یہ حق اس وقت تک ہی کے لئے نہ تھا جبتک آپ دنیا میں تشریف فرما رہے بلکہ حضور علیہ السلام کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی اُمت پر یہ حق باقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے وصال کے بعد بھی صحابہ اسی طرح آپ کی تعظیم فرماتے تھے۔ جس طرح آپ کی حیاتِ مبارکہ میں اور ہمارے

Marfat.com

اسلاف نے بھی اس حق کو ادا کرنے کی کوشش جاری رکھی۔ اس سلسلے میں بھی چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

بعد وفات تعظیم و توقیر

حضرت سائب ابن یزید نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی شریف کے ایک کونے میں لیٹا ہوا تھا اور دو آدمی آپس میں بلند آواز سے باتیں کر رہے تھے۔ کہ اچانک ایک کنکری میرے لگی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا۔" سائب ان دونوں کو بلا کر لاؤ۔ میں نے حکم کی تعمیل کی دونوں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو انہوں نے بتایا کہ ہم طائف سے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ قسم خدا کی اگر تم اس شہر کے ہوتے تو میں تمہیں کوڑے لگواتا۔ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو؟"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں حضور علیہ السلام کا عصا تھا۔ ایک موقع پر غفاری قبیلے کے ایک شخص نے وہ عصا آپ کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ دیا۔ وہاں موجود لوگ اس شخص کی اسقدر جرأت پر چلا اٹھے۔ اس گستاخی کی وجہ سے اس شخص کے گھٹنے میں ایسا زخم ہوا کہ بقیہ جسم کو زہر سے بچانے کے لئے اسے اپنا پیر کٹوانا پڑا۔ لیکن پھر بھی وہ بچ نہ سکا اور چند ہی دن میں تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

Marfat.com

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے سر پر بالوں کا ایک حصہ اتنا لمبا تھا کہ جب وہ بیٹھ کر اسکو کھول دیتے تو بال زمین پر لگتے تھے۔ کسی نے ان سے کہا۔ ان بالوں کو کٹواتے کیوں نہیں ہو۔ آپ نے فرمایا۔ میں ان کو ہرگز نہیں کٹواؤں گا۔ کیوں کہ ان بالوں پر حضور علیہ السلام کا دست مبارک لگا ہے۔

حضرت اُم المومنین اُم سلمٰی رضی اللہ عنہا کے پاس ڈبیہ میں حضور علیہ السلام کے بال تھے۔ لوگ ان سے نظر بد اور دوسری بیماریوں کا علاج کیا کرتے تھے اور کبھی اس ڈبیہ کو پانی میں رکھتے اور پانی کو پیتے اور اس سے غسل کرتے تھے تاکہ مرض سے شفا حاصل ہو۔

حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ یہ میرے پاس حضور علیہ السلام کے بالوں میں کا ایک بال ہے۔ جب میں مر جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ ان کی وفات کے وقت ایسا ہی کیا گیا۔ اور اس بال شریف کے ساتھ ہی آپ کو دفن کیا گیا

حضرت عمر ابن عبد العزیز کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضور علیہ السلام کے کچھ بال اور ناخن منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں۔ لہٰذا ایسا ہی کیا گیا۔

حضرت ابن سیرین نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور علیہ السلام کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سے ملے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس حضور علیہ السلام کے ایک بال کا ہونا بھی دنیا کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی اور محبوب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضور علیہ السلام اپنے سر مبارک کے بال منڈواتے تھے تو حضرت طلحہؓ سب سے پہلے ان کو لیا کرتے تھے یہی حضرت انس رضی اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حجام حضور علیہ السلام کے بال کاٹ رہا تھا اور صحابہ آپ کے گرد حلقہ بنائے حاضر تھے اور کوشش یہی کر رہے تھے کہ جو بال بھی گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔ ان ہی نے بیان کیا کہ، حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضور علیہ السلام منیٰ تشریف لائے اور جمرۂ عقبہ پر کنکریاں پھینکیں اور اپنے مکان پر تشریف لے گئے پھر آپ نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے دونوں طرف سے بال کٹوا کر حضرت طلحہؓ رضی اللہ عنہ کو دیئے اور ان سے فرمایا کہ یہ بال لوگوں میں تقسیم کر دو (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس حضور علیہ السلام کے بالوں کا محفوظ ہونا ثابت ہے۔ اور یہ مبارک بال آج تک موجود ہیں)۔

حضرت عبداللہ ابن حازم کے پاس ایک سیاہ پگڑی تھی۔ جس کو وہ، جمعہ، عیدین میں باندھا کرتے تھے یا لڑائی میں جب فتح پاتے تو اس کو بطور تبرک پہنتے تھے اور اس کا بے حد احترام کرتے تھے اور خوش ہو کر فرماتے تھے کہ یہ پگڑی مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی۔

Marfat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کے منبر کی اس جگہ پر ہاتھ ملا جہاں آپ بیٹھا کرتے تھے۔ پھر اس ہاتھ کو اپنے منہ پر پھیرا۔

ایک دن حضرت خداش مکی رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو ایک پیالہ میں کھانا کھاتے دیکھا۔ خداش نے آپ سے وہ پیالہ بطور تبرک حاصل کر لیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بھی حضرت خداش کے گھر تشریف لاتے تو وہی پیالہ طلب فرماتے۔ اس میں آب زمزم بھر کر پیتے اور اپنے منہ پر چھڑکتے تھے۔

حضور علیہ السلام کے تبرکات میں سے کچھ چیزیں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں۔ جنہیں آپ نے ایک کمرے میں محفوظ کر دیا تھا اور روزانہ دن میں ایک مرتبہ ان کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ جو خاص لوگ آپ کے پاس ملاقات کے لئے آتے تو ان کو بھی ان تبرکات کی زیارت کرایا کرتے تھے۔ ان تبرکات میں حضور علیہ السلام کی ایک چارپائی، چمڑے کا تکیہ، ایک جوڑ موزہ، ایک لحاف اور ایک ترکش کچھ تیروں کے ساتھ تھا، لحاف میں حضور علیہ السلام کے سر مبارک کے میل کا نشان تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص بہت بیمار ہوا تو حضرت عمر بن عبد العزیز کی اجازت سے لحاف کا وہ حصہ دھو کر اس شخص کی ناک میں پانی کے چند قطرے ڈالے گئے۔ اللہ نے اس شخص کو فوراً شفا عطا فرمائی

اسماعیل بن یعقوب تیمی نے بیان کیا کہ ابن منکدر مسجد نبوی شریف میں

Marfat.com

ایک خاص جگہ لیٹتے تھے۔ ان سے اس کا سبب معلوم کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں نے (بحالت خواب) حضور علیہ السلام کو اُسی جگہ بیٹھے دیکھا ہے۔ حضرت عیسٰی ابن طہمان نے بیان کیا کہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو جوتے پرانے نکال کر دکھائے جن میں دو دو تسمے تھے۔ اس کے بعد حضرت ثابت بنانی نے مجھے بتایا کہ یہ حضور علیہ السلام کے نعلین مبارکین ہیں۔

امام بن مامون نے بیان کیا کہ ہمارے پاس حضور علیہ السلام کا ایک پیالہ تھا۔ ہم اس میں بیماروں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ جس سے وہ جلد شفایاب ہو جاتے تھے۔

یحییٰ ابن سعید رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے۔ جب مدینہ منورہ حاضر ہوتے تو منبر شریف کے پاس آکر اس کو چھوتے اور پھر اپنے ہاتھ اُٹھا کر دعا کیا کرتے تھے۔

حافظ عبدالرحمٰن ابن مہدی جب حدیث شریف پڑھتے تو حاضرینِ مجلس کو خاموش رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے تھے۔ کہ حدیث شریف سنتے وقت وہی ادب واحترام اور خاموشی واجب ہے۔ جو حضور علیہ السلام کے ارشادات سنتے وقت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اختیار کرتے تھے۔

خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی سے مسجد نبوی شریف میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا کسی مسئلے پہ مناظرہ ہوا۔ دورانِ گفتگو خلیفہ کی آواز کچھ اونچی ہو گئی

Marfat.com

حضرت امام نے فرمایا۔ "اے امیر المومنین! اِس مسجد میں آواز کو مت بلند کرو. کیونکہ خدا نے حکم دیا ہے کہ لوگ دربار رسالت میں اپنی آوازیں بلند نہ کریں۔ جو لوگ اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں خدا نے ان کی تعریف فرمائی اور جو لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے ان کی مذمت کی گئی ہے۔

اسی موقع پر خلیفہ نے حضرت امام سے سوال کیا کہ مسجد نبوی میں کعبہ کی طرف منہ کر کے دعا کرنا چاہیئے یا حضور علیہ السلام کی طرف آپ نے فرمایا۔ "تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنا منہ کیوں پھیرتے ہو۔ حالانکہ قیامت کے دن وہ تمہارے اور تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے وسیلہ ہوں گے۔ بلکہ حضور علیہ السلام ہی کیطرف منہ کرو۔ اور ان ہی کے وسیلے سے دعا کرو تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا. جیسا کہ قرآن کریم میں ہے"۔

اور اگر یہ لوگ جس وقت اپنی جانوں پر ظلم کریں. آپ کے پاس آجائیں اور خدا سے بخشش طلب کریں اور پیغمبران کے لئے بخشش مانگیں تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ (سورۃ النساء)

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے دروازے پر کئی خراسانی گھوڑے اور مصری خچر" دیکھے جن سے بہتر میں نے کبھی نہیں دیکھے. میں نے امام مالک سے ان کی تعریف کی. آپ نے فرمایا۔ یہ سب میری طرف سے آپ کے لئے ہدیہ ہیں. میں نے عرض کی. آپ ان میں سے کوئی اپنی سواری

Marfat.com

کے لئے رہنے دیں۔ حضرت امام مالک نے فرمایا۔ "مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس زمین کو اپنے گھوڑوں کے سموں سے روندوں۔ جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں۔"

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے تمام عمر مدینہ طیبہ میں گزار دی۔ لیکن ادب واحترام کو اس قدر ملحوظ رکھا کہ کبھی حد حرم میں پیشاب، پاخانہ نہ کیا۔ حضرت امام کے پاس جو لوگ حصولِ علم کے لئے آتے تھے۔ اُن سے آپ کی خادمہ دروازے پر آکر معلوم کرتی کہ امام سے مسائل پوچھنا ہیں یا حدیث شریف سننا ہے۔ اگر مسائل معلوم کرنا ہوتے تو آپ فوراً باہر تشریف لاتے اور مسائل بیان کر دیتے تھے۔ لیکن اگر معلوم ہوتا کہ حدیث شریف سننا ہے تو غسل فرماتے۔ لباس تبدیل کرتے اور خوشبو لگاتے تھے اور اس خاص مسند پر بیٹھتے تھے۔ جو حدیث شریف سنانے ہی کے لئے بنائی گئی تھی۔ دورانِ مجلس عود جلایا جاتا تھا۔ جب حضرت امام سے کسی نے اس اہتمام کی وجہ معلوم کی تو آپ نے فرمایا کہ "حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مقصود ہوتی ہے جو ہمارے لئے ضروری ہے۔"

حضرت عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام مالک کے ساتھ چل رہا تھا۔ مجھے خیال آیا تو میں نے آپ سے ایک حدیث دریافت کی۔ آپ سخت ناراض ہوگئے اور فرمانے لگے، مجھے تم سے توقع نہ تھی کہ تم راستہ چلتے مجھ سے حدیث رسول ﷺ معلوم کرو گے۔ (کیونکہ ایسا کرنا خلافِ ادب ہے)

Marfat.com

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کھڑے تھے کہ ایسی حالت میں ہشام ابن عمار نے آپ سے ایک حدیث کے متعلق سوال کیا۔ حضرت امام نے ان کو بیس کوڑے لگوا دیئے اور بعد میں پورے اہتمام کے ساتھ ان کو بلا کر بیس حدیثیں سنائیں۔ ہشام نے کہا، کاش امام اور زیادہ کوڑے مارتے اور اتنی ہی حدیثیں سنا دیتے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں مجلس میں حاضر تھا حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ حدیث شریف سنا رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک بچھو آیا اور اس نے آپ کے کاٹا۔ میں نے شمار کیا کہ سولہ مرتبہ بچھو نے آپ کے ڈنک مارا لیکن آپ نے حرکت تک نہ کی۔ حالانکہ آپ کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا۔ جب آپ حدیث شریف سنا کر فارغ ہو گئے تو میں نے بچھو مارا اور آپ سے اس تکلیف کو برداشت کرتے رہنے کی وجہ معلوم کی۔ آپ نے فرمایا "مجھے حدیثِ رسول کے احترام کی وجہ سے صبر کرنا پڑا۔"

ان تمام واقعات سے ظاہر ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے دنیا سے ظاہری پردہ فرما جانے کے باوجود ان کی تعظیم و توقیر اُمتِ مسلمہ کے لئے ضروری ہے اور یہ قیامت تک اُمت پر حضور علیہ السلام کا حق ہے۔ جس کو اس طرح ادا کیا جا سکتا ہے کہ ہر اس چیز کی تعظیم کی جائے جس کی کسی نہ کسی اعتبار سے حضور علیہ السلام کی طرف نسبت ہو۔ حضرت قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں کہ وہ تمام چیزیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے۔ ان کی تعظیم و تکریم

Marfat.com

کرنا اور حرمین شریفین میں آپ کے مشاہد و مساکن کی تعظیم کرنے اور آپ کے منازل اور وہ چیزیں جن کو آپ کے دستِ مبارک یا کسی عضو نے چھوا یا وہ آپ کے نام سے پکاری جاتی ہوں ان سب کا اکرام کرنا حضور علیہ السلام ہی کی تعظیم و تکریم ہے۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کے مطابق امت پر ہر اس چیز کا احترام واجب ہے۔ جس کی نسبت نبی کریم علیہ السلام سے ہو اس طرح صحابہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، ازواجِ مطہرات، اہل بیت اطہار، سادات کرام، دینِ نبوی کے مبلغ علماء، حضرات اولیاء کرام، جملہ بزرگانِ دین، وہ مقاماتِ مقدسہ جن کی نسبت کسی بھی اعتبار سے حضور علیہ السلام سے ہو اور وہ شب و روز جن کا تعلق نبی کریم علیہ السلام سے ہو۔ غرضیکہ ایسی تمام چیزوں کا امتِ مسلمہ پر احترام واجب ہے الحمد للہ اہلسنت وجماعت عقیدتاً اس حق کو ادا کرتے اور یقین رکھتے ہیں کہ ان تمام چیزوں کا ادب و احترام درحقیقت نبی کریم علیہ السلام ہی کا ادب و احترام ہے۔ جس کا خیال رکھنا دنیا میں فلاح اور آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے۔

درود و سلام

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ "جس شخص نے نماز پڑھی اور مجھ پر اور میرے اہل پر درود نہ پڑھا تو اس کی نماز قبول نہ کی جائے گی۔"

حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا کہ "دعا اور نماز زمین و آسمان کے درمیان رہتی ہے۔ جب تک کہ حضور علیہ السلام پر درود نہ بھیجا جائے۔"

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا "سب سے بڑا بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا "جس نے میرے روضۂ مبارک پر حاضر ہو کر درود پڑھا میں اس کے درود کو سنتا ہوں۔ اور جس نے دور سے مجھ پر درود بھیجا اس کا درود مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔"

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ "قیامت کے دن مجھ سے قریب تر وہ شخص ہو گا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتا ہے۔"

حضرت زید ابن طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن حضور علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس میرے رب کا فرشتہ آیا۔ اس نے بتایا۔ کہ جو کوئی آپ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ مجلس سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اپنی دعا کا آدھا درود شریف کو کروں"۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہتے تو کر سکتے ہو اس شخص نے عرض کیا" یا رسول اللہ! کیا میں اپنی دعا کے تین حصے درود شریف کے لئے کروں؟" آپ نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو کر لو۔ اس شخص نے پھر عرض کیا

Marfat.com

یارسول اللہ! کیا میں اپنی پوری دعا درود شریف کو کرلوں؟ آپ نے فرمایا:۔

اذن یکفیك اللہ ھم الدنیا وھم الآخرۃ۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے دنیا و آخرت کے غم دور کردے گا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر تم کسی ضرورت کے باعث مضطرب و پریشان ہو تو مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھا کرو۔ کیونکہ اس عمل سے تمام رنج و غم اور اضطراب دور ہو جاتا ہے۔ اور رزق زیادہ ہوتا ہے اور ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر جمعہ کو حضور علیہ السلام پر درود وسلام بکثرت بھیجنا چاہیئے۔ کیونکہ اس دن اُمت کے درود وسلام آپ کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجا اللہ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ اور اس کی دس برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرما دیتا ہے اور روایت میں ہے کہ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

ابو سلیمان عبدالرحمٰن ابن عطیہ دارانی نے فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگو تو اول و آخر درود شریف پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ درود شریف کو ف

Marfat.com

قبول فرماتا ہے۔ اور یہ اس کی شان سے بعید ہے کہ وہ بیچ کی دعا کو رد کر دے؟

مضمون طویل ہو رہا ہے لہٰذا ان چند احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے جن سے یہ بات واضح ہے کہ حضور علیہ السلام کا یہ بھی حق ہے کہ ان کے دربار میں ہدیۂ درود وسلام پیش کیا جاتا ہے۔ یہ عمل نہایت ہی مفید اور اہم ہے۔ جس کے لئے نہ کوئی وقت مقرر نہ طریقہ اور نہ کسی جگہ کی قید، یہ عاشقِ رسول کی مرضی ہے کہ جس جس وقت چاہے اور جہاں جہاں چاہے اور جس ادا سے چاہے اپنے محبوب رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ہدیۂ صلوٰۃ وسلام پیش کرے۔ بس خلوص شرط ہے اور طریقہ ایسا ہو۔ جس سے ادب واحترام بھی ظاہر ہوتا ہو اور محبت کا مظاہرہ بھی ہو سکے۔

ہم اور حقوقِ رسول

اس مضمون سے ثابت ہو گیا کہ امت پر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان حقوق کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ہمارے بزرگوں نے کس قدر اہتمام اور احتیاط سے ادا کیا۔ لیکن اب ہمیں خود بھی اپنا جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم کہاں تک ان حقوق کو ادا کرتے ہیں۔ بلاشبہ رسول پر ہمارا ایمان بھی ہے۔ ان سے محبت اور ان کی تعظیم و توقیر کا بھی ہم دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کے دربار میں صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کی برکتوں پر بھی یقین کرتے ہیں۔ لیکن عملاً اس کا کتنا ثبوت دیتے ہیں۔ تو دیانتدارانہ بات یہ ہے کہ صبح سے شام

Marfat.com

تک ہم رسول کی حق تلفی ہی کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے اعمال سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

جب ہم نمازوں کی پروا نہیں کرتے، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہمیں بہت مشکل نظر آتے ہیں۔ ماں باپ، اہل و عیال، پڑوسیوں، اپنے دوستوں اپنے اُستاد اور پیر کا ہم سے حق ادا نہیں ہوتا، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے میں ہم رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے پابند نہیں، ہمارا لباس، ہمارے رہن سہن کے تمام طریقے رسول کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ ہم اپنے سیاسی معاشی مسائل میں رسول کی ہدایات کو چھوڑ کر غیروں کی تقلید پسند کرتے ہیں۔ ہم اپنا نظام حکومت اپنی مرضی سے وضع کرنا چاہتے ہیں۔ ہم تجارت میں ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری جیسے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ہم ملازمت میں تساہل، رشوت ستانی، ایذا رسانی کے مجرم ہیں، ہمارے گھروں میں دن رات قرآن کریم اور صلوٰۃ و سلام کے بجائے ریڈیو اور ٹیلیویژن کے ذریعے گانوں اور فلموں کی آوازیں گونجتی ہیں۔ تو ان تمام حالات میں ہم کس طرح اور کب اپنے رسول کو یاد کرتے ہیں اور ان کے حقوق کو ادا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری حالت بھی دن بدن بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں جرائم کا ایسا سیلاب ہے کہ کوئی تدبیر اس کے روکنے کی کامیاب نہیں ہوتی، گرانی ہم پر ایسی مسلّط ہے کہ جس کا کبھی تصور بھی نہ کیا تھا۔ مزے کی بات یہ کہ نہ اس کے اسباب کا پتہ چلتا ہے اور نہ اس سے نجات کی راہ ملتی ہے۔ آج ہر شخص خود غرضی اور خود فہمی کا شکار ہو کر صرف اپنے لئے سوچتا ہے۔ ملک و ملت سے محبت کے

Marfat.com

کے دعویدار بہت نظر آتے ہیں لیکن اپنے دعوے کا ثبوت کوئی فراہم نہیں کر پاتا۔ ہمارے حکام اقتدار کے نشہ میں مست رہتے ہیں۔ تو ہمارے لیڈر حصول اقتدار کے لئے مضطرب پھرتے ہیں۔ ہمیں غیروں سے اتنا خطرہ نہیں جتنا اپنوں سے ہے۔ ہم ایسی جسمانی بیماریوں کا شکار ہیں کہ کبھی سنی تک نہ تھیں۔ آپس میں ہم ایک دوسرے کی عزت نہیں کرتے اور نہ کوئی ہماری عزت کرتا ہے۔ غرضیکہ بے شمار مسائل ہیں، مصائب ہیں، جن سے چھٹکارا چاہتے ہیں۔ لیکن کوئی صورت نہیں بنتی، کوئی تدبیر کارآمد ثابت نہیں ہوتی، صرف اس لئے کہ ہم رسول کے حقوق کو تلف کرتے چلے جا رہے ہیں اور جب کوئی بیٹا اپنے والدین سے، کوئی بیوی اپنے شوہر، کوئی شاگرد اپنے استاد اور کوئی چھوٹا اپنے بڑے کے حقوق تلف کر کے عزت نہیں پا سکتا تو امت انفرادی یا اجتماعی طور پر رسول کی حق تلفی کر کے کس طرح عزت و سکون کی زندگی پا سکتی ہے۔

پس آئیے! قبل اس کے کہ ہم ذلیل و خوار ہو کر رہیں اور نادم و شرمندہ رسول کے دربار میں حاضر ہوں بہتر ہو گا کہ اپنے اعمال و کردار کو درست کریں۔ رسول کے دامن سے وابستہ ہو جائیں تو یقیناً دنیا و آخرت میں عزت و نجات ہمارا مقدر ہو گی۔

Marfat.com

بہترین عادات

نبی کا کام صرف بندوں کو خدا کا پیغام پہنچا دینا ہی نہیں بلکہ قوم کو کامیابی وکامرانی کا راستہ دکھانا بھی اس کے فرائض میں شامل ہے۔ جس کے لئے وہ اپنے عمل اور تعلیمات سے قوم کے عمل و کردار کی اصلاح کرتا ہے۔ کیونکہ اصلاح کردار کے بغیر کامیابی کی منزل کو حاصل کرنا ناممکن ہے۔" جو قوم بہترین کردار اور اچھی عادات سے محروم ہو اس کے پاس دنیا کی چاہے کتنی ہی نعمتیں موجود ہوں۔ لیکن وہ اپنی کامیابی وکامرانی سے محروم ہی رہتی ہے۔"

اس ذمہ داری کو پورا کرانے ہی کے لئے اللہ نے اپنے ہر نبی کو ہر قسم کی برائی سے پاک، معصوم پیدا فرمایا۔ اور اسے ایسی صلاحیتوں سے بھی نوازا جن سے وہ بد ترین قوم کے عمل و کردار کی اصلاح کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ انبیاء میں کسی ایسے نبی کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جس کے دامن پر کسی بھی برائی کا داغ ہو۔ حضور نبی کریم علیہ السلام جو ہر اعتبار سے انبیائے سابقین میں افضل و اعلیٰ ہیں۔ اپنی اس خوبی میں بھی نبیوں کے سردار ہی ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے کمالِ عمل کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا۔

Marfat.com

(ترجمہ) اور بیشک آپ کی عادتیں بڑی شان والی ہیں (پ ۲۹۔ القلم ۴)

کردار کے کمال کا اس سے زیادہ ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے ان کے عادات واطوار کو عظیم بڑی شان والا قرار دیا۔ کیا اس اعلان کے بعد کسی میں یہ جرأت ہے کہ وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار پر کسی بھی اعتبار سے تنقید و تنقیص کر سکے۔ اور اگر کوئی ایسی جرأت کرتا بھی ہے تو یقیناً اس کی یہ جرأت اس کے کفر کی دلیل ہو گی۔ بالکل اسی طرح جیسے خدا کی بے عیب ذات پر تنقید و تنقیص کی جرأت ثبوت کفر ہے۔

اور اصلاح کردار و عمل کی صلاحیتوں کو واضح کرنے کے لئے فرمایا گیا

" بیشک تمہارے لئے نبی کریم علیہ السلام کی زندگی بہترین نمونہ ہے اس کے لئے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔ (پ ۲۱۔ الاحزاب)

گویا ہم نے اپنے محبوب علیہ السلام کو تمہارے کردار کی تعمیر کی صلاحیت اس کمال کے ساتھ عطا فرمائی ہے کہ اُن سے یہ شائبہ بھی ممکن نہیں کہ وہ کوئی کام ایسا کریں جو تمہارے تعمیر کردار کے لئے مفید نہ ہو۔ لہٰذا تم ان کو اپنے لئے ایک نمونہ تصوّر کرو اور بس ان ہی جیسی زندگی گزارنے اور ان کی اتباع و پیروی کرنے کی کوشش کرو حتیٰ کہ :۔

(ترجمہ) رسول تمہیں جو دیدے وہ لے لو اور جس سے رسول روکے اس سے

Marfat.com

رک جائے"

اپنے اس عظیم کردار اور باکمال صلاحیتوں کی بنا پر حضور علیہ السلام نے خود اعلان فرمایا۔

(ترجمہ) میں اچھی عادتوں کو پورا کرنے ہی کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

یعنی ایک نبی کی حیثیت سے میری یہ بھی ذمہ داری ہے کہ میں دنیا والوں کو ایسی اچھی عادتیں سکھاؤں کہ جو ان پر عمل کرے۔ وہ ایک اچھا انسان بن سکے! اسی لئے آپ نے اچھی عادتوں کو اختیار کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا :۔

(ترجمہ) اچھی عادتوں ہی کا نام نیکی ہے۔

کوئی صرف نمازیں پڑھ کر، روزے رکھ کر اور ظاہری عبادتوں کی پابندی کرکے اپنے آپ کو نیک اور متقی نہ سمجھے۔ حقیقت میں نیک وہ ہے جو عبادتوں کی پابندی کے ساتھ سچائی، ایمانداری، غریبوں کی مدد، آپس میں میل محبت اور ان جیسے تمام نیک کام کرے۔ اور اپنی تمام عادتوں کو اچھا بنا لے۔ دوسرے موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا :۔

نیک اور بہتر وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

(ترجمہ) قیامت کے دن مسلمانوں کی ترازو میں سب سے زیادہ وزن والی اس کی اچھی عادتیں ہوں گی۔

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ :۔

(ترجمہ) قیامت کے دن تم میں سے مجھے وہ شخص سب سے زیادہ پیارا اور میرے دربار میں سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔ جو اچھے اخلاق والا ہے۔ ان حدیثوں سے واضح ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے کس قدر تاکید کے ساتھ اچھی عادتوں کی تعلیم دی۔ آپ نے اپنے ارشادات اور عمل سے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ کون سی عادتیں ہیں جن کو اچھا کہا جاتا ہے۔ اور کمال حاصل کرنے کے لئے انسانوں کو وہ اپنے اندر پیدا کرنا چاہئیں۔ ان میں سے چند کو یہاں بیان کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :۔

(ترجمہ) کہ سچائی نیکی کا راستہ دکھاتی ہے۔ اور نیکی ہی انسان کو جنت میں لے جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے تو اللہ کے یہاں اس کو صدیق یعنی سچ بولنے والا لکھ دیا جاتا ہے۔ اور سچائی کے مقابلے میں جھوٹ برائی کا راستہ دکھاتا ہے۔ اور برائی انسان کو جہنم میں لے جاتی ہے یہانتک کہ آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو کذاب جھوٹ بولنے والا ہی لکھ دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ حضور علیہ السّلام نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا۔ کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے. جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے. جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

ان حدیثوں سے ظاہر ہے کہ سچائی، امانت داری اور وعدہ پورا کرنے کو نبی کریم علیہ السلام نے کامیابی کی بنیاد قرار دیا۔ اور یہ واضح کر دیا کہ تینوں خوبیاں ایک مسلمان میں ہونا لازمی ہیں۔ اور جس میں ان خوبیوں کے بجائے جھوٹ، خیانت وعدہ خلافی کے عیب موجود ہوں. وہ عملی طور پر منافق ہے۔

نبی کریم علیہ السّلام نے خود ان خوبیوں کی جتنی پابندی کی اس کا اندازہ لگانے کے لئے صرف یہ جان لینا کافی ہے کہ آپ کے دشمن آپ کو مجنوں و دیوانہ کہنے والے، طرح طرح سے آپ کو ستانے والے اپنے ذاتی فائدے کے لئے آپ کے خون کے پیاسے بھی آپ کو الصادق اور الامین یعنی سچا اور امانت دار کہا کرتے تھے حضرت ابوسفیان نے خود اس وقت جبکہ وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اور حضور علیہ السلام کے سخت دشمن تھے. شاہ ہرقل کے سامنے آپ کی سچائی اور امانت داری کا اقرار کیا تھا حضرت عبداللہ ابنِ سلام جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے. انہوں نے حضور علیہ السلام کو پہلی مرتبہ دیکھ کر کہا:۔۔

وَجْهُهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ ، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ ابن ابی الحماء نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے نبی کریم علیہ السلام سے کوئی چیز خریدی اسکی قیمت میں کچھ پیسے کم ہو گئے۔ تو میں نے آپ سے کہا کہ آپ اس جگہ میرا انتظار کریں۔ میں باقی پیسے لے کر آتا ہوں۔ آپ نے اسی جگہ انتظار کرنے کا وعدہ کر لیا۔ لیکن میں گھر آ کر وقت پہ پہنچنا بھول گیا۔ تین دن کے بعد مجھے یاد آیا۔ اور میں پیسے لے کر گیا تو میں نے آپ کو اسی جگہ پایا۔ آپ نے فرمایا۔ اے نوجوان! تم نے مجھے بہت تکلیف میں ڈال دیا۔ میں نے تم سے وعدہ کر لیا تھا کہ میں تمہیں یہاں ملوں گا۔ میں اپنے وعدے کی وجہ سے تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ تم اپنا وعدہ بھول گئے۔

یہ واقعہ نبی کریم علیہ السلام کے اعلان نبوت سے پہلے کا ہے۔ جس سے واضح ہے کہ وعدہ پورا کرنے کی خوبی کا عملی نمونہ آپ نے کس طرح پیش کیا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ (ترجمہ) انصاف کرنے والے اللہ کے پاس نور کے منبروں پر ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں میں، اپنے بیوی بچوں کے معاملوں میں اور ہر وہ کام جو ان کے سپرد ہو اس میں انصاف کرتے ہیں۔

یعنی انصاف بھی ایک ایسی خوبی ہے جس سے دنیا میں عزت ملنے کے علاوہ قیامت میں یہ مقام ملتا ہے کہ انصاف کرنے والے کو نور کے منبروں پہ بٹھایا جائے گا اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے ہر معاملے میں انصاف کی ضرورت ہے اور انصاف کا

Marfat.com

کمال یہ ہے کہ حق والے کو اس کا حق دیا جائے۔ چاہے اپنا کتنا ہی نقصان ہو جائے۔ چوری کرنے والا چاہے اپنا بھائی ہو لیکن شریعت کی پابندی کرنے والا حاکم اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے۔ زنا کرنے والا چاہے اپنا بیٹا ہو لیکن شریعت کی پابندی کرنیوالا حاکم اس کو کوڑے لگوائے۔ اسی طرح باپ، بیٹا، شوہر، بیوی، بھائی، بہن، استاد، شاگرد، غرضیکہ سب ایک دوسرے کا حق ادا کریں۔ تو ایسے انصاف کرنے والے دنیا کی ترقی اور عزت کے علاوہ قیامت میں نور کے منبر پائیں گے۔

نبی کریم علیہ السلام میں یہ خوبی بھی اس طرح موجود تھی۔ کہ دشمن بھی اس کا اقرار کرتے تھے۔ آپ نے عملی طور پر بھی اس کا نمونہ پیش کیا۔ مثال کے طور پر ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ خاندان مخزوم کی ایک عورت فاطمہ نے چوری کی۔ قریش نے چاہا کہ وہ سزا سے بچ جائے تاکہ بدنامی نہ ہو۔ لوگوں نے حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ سے گزارش کی کہ آپ جاکر حضور علیہ السلام سے عرض کریں کہ فاطمہ کو معاف کر دیا جائے کیونکہ حضرت اسامہ سے حضورؐ بہت محبت کرتے تھے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ آپ اسامہ کی بات مان جائیں گے۔ حضرت اسامہ نے حضور علیہ السلام تک لوگوں کی درخواست پہنچائی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اسامہ کیا تم شریعت کے معاملے میں سفارش کرتے ہو، تم سے پہلے لوگ اسی لئے خدا کے عذاب میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ ان کے حاکم غریبوں کو تو سزا دیتے تھے۔ اور دولت مندوں سے

Marfat.com

—— دولت اور سفارش کی وجہ سے سزا معاف کر دیتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ قسم خدا کی اگر میری اکلوتی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالتا۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں فرماتا:۔

نبی کریم علیہ السلام اپنے اس ارشاد میں لوگوں کو ایک دوسرے پر رحم کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی دنیا کی ترقی اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ حضور علیہ السلام خود تو تمام جہانوں کیلئے رحمت ہی بن کر آئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپنے ساری زندگی اپنوں، غیروں، دوستوں اور دشمنوں سب پر رحم ہی فرمایا یہاں تک کہ جانوروں کے ساتھ بھی آپ نے رحم سے پیش آنے کا حکم دیا اور واقعات سے یہ ثابت ہے کہ آپ جانوروں پر رحم فرمایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی۔ جس پر اُس نے اپنا کمبل لپیٹا ہوا تھا۔ اس نے بتایا کہ میں ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک درخت پر پرندے کے بچوں کی آوازیں سنیں۔ میں نے ان کو تلاش کیا اور پکڑ کر اپنے کمبل میں رکھ لیا۔ اسی وقت اُن بچوں کی ماں آئی اور میرے سر پر چیخنے چلانے لگی۔ میں نے بچوں کو زمین پر رکھا تو وہ ان کے پاس آگئی۔ میں نے سب پر اپنا کمبل ڈالا اور ان کو پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا ان کو یہاں رکھو

Marfat.com

اس شخص نے ان کو وہاں رکھ دیا۔ بچوں کی ماں اُڑنے کے بجائے بچوں کو اپنے پروں میں چھپانے لگی۔ لوگوں نے دیکھ کر تعجب کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ بچوں پر ماں کیسے رحم کر رہی ہے۔ قسم خدا کی خدا اپنے بندوں پر اس سے زائد رحم کرنے والا ہے۔ پھر آپ نے اس شخص کو حکم دیا کہ ان بچوں کو اسی جگہ رکھ کر آؤ جہاں سے لائے ہو۔

حضور علیہ السلام یتیموں، بیواؤں اور غریبوں پر خاص طور پر رحم فرماتے تھے اور آپ نے ان پر رحم کرنے کی بہت تاکید کی۔ حضرت سہیلؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے اپنی دو انگلیاں ملا کر فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا (ترجمہ) مسلمانوں کے گھروں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم بچہ ہو تو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہو۔ مسلمانوں کے گھروں میں سب سے برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم بچہ ہو تو اس کے ساتھ برا برتاؤ کیا جاتا ہو۔

ان حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ وہ بچہ جس کا باپ مر گیا اس کے ساتھ تمام مسلمانوں کو ایک تو ایسا برتاؤ کرنا چاہیئے کہ بچے کو باپ کے مرنے کا خیال تک نہ رہے اور اس کی پرورش کا ایسا انتظام کرنا چاہیئے کہ بغیر باپ کے بھی اس کے اندر ایسی ہی اچھی خوبیاں پیدا ہوں جیسی باپ کی موجودگی میں ہوتیں اور یہ حکم حقیقت

Marfat.com

میں قومی ترقی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ کیونکہ اگر یتیم بچوں سے محبت پیدا نہ کی جائے ان کی دیکھ بھال اور ضرورتوں کا خیال نہ رکھا جائے اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ تو وہ جاہل رہیں گے۔ آوارہ ہوں گے۔ چور بنیں گے۔ اور اس طرح جو بچے قوم کے فائدے اور عزت کا ذریعہ بن سکتے تھے۔ وہ قوم کی تباہی اور ذلت کا سبب ہو جائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا :۔
(ترجمہ) بیوہ اور غریبوں کی دیکھ بھال کرنے والا ثواب کے اعتبار سے اللہ کے لئے جہاد کرنے والے کے برابر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے ایک موقعہ پر دعا کی۔ اے اللہ تو مجھے غریب زندہ رکھ اور غریبی ہی کی حالت میں موت عطا فرما اور قیامت کے دن غریبوں ہی میں مجھے زندہ فرما۔

حضور علیہ السلام کی اس دعا کو سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ نے یہ دعا کیوں کی؟ آپ نے فرمایا کہ نیک غریب دولتمندوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ پھر آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نصیحت کی کہ کسی غریب کو اپنے دروازے سے خالی مت پھیرو۔

نبی کریم علیہ السلام کے ان ارشادات سے واضح ہے کہ آپ نے یتیموں، بیواؤں اور غریبوں کی دیکھ بھال اور ان کی مدد کرنے کی کس طرح تاکید فرمائی۔ آپ کا عمل بھی یہی تھا کہ یتیموں سے خاص محبت ظاہر کرتے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ بیوہ

Marfat.com

عورتوں کا حال معلوم کر کے ان کی ضرورتیں پوری کر دیا کرتے تھے۔ غریبوں کو آپ کے دربار میں خاص مقام حاصل تھا۔ جو بھی غریب آپ کے پاس آتا تھا۔ آپ اس سے محبت سے بات کرتے تھے۔ اگر آپ سے کوئی سوال کرتا تھا تو اگر اس کی مدد کے لئے آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو کسی سے قرض لے کر آپ مدد کر دیا کرتے تھے۔

نوکروں اور غلاموں کے معاملے میں حضور علیہ السلام نے اپنے عمل اور ارشادات کے ذریعہ جو نمونہ پیش کیا اس کو بھی سنیئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ (ترجمہ) نوکر کے کھانے اور اس کے کپڑوں کا انتظام تمہارے ذمہ ہے۔ اور ان سے طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ نوکر کے ساتھ برا برتاؤ کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ ہم اپنے نوکر کی غلطی کتنی دفعہ معاف کریں آپ نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن سوال کرنے والے نے پھر سوال کیا۔ پھر آپ خاموش رہے۔ اس شخص نے پھر سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں ستر مرتبہ معاف کیا کرو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کر دیا تو اللہ اس کے جسم کے ہر حصے کے بدلے میں آزاد کرنے والے کے جسم کے حصوں کو آگ سے آزاد کر دے گا۔

Marfat.com

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ پیچھے سے میں نے آواز سنی اے ابومسعود جتنی تمہیں اپنے غلام پر قدرت ہے اس سے زیادہ تم پر اللہ کو قدرت ہے۔ حضرت ابومسعود رضی اللہ نے فرمایا کہ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو نبی کریم علیہ السلام کھڑے ہیں۔ بس میں نے فوراً کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اس غلام کو اللہ کے لئے آزاد کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا:۔ اے ابومسعود اگر تم ایسا نہ کرتے تو تمہیں جہنم کی آگ جلاتی۔"

ان تمام حدیثوں سے ظاہر ہے کہ آپ نے نوکروں اور غلاموں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا حکم دیا اور عملی طور پر یہ نمونہ پیش کیا کہ آپ نے خود ان غلاموں کو آزاد فرمایا۔ آپ اپنے نوکر کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ اگر کوئی کام سخت ہوتا تھا تو آپ مدد کر دیتے تھے۔ کبھی کسی نوکر پر نہ آپ ناراض ہوئے اور نہ سختی سے پیش آئے۔ آپ کے خاص خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی۔ لیکن کبھی آپ نے مجھے کسی بات پر نہ ڈانٹا۔ اور اگر میری کسی غلطی پر گھر میں کسی نے کچھ کہا تو آپ ہمیشہ فرما دیتے تھے۔ چھوڑ دو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا

نبی کریم علیہ السلام نے عورتوں کے ساتھ بھی ہمدردی اور اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ترجمہ) کوئی مسلمان مرد کسی مسلمان عورت سے نفرت نہ کرے۔ کیونکہ اگر عورت کی ایک عادت بری معلوم ہوتی ہے تو اس میں کوئی دوسری عادت ایسی ضرور ہو گی جو

Marfat.com

اچھی معلوم ہو گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

(ترجمہ) کامل مومن وہ ہے جس کی عادتیں اچھی ہوں اور بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھی طرح برتاؤ کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں۔ اور پسلی کا اوپر کا حصہ بہت ٹیڑھا ہوتا ہے۔ اگر تم اس کو بہت سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ بالکل ٹوٹ جائے گا اور اگر ایسا ہی چھوڑ دو گے تو باقی رہے گا۔ دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا۔

(ترجمہ) عورت پسلی کی طرح ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی اور اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو اس کے ٹیڑھے پن کو برداشت کر کے فائدہ اُٹھاؤ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے اپنی دونوں انگلیاں ملا کر فرمایا کہ جس نے دو لڑکیوں کو جوان ہونے تک پالا وہ قیامت کے دن مجھ سے میری ان دو انگلیوں کی طرح ملا ہوا ہو گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت اپنے شوہر کے گھر اس کی اولاد پر حاکم ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

جنتؐ ماؤں کے پاؤں کے نیچے ہے۔

ان حدیثوں سے اندازہ لگائیے کہ نبی کریم علیہ السلام نے کس اچھے انداز میں عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ عورت عقل میں کم اور مزاج کی تیز ہونے کے باوجود ایسی مخلوق ہے۔ جس سے مرد کا تعلق، بیٹی، بیوی بہن یا ماں، کسی بھی حیثیت سے ضرور ہوتا ہے۔ کوئی مرد ایسا نہیں جو عورت کے تعلق سے بچ سکے۔ لہٰذا مرد کو اس کی کم عقلی اور مزاج کی تیزی برداشت کرنا چاہیئے اور اس سے ایسا برتاؤ کرنا چاہیے۔ جس سے آپس میں کوئی اختلاف اور لڑائی جھگڑا نہ ہونے پائے۔ نبی کریم علیہ السلام نے اپنے ارشادات کے مطابق خود بھی ہر موقع پر عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ آپ کی گھریلو زندگی سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو خوش رکھتے اور ان کے ساتھ خوش مزاجی سے پیش آتے تھے۔

نبی کریم علیہ السلام نے انسانوں کو ایک دوسرے سے ملانے اور آپس میں میل محبت پیدا کرنے کے لئے ماں باپ، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ جو انسان دوسرے انسانوں سے میل محبت پیدا کرتا ہے لوگ اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اور جو ہر ایک سے علیحدہ رہتا اور نفرت کرتا ہے لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ اور اس دنیا میں اچھی زندگی وہی گزار سکتا ہے جو ہر شخص سے محبت سے پیش آئے تو اس کی مُصیبت میں مدد کرنے والے

Marfat.com

اور اس کی ضرورت کو پورا کر دینے والے بہت لوگ ہوں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السّلام نے فرمایا (ترجمہ) جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا رزق زائد ہو اور اس کی عمر بڑھ جائے تو اسے رشتہ داروں سے ملنا جلنا اور محبّت رکھنا چاہیئے۔

حضرت خالد ابن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا نیک کام بتا دیجیے۔ جس کی وجہ سے اللہ مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اور جہنم کی آگ سے محفوظ فرما دے تو آپ نے فرمایا (ترجمہ) اللہ کی عبادت کرتے رہو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ پابندی سے نماز پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور رشتہ داروں سے ملتے جلتے رہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ " یا رسول اللہ میرے رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہوں لیکن وہ نہیں کرتے۔ میں ان کے ساتھ نیکی کرتا ہوں وہ برائی کرتے ہیں۔ میں اُن کے ساتھ عقلمندی سے پیش آتا ہوں وہ مجھ سے جہالت اور بے وقوفی سے پیش آتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا۔ اگر واقعی تم ایسا کرتے ہو۔ تو وہ ضرور کسی دن اپنے کیئے ہوئے پر شرمندہ ہوں گے۔ اور اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور تمہیں ان کی تکلیفوں اور برائیوں سے بچائے گا۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ رشتے داری کو قائم کرنے اور مضبوط کرنے والا وہ شخص ہے جو رشتہ داروں کی نیکی کا بدلہ ادا کرے بلکہ رشتہ داری کو قائم کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے رشتہ دار اس سے تعلق ختم کرلیں تو وہ خود ان سے تعلق پیدا کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ نبی کریم علیہ السلام نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ "وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔" لوگوں نے پوچھا۔ یارسول اللہ! کون؟ آپ نے فرمایا کہ جس نے اپنے بوڑھے والدین کو صرف ماں یا باپ یا دونوں کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوگیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مسلمان جنت میں نہیں جائے گا۔ جس کے پڑوسی اس کی تکلیف سے محفوظ نہ ہوں یعنی جو اپنے پڑوسیوں کو ہر وقت ستاتا اور پریشان کرتا رہتا ہو۔ اور اس کے پڑوسی اس کی بری عادتوں کی وجہ سے ڈرتے رہتے ہوں۔ ایسا شخص جنت کی اُمید نہ رکھے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ دوستوں میں اللہ کے نزدیک بہتر دوست وہ ہے کہ جو اپنے دوست کے ساتھ بھلائی کرے اور پڑوسیوں میں اللہ کے نزدیک بہتر وہ پڑوسی ہے جو اپنے پڑوسی کے ساتھ بھلائی کرے۔ حضور نبی کریم علیہ السلام کے ان ارشادات

Marfat.com

کو سامنے رکھ کر جو شخص بھی دُوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور ہمدردی کرنے کی عادت اپنے اندر پیدا کرے گا۔ غور کیجئے لوگ اس کی کتنی عزت کریں گے۔ اور کس طرح ہر معاملے میں اس کا ساتھ دینے کو تیار ہوں گے۔

ہندہ بنت عتبہ جو حضور علیہ السلام کی سخت دشمن تھی۔ اور اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کے بعد ان کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا۔ جب فتح مکہ ہوا ہندہ بنت عتبہ حضور علیہ السلام کے سامنے آئی تو آپؐ نے اس کے سامنے کسی پچھلی بات کا ذکر تک نہ کیا۔ اور نہ ہی اس سے کوئی بدلہ لیا۔ یہ دیکھ کر وہ مسلمان ہو گئی اور کہنے لگی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آج تک آپ سے اور آپ کے گھر والوں سے سب سے زیادہ نفرت تھی۔ لیکن اب میں آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو سب سے زیادہ محبوب رکھتی اور پسند کرتی ہوں۔

حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ غزوۂ نجد سے واپس آ رہے تھے راستے میں دوپہر ہو گئی۔ سخت دھوپ ہو گئی ایک درختوں والے جنگل میں ہم سب ٹھہر گئے۔ سب درختوں کے سائے میں آرام کرنے لگے۔ نبی کریم علیہ السلام بھی اپنی تلوار درخت میں لٹکا کر آرام فرمانے لگے۔ تھوڑی ہی دیر بعد حضور علیہ السلام نے ہمیں آواز دی تو ہم سب ایک جگہ جمع ہو گئے اور ہم نے دیکھا کہ آپ کے سامنے ایک شخص کھڑا ہے جس کا نام غورث ابن حارث تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میں سو رہا تھا کہ اس شخص نے آ کر میری تلوار اٹھائی اور میرے

Marfat.com

سر پہ تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا اور بولا " تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا۔

میں نے کہا " اللہ ! " یہ سن کر تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ صحابہ اس شخص سے بدلہ لینا چاہتے تھے۔ لیکن نبی کریم علیہ السلام نے اس کو معاف کر دیا۔

نبی کریم علیہ السلام کی زندگی کا ایک بہترین نمونہ دشمنوں کے ساتھ آپ کا برتاؤ کرنا ہے۔ عام طور پر انسان اپنے دشمن سے بدلہ لینے اس کو ذلیل دخوار کرنے ہی کی فکر میں رہتا ہے اور جوں ہی اس کو اپنے دشمن پر غلبہ اور قوت حاصل ہوتی ہے۔ وہ اس سے پورا پورا بدلہ لیتا ہے۔ یہ صرف نبی کریم علیہ السلام ہی کی ذات تھی جنہوں نے دشمنوں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرنے اور اس کو معاف کر دینے کا نمونہ پیش کیا۔

تاریخ گواہ ہے کہ مکے کے کافروں نے آپ کو کتنا ستایا اور پریشان کیا۔ آپ کو مجنوں دیوانہ کہا۔ آپ پر پتھر برسائے۔ راستے میں کانٹے بچھائے۔ نماز پڑھنے میں آپ کے سر پر اونٹ کی اوجڑی ڈالی۔ گردن میں چادر کا پھندا ڈال کر آپ کا گلا گھونٹنے کی کوشش کی۔

تین سال تک آپ کو اور تمام مسلمانوں کو ایک پہاڑی (شعب ابی طالب) میں بند رکھا اور مکمل بائیکاٹ کیا۔ غرضیکہ کوئی تکلیف ایسی نہیں جو دشمنوں نے نبی کریم علیہ السلام کو نہ پہنچائی ہو۔ یہاں تک کہ آپ کو وطن چھوڑ کر مدینہ ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن ایسے دشمنوں کے ساتھ رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جو برتاؤ کیا دنیا کی کوئی قوم اس کی مثال اپنے کسی لیڈر میں نہیں دکھا سکتی جس کا اندازہ ان چند

Marfat.com

واقعات سے ہوتا ہے۔

مکہ میں تمام غلہ یمامہ سے آتا تھا جو ثمامہ ابن آثال سے خریدا جاتا تھا جو مدینہ آکر مسلمان ہو گئے۔ اور انہوں نے مکے کے کافروں کو غلہ دینا بالکل بند کر دیا جس سے مکے میں لوگ بھوک کے مرنے لگے۔ دشمنوں نے مجبور ہو کر نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں گزارش کی۔ کہ آپ ثمامہ کو حکم دیجئے کہ وہ غلہ پہلے کی طرح دیا کریں۔ نبی کریم علیہ السلام نے دشمنوں کی مصیبت کو پسند نہ فرمایا اور ثمامہ ابن آثال کو حکم دیا کہ غلہ بھیجا جائے۔ ثمامہ نے حکم کی تعمیل کی۔ غلہ مکے جانا شروع ہو گیا۔ اور جس مقدس ہستی کو کافروں نے مکے سے نکالا تھا۔ اسی کے ذریعے انہیں بھوک سے نجات ملی۔

غزوۂ احد میں ان ہی دشمنوں نے نبی کریم علیہ السلام کو اس قدر تکلیف پہنچائی کہ آپ کے جسم سے خون بہنے لگا۔ دانت کا ایک حصہ شہید ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود جب صحابہ نے آپ سے گذارش کی کہ ان دشمنوں کے لئے بد دعا فرما دیجئے تو آپ نے فرمایا

"اے اللہ میری قوم کو معاف فرما دے۔ کیونکہ یہ مجھے جانتے نہیں۔"

حضرت خباب ابن الارت رضی اللہ نے بیان کیا کہ مکے کے کافر ہمیں بہت ستاتے اور پریشان کیا کرتے تھے۔ ایک دن حضور علیہ السلام آرام فرما رہے تھے کہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ "یارسول اللہ آپ ان دشمنوں کے لئے بد دعا کیوں نہیں فرما دیتے۔ تاکہ یہ ہلاک ہو جائیں۔ اور ہمیں ان کی تکلیفوں سے نجات ملے۔ یہ سن کر آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ غصہ کی وجہ سے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ "تم مصیبتوں

Marfat.com

سے گھبراتے ہو۔ حالانکہ تم سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں۔ ان پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں۔ جن سے ہڈی اور گوشت علیحدہ ہو جاتا تھا اور ان کو چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے۔ مگر وہ برداشت کرتے تھے۔ اور دین کو نہ چھوڑتے تھے۔ تم مت گھبراؤ ایک وقت ایسا آئے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو کمال عطا فرمائے گا۔ اور اسلام کی وجہ سے دنیا میں ایسا امن و سکون ہو جائے گا۔ کہ تنہا سفر کرنے والے کو بھی کسی کا ڈر نہ رہے گا۔

ہیبار ابن اسود قریشی نے حضور علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مکے سے مدینہ آتے ہوئے اونٹ سے گرایا جس سے آپ کا حمل ضائع ہو گیا اور ایسی چوٹ آئی کہ اسی کی وجہ سے آپ کا انتقال ہو گیا۔ لیکن فتح مکہ کے بعد جب ہیبار ابن اسود آپ ؐ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اس کو معاف فرما دیا

اسی قسم کے اور بے شمار واقعات موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے دشمنوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے ان کی غلطی معاف کر دینے کا نمونہ پیش کیا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ ؐ کے اکثر دشمن اسلام لائے۔ اور حضور علیہ السلام پر انہوں نے اپنی ہر چیز کو قربان کیا۔ اور جو اپنی ضد یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے مسلمان نہیں ہوئے انہوں نے بھی آپ کی خوبیوں اور کمالات کو تسلیم کیا۔

نبی کریم علیہ السلام نے حاکموں کی ہدایت کے لئے فرمایا۔ "بے شک بد ترین حاکم وہ ہے جو اپنی رعیت پر سختی کرے"۔ حضرت معقل ابنِ ہیبار رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جو شخص بھی کسی کا سردار ہے۔ وہ کسی نہ کسی دن مرے گا۔ لیکن اگر وہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کرتا تو اللہ اس پر جنت حرام فرما دیتا ہے۔

عام لوگوں کو حاکموں کی اطاعت کرنے کا حکم اس طرح دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ "تم پر چاہے کسی چھوٹے سر والے حبشی غلام ہی کو حاکم بنا دیا جائے۔ لیکن تم اس کا حکم سنو اور اس کی بات مانو"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ چاہے غریبی حالت ہو یا دولت مندی کا زمانہ چاہے تم کسی بات کو پسند کرو یا نہیں کرو۔ کسی بات سے فائدہ ہوتا ہو یا نقصان لیکن ہر حال میں تمہیں اپنے حاکم کا حکم ماننا چاہیئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بادشاہ (حاکم) کی بے عزتی کی تو اللہ اس کی بے عزتی کرے گا۔

حضور علیہ السلام نے سرداروں، حاکموں اور بادشاہوں کا حکم ماننے اور ان کی عزت کا حکم دینے کے ساتھ ہی ایک اصول یہ بھی بیان فرمایا۔ کہ کسی کی بات اس صورت میں نہیں مانی جائے گی۔ جس سے خدا کے حکم کی نافرمانی ہوتی ہو۔ یعنی جو حاکم خود حاکم حقیقی خدائے وحدہٗ لاشریک کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے اس کے حکم کے مطابق عمل کرتا ہے۔ تو عوام کو اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا چاہیئے لیکن

Marfat.com

جو حاکم کوئی حکم دے جس سے دین کو نقصان پہنچتا ہو۔ یا شریعت کے خلاف کام کرنا پڑے تو اس حاکم کی بات نہیں مانی جائے گی۔

غرضیکہ عام طور پر حکومتوں اور ملکوں کا انتظام تو اس لئے خراب ہوتا ہے کہ حاکم یا سردار عوام پر ظلم کرتے اور ان کو ستاتے اور ان کا حق مارتے ہیں۔ اور یا اس لئے کہ عوام بلا وجہ حاکموں کی نا فرمانی کرتے اور ان کی بات کو ماننے سے انکار کرتے ہیں حضور علیہ السلام نے ان دونوں صورتوں کو ختم کرنے کے لئے حاکموں کو اپنی ذمہ داری پوری کرنے عوام کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آنے اور ان کا حکم ادا کرنے کا حکم دیا اور عوام کو اپنے حاکم کی عزت کرنے ان کا حکم ماننے کی تعلیم دی۔

یہاں نبی کریم علیہ السلام کے کچھ ارشادات اور زندگی کے چند واقعات پیش کئے گئے ہیں اسی طرح آپؐ کی زندگی اور حصوں پر غور کیا جائے تو ہر شخص کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ آپؐ کی زندگی حقیقت میں انسانیت کی ترقی کامیابی اور کامرانی کے لئے ایک بہترین نمونہ ہی تھی۔ اس دور کے مسلمانوں کی یہ بدنصیبی ہے۔ کہ ایسے بہترین نمونے کے مطابق اپنی زندگی کو گذارنے کے بجائے ایسوں کے طریقے اور ڈھنگ اختیار کریں جن کے پاس زندگی کے لئے بہترین اصول اور طریقے موجود نہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اللہ نے ہمیں اس نبی کا اُمتی بنایا جس نے نہ صرف ہمارے لئے بلکہ پوری دنیا کے لئے زندگی کے بہترین اصول اور طریقے پیش کئے۔ اللہ ہمیں انہی طریقوں کو اپنانے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

حضور علیہ السّلام کے ارشادات

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔
اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ گواہی دینا اس بات کی کہ
خدا کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، حج
کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ۔
ایمان کے ساٹھ سے زیادہ حصے ہیں اور شرم بھی ایمان کا ایک
حصہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔
مسلمان کی شان یہ ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان
محفوظ رہے۔ اور مہاجر وہ ہے جو ان باتوں کو چھوڑ
دے جن کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام سے
کسی (حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ) نے سوال کیا کہ اسلام کی کونسی

Marfat.com

عبادت بہتر ہے تو آپ نے فرمایا۔

کھانا کھلانا (ضرورت مند کو) اور سلام کرنا جس کو تم پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

تم میں سے کوئی مومن (کامل) اسوقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے پسند کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

تم میں سے مومن (کامل) اسوقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے والد اور والدہ اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا اور محبوب نہ ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

مجھے دوزخ دکھائی گئی تو میں نے وہاں عورتیں زیادہ دیکھیں اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتی ہیں کہا گیا "کیا وہ خدا سے کفر کرتی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا (نہیں) بلکہ شوہروں کی نا شکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں۔ تم اگر ان کے ساتھ ایک زمانے تک احسان کرو اور ایک مرتبہ بھی تم سے ان کے مزاج کے خلاف کوئی کام ہو جائے تو وہ کہتی ہیں مجھے تم

Marfat.com

سے کبھی کوئی بھلائی نہیں ملی ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔
منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کرے جھوٹ بولے۔
جب وعدہ کرے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت
رکھی جائے تو خیانت کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔
جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جائے اور اس کے ساتھ
رہے حتیٰ کہ نماز پڑھے اور اس کے دفن سے فارغ ہو تو وہ ۲
قیراط ثواب لے کر لوٹے گا ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوگا۔
اور جس نے صرف نماز جنازہ پڑھی اور دفن سے قبل ہی واپس
ہوگیا تو وہ صرف ایک قیراط اجر لے کر لوٹے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔
مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا (یعنی اسکو
حلال جاننا) کفر ہے۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔
جب کوئی اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے خرچ کرے تو
صدقہ کا ثواب پائیگا۔

(ایجوکیشنل پریس پاکستان چوک کراچی)

Marfat.com

Marfat.com

مُبلّغ اِسلام مولانا سیّد سعادت علی قادری

کی ایک اور تصنیف

"مرض سے موت تک"

یہ کتاب ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے جس میں مصنّف نے ان تمام تعلیمات کو جمع کردیا ہے جنکا جاننا ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے ضروری ہے کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کے عنوانات سے کیا جاسکتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں

مرض، عیادت، موت اور اسکے بعد، دعائیں اور نماز جنازہ، فاتحہ یا ایصال ثواب کا طریقہ۔

کتاب کا ٹائیٹل نہایت دیدہ زیب، کتابت خوشنما اور عبارت سلیس ہے

ملنے کا پتہ:- **نگراں مرکز اشاعت اسلام**

A-۱۲۹-۱ اسحاق آباد، سرکلر روڈ

کراچی ۱۹ (پاکستان)

فون نمبر: ۶۸۰۳۸۹

Marfat.com

مُبلّغ اسلام مولانا سیّد سعادت علی قادری

کی ایک اور تصنیف

"مرض سے موت تک"

یہ کتاب ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے جس میں مصنّف نے ان تمام تعلیمات کو جمع کر دیا ہے جنکا جاننا ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے ضروری ہے کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کے عنوانات سے کیا جا سکتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں

مرض، عیادت، موت اور اسکے بعد، دعائیں اور نماز جنازہ، فاتحہ یا ایصال ثواب کا طریقہ۔

کتاب کا ٹائیٹل نہایت دیدہ زیب، کتابت خوشنما اور عبارت سلیس ہے

ملنے کا پتہ:- **نگراں مرکز اشاعت اسلام**

A-۱۲۹-اسحاق آباد، سرکلر روڈ

کراچی ۱۹ (پاکستان)

فون نمبر: ۶۸۰۴۸۹

Marfat.com